

# مسائل نماز



پیشہ  
صاحبزادہ سید مصطفیٰ شرف رضوی  
رہائے علامہ مولانا محمد امجد علی صاحبزادہ سید مصطفیٰ شرف رضوی

عالمِ مکتبہ محمد محمود احمد رضوی  
مفتِ اعظم پاکستان  
صدرِ مکتبہ اسلامیہ پاکستان  
صدرِ مکتبہ اسلامیہ پاکستان

ناشر: شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف  
کتابچہ بخش روڈ  
لاہور





اس کتاب میں جمعہ کے نہایت اہم اور ضروری احکام و مسائل اور نماز  
مترجم مع خطبات جمعہ وعیدین کا مجموعہ

# مسائل نماز

تصنیف لطیف

امیر اہل سنت شایع بناری  
علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری  
(سکرٹری امتیاز حکومت پاکستان)

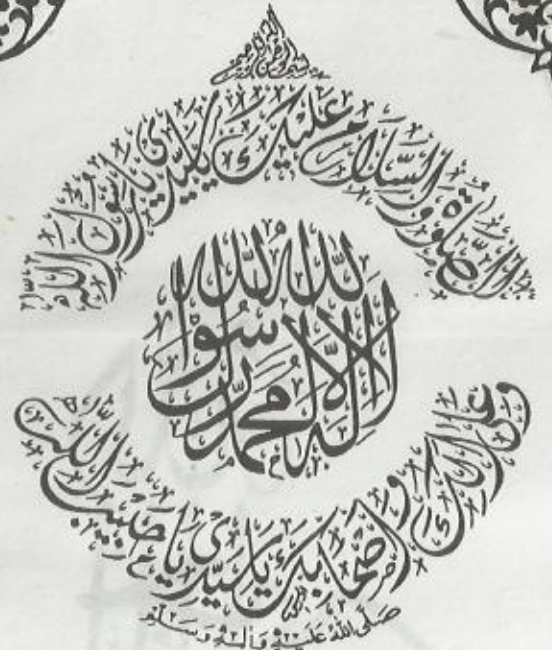
پتہ نام  
صاحبزادہ سید مصطفیٰ شرف رضوی  
امیر اہل سنت شایع بناری  
امیر روزی دارالعلوم حزب الافاضل ۵۰



رضوان کمنٹ خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 042-37114729  
www.hizbulahnaf.com



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
مَوْلَايَ الَّذِي تُنْجِي شَفَاعَتُهُ  
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالشَّعَائِنِ  
فَاِنَّ مِنْ جُودِكَ لَنَبَا وَصَرَّتْهَا  
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
لِكُلِّ هَوَلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٍ  
وَالَّذِيْنَ مِنْ عَسْرِ زَمَانٍ عَمَّ  
وَمِنْ عَلَمٍ مَعْلَمِ الْوُجُوْهِ وَالْقَلَمِ



رضوان کمنٹ خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310  
Tel: 042-37114729  
Web: www.hizbulahnaf.com

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ..... مسائل نماز

مصنف ..... امیر اہلسنت شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد

..... رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز امیر دین محمد بیٹ

..... دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

پروف ریڈنگ ..... صاحبزادہ عبدالرحمن رضا قادری

..... معلم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

کمپوزنگ ..... عزیز کمپوزنگ سنٹر لاہور

باہتمام ..... صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی (ایم اے)

..... امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

صفحات ..... 240

ناشر ..... شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

قیمت ..... 160/- روپے

ملنے کا پتہ

**رضوان کتب خانہ**

گنج بخش روڈ لاہور فون: 042-37114729

شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

بفیضان کرم:

خلیفہ دہلیز شہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی  
علامہ سید محمد زید علی شاہ ضوی شہیدی  
بانی مرکز کتب و نشر المکتبہ العزیزہ لاہور

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ امام اہلسنت سراج الدین مفتی اعظم  
حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری دہلی شہیدی  
بانی دایہ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ امام اہلسنت سراج الدین مفتی اعظم  
حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری دہلی شہیدی

آل نبی علیہ السلام اور اہل بیتہ خانوادہ امام علی رضا علیہ السلام علیہ السلام  
صاحبزادہ پیر سید مسعود احمد رضوی شہیدی  
سندہ بین آستانہ عالیہ قادریہ اشرفیہ دہلی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

بفیضان نظر:

صاحبزادہ پیر سید مسعود احمد رضوی شہیدی  
بانی دایہ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور



## فہرست

انتساب	5	نوع اول	41
تعارف مصنف	11	نوع دوم	42
اسلام میں عبادت کا تصور	18	نوع سوم	42
مکان کی قید	20	نوع چہارم	43
انسانی قربانی عبادت ہے؟	21	نوع پنجم	44
عبادت میں اخلاص ضروری ہے	23	صلوٰۃ کے معنی	45
عبادت کا وسیع مفہوم	23	نماز کی اہمیت	46
نماز عبادت کا گہر شاداب	25	تارک صلوٰۃ کا کفر ہے	48
فرضیت صلوٰۃ	25	عبادت میں میاندری اختیار کی جائے	49
نماز کے برکات	27	کیا کثرت عبادت ممنوع ہے	49
فرائض نماز	27	امام کو مسائل شریعت بتانا لازمی ہے	51
واجبات نماز	29	اذان و مؤذن کے فضائل و احکام	52
نماز کی سنت	30	اذان کا جواب دینا واجب ہے	53
طریق اشاعت نماز	30	اذان سن کر حضور اکرم ﷺ کیلئے دعا	30
اسرائی نماز	32	کی جائے	54
اوقات صلوٰۃ	33	مقام محمود	55
تعداد رکعات	34	اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں	56
قبلہ کی تعیین	35	اذان خارج مسجد دی جائے	57
اقیموا الصلوٰۃ	36	وضو اور اس کے اہم مسائل	58
نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت	37	چار چیزوں کیلئے وضو کرنا فرض ہے	59
قرآن میں نماز کے اوقات	38	آٹھ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا سنت ہے	60
نماز کی شرطیں	40	۲۶ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا مستحب	40
ہر نماز کیلئے وقت مقرر ہے اور اس کی محافظت	41	ہے	60
فرض ہے	41	وضو کے چار فرض ہیں	62

اول منہ وھوتا	62	نماز کے فرائض واجبات مکروہات و	62
مسائل فرض اول	62	مفسدات	90
وضو کا دوسرا فرض	63	نماز کے سات فرض ہیں	90
وضو کا تیسرا فرض	64	تعمیر تحریمہ	90
وضو کا چوتھا فرض	65	قیام	90
وضو کی سنتیں (۱۶) سولہ ہیں	66	قرأت	91
مستحب وضو کے ۵۹ ہیں	67	رکوع	91
وضو میں مکروہ ۲۰ ہیں ان سے بچنا چاہیے	71	سجدہ	92
متفرق مسائل وضو	72	سجدہ کے ضروری مسائل	92
ناخن کی سرخی	73	تعدہ اخیرہ	92
ہڈی کے ٹکٹے سے صرف وضو ٹوٹ جاتا	73	خروج بھٹھ	93
ہے	73	نماز کی شرطیں	93
ہڈی	73	عورتوں کیلئے	93
بواسیر کے مریض کے متعلق وضو کے مسائل	74	باریک دوپٹے	93
وضو میں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور	74	واجبات نماز کا بیان	95
اس کے ضروری مسائل	74	سجدہ سہو کا طریقہ	97
موزوں پر مسح کرنے کے متعلق ضروری	75	سنت مؤکدہ و وتر کی تعداد	97
مسائل	75	جمعہ کی سنت مؤکدہ	97
منعزل	76	سنت مؤکدہ ادا کرنے کا طریقہ	97
مجلد	76	فرض نماز پڑھنے کا طریقہ	98
وضاحت	77	وتر سنت مؤکدہ اور نفل نماز	98
مسواک کے مسائل و فضائل	78	فرض واجب آیت سجدہ اور اقتدا کے	99
حسل کے فرائض اور اس کا طریقہ	80	مسائل	99
حسل کے فرائض	80	نماز کے آگے سے گزرتا	100
حسل کی سنتیں	85	مفسدات نماز	100
جنبی اور بے وضو کے احکام و مسائل	86	نماز کے مکروہات تحریمہ	101
حیض و نفاس والی عورت کے احکام	87	تصویر کے احکام	104



106	نماز میں قہقہہ کا حکم	122	سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے
107	تشہد میں انگلی اٹھانا		نماز کیلئے ستر عورت شرط ہے اور اس کے
	مقبوض التحیات میں کلمہ شہادت کی تکرار	122	ضروری مسائل
	کرے	107	عورتوں کیلئے نماز میں سارے بدن کو چھپانا
	اقامت بیٹہ کر سنی جائے اور امام مقتدی	123	فرض ہے
108	حیی علی الفلاح پر کھڑے ہوں	124	نماز فجر اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے
108	تعدیل ارکان	127	سنت مؤکدہ کے احکام اور تعداد
108	سونے پتیل کی انگوشی	129	نمازی کے آگے سے گزرتا سخت گناہ ہے
108	احتیاط الظہر	130	نماز میں مضمون کو سیدھا رکھنا واجب ہے
	جواب	109	لوگوں کی گردنیں پھانڈ کر اگلی صف میں جگہ
	نماز جنازہ فرض کفایہ ہے	109	بنانا ممنوع ہے
	جواب	109	فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کسی نفل کا پڑھنا
	مختلف اہم سوالات	110	جائز نہیں
	جوابات	110	سنت فجر کی اہمیت اور اس کے بعض ضروری
	امام کیا ہو؟	113	مسائل
	جواب	113	قنوت فی الغیر منسوخ ہے
	چلتی گاڑی میں نماز کا حکم	114	خلاصہ حدیث
	جواب	114	قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہے
	وضو کے بعد نفل	115	نفل شروع کرنے واجب ہو جاتے ہیں
	جواب	115	ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھی جائے
	نماز کے بعض اہم مسائل	116	سترہ کے مسائل
	طلوع کے وقت مطلقاً نماز ناجائز ہے	117	مسجد کو گندگی اور ہر گھن کی چیز سے پاک
	فجر عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا ممنوع	143	صاف رکھنا ضروری ہے
	ہیں	144	دامنی طرف تھوکتا منع ہے
	اگر شمار رکعت میں شک ہو تو کیا کرے	118	نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز
	ترک واجب ہے سجدہ سہولاً لازم ہے	119	ہے
	کن صورتوں میں نماز توڑ سکتا ہے	120	۳۳ کا عدد
	استقبال قبلہ سے عاجز ہونے کی صورتیں	121	نماز مریض کا بیان

188	جمعہ کیلئے کس وقت سعی کی جائے		بپار بیٹہ کر لیت کر اشارہ سے جیسے ممکن ہو
190	کیا جمعہ کیلئے غسل فرض ہے	150	نماز پڑھے
191	حاضرین جمعہ کی فضیلت		کھڑے ہو کر بیٹہ کر لیت کر نماز نفل پڑھنے
192	فوائد و مسائل	151	کے مسائل
193	جمعہ کے خطبہ کے ضروری مسائل	152	نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
194	کیا گاؤں میں جمعہ جائز ہے؟	154	مسافر کی نماز
195	دیہات میں جمعہ جائز نہیں	155	مسافر کی تعریف
	حضور علیہ السلام نے دیہاتیوں کو جمعہ نہ پڑھنے	156	حدیث دوم
197	کی اجازت دی	158	مسائل ضروریہ
	فقہاء احناف نے مصر کی جو تعریف کی ہے	159	نیت اقامت کے شرائط
200	وہ اثر عطا سے ماخوذ ہے	160	بحالت سفر صرف فرض میں قصر کرے
202	جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے	161	فوائد
203	سعی الی الجمعہ	165	سفر میں قصر ضروری ہے
205	مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے	167	جمعہ اور اس کے مسائل و فضائل
206	خطبہ جمعہ کے وقت نماز اور کلام ممنوع ہے	169	فضائل جمعہ
207	جمعہ کی سختیں	169	وجوب جمعہ کی شرطیں
208	صلوٰۃ حاجت	171	قائدہ
208	صلوٰۃ التوبہ	172	ادائے جمعہ کی شرائط
209	بیخ و بخیر صغیر	173	اول وقت ظہر کا ہونا
209	نماز اشراق	173	دوم خطبہ
210	نماز چاشت	173	جمعہ کے خطبہ کے مسائل
210	اذانین	177	سوم جماعت
210	نماز تہجد	177	چہارم اذان عام
211	درود شریف	178	شرط ختم بادشاہ اسلام
212	نماز مترجم نماز جنازہ	181	ششم مصر
230	خطبات جمعہ و عیدین		صحت ادائے جمعہ کیلئے مصر شرط ہے اور اس
		182	کے دلائل
		187	تفسیر آیات جمعہ



## تعارف مصنف

امیر اہلسنت شارح بخاری حضرت علامہ

سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری رحمہ اللہ

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۹۲۲ء میں آگرہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ کے ہاں ہوئی۔ علامہ رضوی نجیب الطرفین سید ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب چالیس واسطوں سے امام علی رضا مشہدی بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب پینتالیس واسطوں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ علمی و روحانی ماحول میں آنکھیں کھولیں اور اسی میں نشوونما پائی۔ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں اپنے جد امجد سید المحمد ثین مولانا سید محمد دیدار علی شاہ لوری رحمہ اللہ سے پڑھیں بقیہ کتب مولانا مہر دین بدھوی اور حضرت علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ ۱۹۴۷ء میں جامعہ حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے میں آپ کی دستار بندی کرائی گئی۔ حضرت علامہ رضوی نے ۷ جون ۱۹۴۷ء کو موقر جریدہ ”رضون“ جاری کیا۔ ۲۷ تا ۳۰ اپریل کو بنارس سنی کانفرنس میں پنجاب کے دینی مدارس کے طلبہ کے وفد کی قیادت کرتے ہوئے شریک ہوئے اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنے تایا جان حضرت علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمہ اللہ کے ساتھ بھرپور کام

وَاحْسِنُفْنَالْمَرْقُطُ عَيْنِي

اے محبوب (ملائکہ) آپ سے زیادہ میں میری نگرانی نہ کبھی کیا ہی نہیں

وَلَجَّامِنَاكَ مَرْتِلَا النِّسَاءِ

اور آپ سے زیادہ من و جہال کا پیکر کسی ماں نے جنابی نہیں

خَلَقْتَ مَبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

آپ ہر عیب سے مبرا اور پاک پیدا کیے گئے ہیں

كَأَنَّكَ خَلَقْتَ كَمَا نَشَاءُ

گویا کہ جیسے آپ چاہتے تھے ویسا ہی آپ کو پیدا کیا گیا ہے



کیا اور شاہی قلعہ میں قید بھی ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آپ کو مرکزی سیکرٹری جنرل چنا گیا۔ جس کے نتیجے میں اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرزا انہوں کو کافر قرار دینے پر مجبور ہو گئے۔ ۱۹۷۰ء میں آپ نے کل پاکستان سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام منعقد کروائی) اور آپ اس کانفرنس کے کنوینر تھے اس کانفرنس کے موقع پر آپ کو متفقہ طور پر جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی سیکرٹری جنرل چنا گیا اور حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی سجادہ نشین سیال شریف کو صدر منتخب کیا گیا۔ اسی کانفرنس میں جمعیت علماء پاکستان نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کیا۔

۱۹۷۱ء میں برطانیہ کے نام نہاد ڈاکٹر منہاس نے ایک دل آزار کتاب لکھی جس میں اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ نے لاہور میں اس کتاب کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا جس کی پاداش میں اس وقت کی ایوب مارشل لاء حکومت نے حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کو دیگر علماء و مشائخ کے ہمراہ گرفتار کر لیا۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ سچے عاشق رسول اور لوگوں میں فروغ عشق رسول ﷺ کیلئے مسلسل کوشاں رہتے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۸۴ء کو لاہور سے ”یار رسول اللہ کانفرنس“ کا سلسلہ جاری کر کے لوگوں میں نئی روح پھونک دی جو کہ ابھی تک تسلسل سے جاری و ساری ہے۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کو ۱۹۷۵ء میں حکومت پاکستان نے ان کی دینی و ملی و مذہبی خدمات کے اعتراف میں ملک کا اعلیٰ ترین سول اعزاز ”ستارہ امتیاز“ دیا۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن ممبر وفاقی مجلس شوریٰ، چیئرمین زکوٰۃ و عشر کمیشن لاہور، مشیر وفاقی شرعی عدالت، مشیر صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اور دیگر متعدد کمیشنوں میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجدد دین و

ملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ اس طرح حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کا سلسلہ حدیث و بیعت صرف ایک واسطہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ سے جا ملتا ہے۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ جامعہ حزب الاحناف کے مہتمم بھی رہے اور مختلف دینی، قومی، ملی و ملکی تحریکوں کا مرکز حزب الاحناف کو بنایا۔ آپ کے ہزاروں شاگرد ملک و بیرون ملک دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف عمل ہیں اور خود آپ نے بھی متعدد مرتبہ مختلف بیرونی ممالک کا دورہ فرمایا۔

### اولاد

آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سات صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں سے نوازا ہے۔ جن میں صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی صاحب فاضل درس نظامی (ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات) آپ کے جانشین ہیں۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ علم حدیث میں بلند پایہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے علم حدیث اپنے دادا شیخ الحدیث حضرت سید دیدار علی شاہ رحمہ اللہ اور اپنے والد مفتی اعظم علامہ سید ابوالبرکات احمد قادری رحمہ اللہ سے حاصل کیا اور آپ کے دادا نے علم حدیث حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمہ اللہ سے حاصل کیا جو کہ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے جلیل القدر شاگرد تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ حدیث تین واسطوں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ جو کہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد سے جا ملتا ہے۔

### وصال مبارک

آپ کا وصال مبارک بروز جمعرات ۴ رجب بمطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو لاہور



میں ہوا۔ دوسرے دن بعد جمعہ المبارک آپ کی نماز جنازہ ناصر باغ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ آپ کے بھائی صاحبزادہ حضرت علامہ سید مسعود احمد رضوی نے پڑھائی۔ جس میں ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ آپ کو اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام) میں حضرت شارح بخاری

### کا خطبہ استقبالیہ

حضرات علماء کرام و مشائخ ملت اور عائدین اہلسنت و مسلمانان پاکستان میں صمیم قلب کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور کلمہ حق کی حمایت و نصرت کیلئے دور دراز کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے کل پاکستان سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ میں دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے غیور مسلمانوں اور خصوصاً علامہ مختار الحق صاحب صدیقی اور ان کے مخلص رفقاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے انتہائی خلوص اور للہیت کے ساتھ اس عظیم الشان ایمان افروز اور باطل سوز کل پاکستان سنی کانفرنس کا ایک تاریخی کارنامہ انجام دیا۔

معزز حاضرین آج سے کچھ عرصہ قبل ٹوبہ کی اس زمین پر چند لادینوں نے جمع ہو کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ پاکستان اور خصوصاً ٹوبہ کے کسان، مزدور اور محنت کش اپنے حقوق کا تحفظ سوشلزم اور کمیونزم ایسے لادینی نظاموں میں سمجھتے ہیں علماء و مشائخ اہلسنت و اکابرین ملت و مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع اس امر کی واضح دلیل ہے کہ لادینوں کا یہ تاثر غلط اور واقع کے خلاف ہے اور آج یہ بات زندہ حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے کہ پاکستان کے مسلمان اسلام کے سوا کسی اور نظام میں اپنی نجات کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

حضرات عائدین ملت! جمعیت العلماء پاکستان ملک کی ایک با اصول دینی و سیاسی جماعت ہے جس کا مقصد توحید اسلام کے عالمگیر نظام حیات کو زندگی کے ہر شعبے

میں نافذ و جاری کرنا ہے اور اسی مقصد کے حصول کیلئے جمعیت سرگرم عمل ہے۔

یہی وہ جماعت ہے جس نے قیام پاکستان اور حصول پاکستان کیلئے خلوص خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس قائم کر کے ہندو سامراج کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا اور مخالفین پاکستان کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

جمعیت نے بلا خوف و دلائم حق کی حمایت و نصرت کو اپنا نصب العین بنا کر ہر نازک موڑ پر کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کی روشنی میں ملک و ملت کی رہنمائی کا فریضہ ادا کیا۔

قیام پاکستان کے بعد سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ اس خطہ پاک میں کتاب و سنت پر مبنی دستور نافذ ہو ملک کے سیاسی و معاشی و اقتصادی مسائل صرف اسلام کی روشنی میں حل کئے جائیں اور حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور خلفائے راشدین کے دور سعید کی رہنمائی میں عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کیا جائے مگر افسوس ۲۳ سال کے طویل عرصہ میں جو لوگ بھی برسر اقتدار آئے ان میں سے کسی نے بھی اس خطہ پاک میں اسلامی نظام کے قیام و نفاذ کے منافی امور کی خوب حوصلہ افزائی کی حتیٰ کہ ایسے قوانین نافذ کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہ کی جو قرآن و سنت کے صریح طور پر خلاف ہیں۔

۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان ایک آزاد اور خود مختار مملکت کی حیثیت سے معرض وجود میں آیا۔ قانون آزاد ہند جس کے تحت یہ مملکت وجود میں آئی اس میں یہ لکھ دیا گیا تھا کہ جب تک پاکستان کیلئے آئین ساز اسمبلی دستور مرتب نہیں کرتی۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء ہی پاکستان میں رائج رہے گا۔

نوسال کا عرصہ تو یونہی گزر گیا اور آئین مرتب نہ ہو سکا ۱۹۵۶ء میں آئین بنا مگر ڈھائی سال تک انتخابات کی نوبت نہ آئی اور جب یہ آئین نافذ ہوا اور اس کے



تحت عبوری دور کیلئے صدر مملکت کا انتخاب ہوا تو اسی صدر کے ہاتھوں مارشل لاء کا نفاذ عمل میں آیا۔ جس نے آئین کو ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی موت کی نیند سلا دیا۔ دوسرے مرحلہ میں ایوب خان نے ایک آئین بنایا مگر اس کا حشر بھی وہی ہوا جو سابق آئینوں کا ہوا اور اس طرح ملک متعدد بار دستوری بحران کا شکار ہوتا رہا اور ذاتی اقتدار کی جنگ نے اس خطہ پاک کو سر زمین بے آئین ہی رہنے دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ملک جو اسلام کے نام پر حصال کیا گیا تھا لادینیوں نظریہ پاکستان کے مخالفوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کی ریشہ دوانیوں کی آماجگاہ بن گیا اب صورت حال یہ ہے۔

پاکستان کی وحدت ملی کیخلاف علاقائی، لسانی اور نسلی منافقوں کے فتنے جاگ اٹھے ہیں۔ سندھ میں بے سندھ کانفرہ پرورش پارہا ہے سرحد میں پختونستان کی تحریک سر اٹھا رہی ہے اور مشرقی پاکستان میں بنگلہ دیش کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔

طبقاتی کشمکش نقطہ عروج پر پہنچ گئی ہے۔ مزدور، کسان اور محنت طبقہ کے حقوق تلف کئے جا رہے ہیں۔ سرمایہ پرستی کے مروجہ ظالمانہ نظام نے وسائل دولت کو چند خاندانوں میں مرکوز کر دیا ہے۔ امیر، امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب روٹی سے محروم ہے۔ لادین طاقتیں الحاد و زندہ پر مبنی سیاسی و اقتصادی نظام رائج کرنے کی فکر میں ہیں اور نظریہ پاکستان کے دشمن گاندھی و نہرو کے دیرینہ نیاز مند، اکھنڈ بھارت اور متحدہ قومیت پر عقیدہ رکھنے والے چند کانگریسی مولوی اشتراکی الحاد کو خلافت راشدہ کا نام دے رہے ہیں۔

راکے ایجنٹ اور غیر ملکی طاقتوں کے آلہ کار پاکستان کے خرمن امن کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور جلاؤ گھراؤ کی امن سوز سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

یہ وقت قومی سطح زندگی کا انتہائی نازک دور ہے اور باطل کے علمبردار جس چابک دستی سے اس ملک میں دام ہمرنگ زمین بچھا رہے ہیں۔ اس کے پیش نظر پاکستان کے

غیر مسلموں خصوصاً علماء و مشائخ اہلسنت کی ذمہ داریاں کئی گناہ زیادہ ہو گئی ہیں۔ اگر اس نازک موڑ پر اکابرین ملت و عمائدین امت نے وقت کے تقاضوں کو لبیک نہ کہا تو اس کا خمیازہ پوری قوم کو بلکہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑے گا۔

ضرورت ہے کہ پاکستان کے مسلمان علماء و مشائخ اہلسنت حق کی حمایت و نصرت کے میدان عمل میں گامزن ہو کر باطل پرستوں کے عزائم کو خاک میں ملا دیں اور یہ واضح کر دیں کہ پاکستان صرف اور صرف اسلام کیلئے ہے اور اسلام کے سوا اس خطہ پاک میں کسی اور مذہب کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ علماء اہلسنت دین اور بے دینیت کی اس کشمکش میں اسلام کا مقدس علم ایمانی جرات کے ساتھ بلند رکھیں۔

حضرات مشائخ ملت! یہ کانفرنس ۹ کروڑ سنی مسلمانوں کو وسیع تر نمائندگی پر ہو رہی ہے تاکہ ملکی سطح پر اہلسنت کے اس تاریخی کردار کو دہرایا جاسکے جو تحریک پاکستان کے وقت سنی علماء و مشائخ نے ۱۹۴۶ء میں بمقام بنارس ادا کیا تھا۔ انشاء اللہ یہ کانفرنس اہلسنت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے گی اور سوشلزم و کمیونزم کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگی۔

دارالسلام (نوبہ) کی کل پاکستان سنی کانفرنس کا مقصد پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام، اسلامی اقدار کی حفاظت، حقوق اہلسنت کا تحفظ، اسلام کی عادلانہ منصفانہ اقتصادی نظام کے ذریعے مزدوروں، کسانوں اور محنت کش طبقہ کے حقوق و مفادات کی عملی طور پر نگہداشت، گھیراؤ اور جلاؤ کی امن سوز سرگرمیوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کی ریشہ دوانیوں کا سد باب اور بھارت کے مظلوم مسلمانوں کو ہندو سامراج کے ظلم و ستم سے بچانے کیلئے موثر اقدام کرنا ہے۔

حضرات علماء و مشائخ! یہ ہیں وہ مسائل و حالات جن کے متعلق ٹھوس اور موثر پروگرام قوم کے سامنے پیش کرنے کیلئے آپ کی رہنمائی و رہبری کی ضرورت ہے۔



## اسلام میں عبادت کا تصور

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ (سورة الذاریات)

ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

لفظ عبادت دنیا کے ہر مذہب میں موجود ہے۔ ہر مذہب کے بانی نے اپنے پیروں کو عبادت کا حکم دیا اور اس کا طریقہ بھی ہر مذہب نے علیحدہ علیحدہ مقرر کیا ہے۔ لیکن عبادت کی جو حقیقت و تشریح اسلام نے کی ہے وہ ایسی ہے جس کو معلوم کر کے ہر سلیم العقل اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ واقعی عبادت یہ ہے اور دیگر مذاہب نے جو عبادت کا طریقہ اور تشریح کی ہے کہیں تو وہ نامکمل ہے کہیں اس کی روح ہی مفقود ہے اور کہیں ایسے افعال کو عبادت میں شمار کر لیا ہے۔ جو فطرتاً و عقلاً عبادت ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔

عرب ہی کو لیجئے ان کی عبادت یہ تھی کہ دنیا کے عیش و آرام اور اس کی لذتوں کو چھوڑ کر جنگل اور ویرانوں میں بیٹھ جاؤ اور دنیا سے قطع تعلق کر کے مجرد زندگی بسر کرو۔ یہود کی عبادت یہ تھی کہ ہفتہ کے دن چھٹی کی جائے اور اس دن کوئی کام نہ کیا جائے اس کے علاوہ جب کبھی انہیں موقع ملتا تو بتوں کے سامنے سر جھکا لیتے۔ عیسائیوں کی عبادت حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویروں اور مجسموں کو پوجنا اور اپنے جسم کو سخت تکلیف پہنچانا تھا۔ انہوں نے اپنے جسم کو تکلیف پہنچانے کے بہت سے

سخت قسم کے طریقے ایجاد کر لئے تھے اور اس کا نام انہوں نے عبادت رکھ لیا تھا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو چھوڑ کر خاص عرب کے لوگ اللہ نام ہستی سے تواقف مگر عبادت و پرستش کے مفہوم سے بالکل نا آشنا تھے۔

اسی طرح عرب کے باہر بھی خدائے واحد کی پرستش نہ تھی۔ یونانی اپنے بادشاہوں کے مجسمے اور ستاروں کے ہیکل کے پجاری تھے روم ایشیا کو چک یورپ افریقہ مصر بربر جشہ وغیرہ عیسائی ملکوں میں حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کی صورتوں کو پوجا جاتا تھا۔ زردشت کی مملکت میں آگ کی پرستش جاری تھی۔ ہندوستان سے لے کر کابل و ترکستان تک اور چین سے جزائر ہند تک بودھ کی صورتوں سادھوں اور اس کی جلی ہوئی ہڈیوں کی راکھ کی پوجا ہوتی تھی۔ چین کے کنفوش اپنے باپ دادا کی صورتوں کے آگے خم تھے خاص ہندوستان میں سورج گنگا اور تاروں کی عبادت تھی۔ غرضیکہ یہ تھا دنیا کے مذاہب اور اس کے پیروؤں کی عبادت کا مختصر نقشہ۔

ایسے وقت میں جبکہ دنیا پتھروں درختوں جانوروں دیوتاؤں سیاروں کی پرستش کر رہی تھی۔ اور ساری کائنات خدائے واحد کو چھوڑ کر آسمان سے زمین تک کی مخلوقات کو پوج رہی تھی۔ ایک بے آب و گیاہ ملک کے گوشہ سے یہ آواز آئی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ۔

اے لوگو! اللہ واحد قہار کی پرستش کرو۔

اسی ایک اکیلے خدا کی عبادت عبادت ہے اور مخلوق کو پوجنا اور غیر اللہ کی پرستش عبادت نہیں جہالت ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ آواز دینے والا اور مخلوق کو خدائے واحد کی پرستش کی تلقین کرنے والا کون تھا؟ ہاں یہ وہی تھے جن کے متعلق عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔  
وَاللّٰهُ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا: وَلَا نَصَدَّقُنَا وَلَا صَلَّيْنَا۔



قسم بخدا اگر آپ نہ ہوتے تو نہ ہم راستہ پاتے نہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔  
گویا اس شعر میں حضور نبی ﷺ کے احسان کا اظہار کیا ہے کہ یہ آپ ہی کی تعلیم تھی جس نے نہ صرف اہل عرب کو بلکہ ساری کائنات کو عبادت کے صحیح طریقوں سے آشنا فرمایا۔ اگر آپ کی ذات ستودہ صفات نہ ہوتی آج سارے جہان کے انسانوں کی پیشانیاں غیر اللہ کے سامنے جھکی ہوئی ہوتیں۔

حضور ﷺ کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ آپ دنیا کو عبادت کا اصل مفہوم بتایا اور کائنات کے معبودوں سے تمام باطل معبودوں کو باہر نکال کر پھینک دیا اور خدا کے سامنے تمام مخلوقات کی گردنیں جھکا دیں اور صاف اعلان فرمایا۔

أَعْبُدُوا رَبَّكُمْ۔ صرف ایک خدا کو پوجو۔

پھر آپ نے عبادت اور اس کا صحیح طریقہ پیش کیا اور بتایا عبادت کیلئے کسی خارجی رسوم کی ضرورت نہیں ہے۔ آگ جلانا، مورتیوں کو سامنے رکھنا، لوہان اور خوشبو گھنٹوں اور ناقوسوں سے عبادت کو دلکش و دل فریب بنانا، ساز و ترنم اور جرس وغیرہ حتیٰ کہ کسی خاص لباس کی بھی قید نہیں ہے اور ان تمام غیر ضروری رسوم سے اسلام کی عبادت پاک ہے۔ اسلام کی عبادت تو پاک لباس جو ستر پوشی کر سکے۔ پاک جسم اور پاک دل کی ضرورت ہے۔

### مکان کی قید

ہر مذہب نے اپنی عبادت کو اینٹ چونے کی چار دیواری میں محدود کر دیا ہے۔ بت خانوں سے باہر آتش کدوں سے الگ ان کے ہاں کوئی نماز نہیں ہے۔ لیکن حضور ﷺ نے دنیا کو بتایا کہ کائنات کا ہر حصہ معبود ہے اور زمین کا ہر گوشہ عبادت خانہ ہے۔ تم کہیں بھی ہو۔ سمندر میں یا خشکی میں، ہوا میں یا زمین پر، ہنگامہ کارزار میں یا ریل و جہاز میں، ہر جگہ خداوند قدوس کی عبادت کر سکتے ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے بعض ایسی خصوصیتیں عطا فرمائی ہیں جو پہلے پیغمبروں کو نہیں دی گئیں۔

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا۔

روئے زمین کو میرے لئے مسجد گاہ بنایا گیا ہے۔

یعنی سمندر میں، ہوا میں، خشکی میں، تری میں ہر جگہ اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو سکتا ہے۔ اور کسی بھی عذر شرعی کی وجہ سے مسجد کے علاوہ بھی عبادت کر سکتا ہے۔ کیونکہ

أَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔  
یعنی عرض حال کرنے کیلئے کسی بت کسی مجسمہ کی ضرورت نہیں ہے، تم جس مکان میں زمین کے جس گوشے میں رب کو پکارو گے وہ جواب دے گا۔

### انسانی قربانی عبادت ہے؟

بعض مذاہب میں مرغوب عبادت یہ تھی کہ اپنے نفس یا اپنی اولاد کو آگ میں جلا دیا، دریا میں ڈبو دیا اور اس طرح خدا کے حضور تقرب حاصل کیا جاتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

یہو قوفو! اس طرح اپنے اور اپنی اولاد کو ہلاک کر دینا بھی عبادت۔ جان دینی ہے تو سچائی کی حمایت میں کمزوروں کی مدد کیلئے دو۔ یہ عبادت ہے اپنے ہاتھ سے خود کشی کرنا؟ عبادت نہیں بلکہ گناہ ہے۔

اسی طرح عام خیال تھا کہ اپنے نفس کو تکلیف دینا یہ بھی عبادت ہے۔ چنانچہ یونانی فلسفیوں میں اشرافیت، عیسائیوں میں رہبانیت، ہندوؤں میں جوگیت اسی نظریہ کا نتیجہ تھا۔ یہ لوگ گوشت نہ کھاتے، نگے رہتے، ایک سال تک کسی مقام پر کھڑے رہتے، اہل و عیال کی نعمتوں کو چھوڑ کر تجرد رہبانیت اختیار کرتے اور اس کو بہت بڑی عبادت



سمجھتے تھے۔ لیکن حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:

لَا يَكْفِلُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسْعَهَا۔

خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا حکم نہیں دیتا۔

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ۔

اللہ نے تمہارے لئے دین میں تنگی نہیں کی ہے۔

یعنی خدا رب العالمین ہے۔ ماں باپ سے زیادہ بندوں سے محبت کرتا ہے۔

وہ تمہاری ان مشقتوں سے خوش نہیں ہوتا اور نہ وہ ایسی بات کا حکم فرماتا ہے جو تمہاری وسعت قدرت اور اختیار میں نہ ہو۔ دنیا سے بالکل قطع کر لینا اور ویرانوں میں جا کر تلاش حق کرنا عبادت نہیں ہے۔

لَا زُهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

ہاں عبادت یہ ہے جس میں خالق و مخلوق دونوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے۔ عزیزوں، رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرو۔ حلال کی روزی کماؤ، دنیا کی نعمتوں سے لذت حاصل کرو، عمدہ اور صاف کپڑے پہنو، اچھے اور پاک کھانے کھاؤ، اور پھر خدا کے حضور پانچ وقت حاضر ہو جاؤ اور اللہ کے حقوق بھی ادا کرو۔ یہ ہی عبادت ہے اور یہ ہی انسان کا کمال ہے۔

اس مختصر تفصیل سے آپ پر ظاہر ہو گیا کہ اسلام نے جو عبادت کا مفہوم پیش کیا ہے وہ دراصل ایک فطری چیز ہے جس کو سلیم طبیعت فوراً قبول کر لیتی۔ بہر حال عبادت کے لغوی معنی عاجزی کے ہیں۔ اور اصطلاح میں عبادت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو خدا سمجھ کر اس کے حضور عبودیت کا نذرانہ پیش کرنا اور اس کے احکام بجالانا۔ یہ سمجھ کر یہ حکم خدا کا ہے۔ اگر انسان کیسا بھی اچھا کام کرے۔ مگر اس سے مقصود خدا کی خوشی اور اس کی اطاعت نہ ہو۔ وہ ہرگز عبادت نہیں ہے اور یہ ہی اسلام کی تعلیم ہے۔

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

میری نماز، میرا حج، میری زندگی اور میری موت سب خدا کیلئے ہے۔

اس سے معلوم ہوا مسلمان جو بھی نیک کام کرے، اگر اس سے مقصود خدا کے حکم

بجا آوری اور اس کو خوش کرنا ہے تو وہ عبادت ہے۔ چنانچہ اسی آیت کی جامع مانع تفسیر

حضور ﷺ کے اس ارشاد سے کی جاسکتی ہے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔

### عبادت میں اخلاص ضروری ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں نیت اور اخلاص نہایت ضروری ہے۔

انسان کا ہر وہ کام جس سے خوشنودی خدا ہے عبادت ہے۔ اور اگر اس کام سے مقصود

شہرت، ناموری ہے تو یہ عبادت نہ ہوگی۔ کیونکہ جو عبادت خلوص نیت سے خالی ہو اس

میں تقویٰ کہاں ہوگا۔ اور عبادت کی غرض و غایت تقویٰ بھی ہے۔

تقویٰ انسان کے قلب کی وہ کیفیت ہے۔ جس کی وجہ سے دل میں نیک کام

کرنے کی امنگ اور برائیوں سے نفرت ہوتی ہے اور وہ کام خاص رب العزت جل

مجده کی خوشنودی کیلئے کیا جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا:

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

یہ عبادت اس لئے ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

### عبادت کا وسیع مفہوم

مذکورہ حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ صرف نماز، حج، زکوٰۃ ہی عبادت نہیں ہے۔

بلکہ ہر وہ کام جس سے مقصود خدا کی رضا ہو وہ بھی عبادت ہے۔ مثلاً کسی شکستہ دل کی

تسکین کیلئے تسلی و تشفی کی بات کرنا اور گنہگار کو معاف کرنا بھی عبادت ہے۔ چنانچہ ارشاد



ہے۔ اچھی بات کہنا اور معاف کرنا اس خیرات سے بہتر ہے۔

قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ۔ (قرآن)

جس کے پیچھے ستانا ہو۔

اس آیت کی تشریح حضور نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی۔

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ۔ (بخاری)

ہر نیکی کا کام صدقہ ہے۔

تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِهِ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

الشَّاعِي عَلَى الْأَرَامِلِ وَالْمُسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔

کسی بھائی کو دیکھ کر اس کو خوش کرنے کیلئے مسکرانا راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی خیرات ہے۔ بیوہ وغریب کی مدد کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔

اسی طرح لوگوں کے درمیان بعض فساد کے اسباب کو دور کرنا، محبت پھیلانا

بھی عبادت ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کیا تمہیں روزہ نماز

سے بڑھ کر دوسری چیز نہ بتاؤں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ فرمائیے یا رسول

اللہ ﷺ فرمایا:

إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ۔ آپس کے تعلقات کا درست رکھنا۔

ان مثالوں سے واضح ہے اسلام میں عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس

لئے کہا جاسکتا ہے کہ مومن کا ہر کام عبادت ہے۔ اس کا سونا جاگنا تجارت کرنا وغیرہ

سب ہی عبادت ہیں جب کہ اس سے مقصود اللہ رب العزت کی خوشنودی اور اس کے

بندوں کے حقوق ادا کرنا ہے۔



## نماز عبادت کا گوہر شاداب

### فرضیت صلوٰۃ

نماز ہر مومن عاقل بالغ پاک پر فرض ہے۔ بحکم سرور عالم ﷺ سات سال کے لڑکے لڑکی کو نماز (روزہ) کا حکم کرنا چاہیے۔ جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر پڑھانی چاہیے۔ اور ان کے بستر الگ کر دینے چاہئیں۔ یا کہ بالغ ہونے پر ان کو عادت ہو جائے۔ اور وہ نماز کو ترک نہ کریں۔

الْخَيْرُ عَادَةُ وَالشَّرُّ عَادَةُ وَالنَّفْسُ مَعْتَادٌ۔ (صلوٰۃ مسعودی)

نیکی اور بدی عادت ہے اور نفس خوئے پذیر ہے۔

چوب ترک کو جدھر پھیریں پھر جاتی ہے اور جب خشک ہو جائے تو یہ حالت نہیں

رہتی۔ نماز کی فرضیت قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اسی طرح

پانچ نمازوں کا ثبوت قرآن کریم کی پانچ اور دس سے زائد احادیث سے ثابت اور اس

پر اجماع امت ہو چکا ہے۔ (عزیز البرکات بحوالہ تعلیق الجلی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔

الصلوٰۃ کم. علی کم. فی کم. من کم۔

جواب دیا گیا: الثنین علی الثنین. فی الثنین من الثنین۔

یعنی نمازیں دو طرح ہیں فرض اور واجب۔ دو پر فرض ہیں یعنی جن و انسان پر



دو میں یعنی شب و روز میں۔ دو کی طرف سے یعنی خدا اور رسول کی طرف سے۔

(بیاض جدی المکرم ادخله اللہ فی بحبوہ جنانہ)

نماز میں سات آسمان کے فرشتوں کی عبادت ہے۔ آسمان اول کے قیام میں ہیں آسمان دوم کے رکوع میں سوم کے سجدہ میں چہارم کے قعدہ میں پنجم کے تسبیح میں چھٹے کے تہلیل (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) میں ساتویں کے تہجد (سبحان اللہ والحمد للہ) میں

جب مؤمن آدمی دو رکعت نماز انہیں مذکورہ افعال و اذکار سے ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے اعمال نامہ میں سات آسمان کے فرشتوں کی کنتی کے مطابق نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

امام نجم الدین عمر نسفی رحمہ اللہ خصال میں فرماتے ہیں کہ زمینوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے۔ درخت اور مینار اور پہاڑ قیام میں ہیں اور چار پائے رکوع میں اور حشرات الارض (زمین میں رہنے والے) سجدہ میں اور دیواریں اور ٹیلے اور گاہ اور ریگ وغیرہ قعدہ میں قرآن کریم کی آیت کریمہ اسی دلیل پر ہے۔

وَأَنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ۔

(کنز الایمان، صلوٰۃ مسعودی)

اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے۔ ہاں تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ (پ ۱۵ ع ۵)

آب و خاک و باد و آتش بندہ اند

بامن و تو مردہ باحق زندہ اند

اللہ تعالیٰ نے نماز کو احمد علیہ السلام شکل بنایا۔ الف قیام حارکوع میم سجدہ وال

قعدہ۔ (واقع الاخبار)

## نماز کے برکات

نبی محترم رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ (۱) نماز پڑھنے سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ (۲) فرشتے پیار کرتے ہیں۔ (۳) تمام انبیاء کی سنت ہے۔ نور معرفت ہے۔ (۴) اصل (جڑ) ایمان ہے۔ (۵) اجابت (قبولیت) دعا ہے (باعث قبولیت ایمان ہے) (۶) رزق میں برکت (۷) بدن میں راحت (۸) دشمن کیلئے اوزار (۹) شیطان کو ناخوش کرتی ہے۔ (۱۰) ملک الموت کے سامنے سفارشی ہوگی (قبر میں روشنی) (۱۱) بچے بچھوتا (۱۲) منکر و نکیر کیلئے جواب (۱۳) قیامت تک قبر میں مونس و غمخوار ہوگی (۱۴) روز قیامت اوپر سایہ کرے گی۔ (۱۵) سر پر تاج ہوگی۔ (۱۶) بدن پر لباس۔ (۱۷) اور نور جو آگے آگے چلتا ہوگا (۱۸) نمازی اور دوزخ کے درمیان پردہ ہوگی۔ (۱۹) خدا کے سامنے حجت۔ (۲۰) میزان (ترازو) میں ثقل (بھاری) (۲۱) پل صراط سے گزاردے گی۔ (۲۲) اور جنت کی کنجی ہے۔ کیونکہ اس میں تسبیح و تہجد و تقدیس، تعظیم قرأت اور دعا ہے۔ لہذا افضل الاعمال ہے۔

(بستان العارفین مصنفہ فقیہ ابوالیث سمرقندی متوفی ۱۳۷۳ھ مصری ص ۱۰۱)

## فرائض نماز

نماز کی شرائط اور ارکان جن کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ ان کو ایک سندھی شاعر نے ایک شعر میں جمع کر دیا۔

فرائض نہ دانی شوری در قلق

اجنس نوقی تقیق ربق

۱۳۳۲۱ - ۷۶۵ - ۱۰۹۸ - ۱۱۱۲۱۳

(۱) نمازی کیلئے لازم ہے کہ اس کا جسم ظاہری باطنی نجاست سے پاک ہو۔



ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ الف سے مراد اندام پاک (۲) جائے پاک، یعنی جس جگہ نماز پڑھتا ہے وہ بھی پاک ہو۔ (۳) جامہ پاک اس کے کپڑے بھی پاک ہوں۔ (۴) ستر۔ مرد کیلئے ناف سے زانوں تک جسم کا چھپانا فرض ہے۔ اور عورت کیلئے سوائے دو ہاتھ (بند دست تک) اور چہرہ اور دو پاؤں کے سارے جسم کا چھپانا، کپڑا پٹلا نہ ہوتا کہ اعضاء نظر نہ آئیں اور ایسا چست نہ ہو کہ اعضاء کی ساخت معلوم ہو۔ (۵) نیت کرنا۔ (۶) وقت کا معلوم کرنا۔ بغیر وقت ہوئے نماز پڑھنا درست نہیں۔ کیونکہ قبل ازین نماز فرض ہی نہیں ہوئی تو یہ کیا پڑھتا ہے۔ عموماً صبح، عصر اور عشاء کے وقت سے لوگ ناواقف ہیں، قبل از وقت پڑھ لیتے ہیں۔ (۷) قبلہ کی طرف یا جہت قبلہ کو منہ کرنا۔ خواہ جہاز میں ہو یا کشتی میں یا ریل گاڑی میں، معذور و مجبور کے سوا اگر کوئی شخص غیر قبلہ کو منہ کر کے نماز پڑھے گا، نماز درست نہ ہوگی۔ جس جگہ پتہ نہ ہو مساجد کو دیکھے کسی سے پوچھ لے۔ قطب نما صحیح سے یا ستاروں کو معلوم کر لے۔ اگر یہ نہ ہو تو سوچ سے پڑھے۔ (۸) تکبیر تحریر (۹) قیام کرنا۔ بلا عذر بیماری کے یا درندے اور دشمن کے خوف سے ساکت نہیں ہوگا۔ بعض لوگ ذرا سی بیماری میں نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ حالانکہ چلتے پھرتے ہیں، ان کی نماز درست نہیں، کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو کھڑے ہو کر شروع کر لیں، پھر اگر کھڑے نہیں رہ سکتے تو بیٹھ جائیں۔ (۱۰) قرأت۔ ایک آیت لمبی یا تین آیت چھوٹی۔ (۱۱) رکوع کرنا کہ سر اور پیٹھ اس طرح برابر ہوں کہ اگر پشت پر پانی کا پیالہ رکھا جائے تو وہ گرے نہیں۔ (۱۲) سجدہ کرنا۔ کہ دونوں ہاتھ کے درمیان سر اس طرح رکھے کہ اگر کان کے اوپر سے کوئی چیز گرے تو ہاتھ کی پشت پر گرے۔ کلایاں زمین سے اٹھائے رکھے بازو پہلوؤں سے جدا ہوں اور پیٹ زانوں سے الگ اور ساتوں اعضاء زمین پر ہوں۔ خصوصاً پاؤں کو بعض لوگ سجدہ میں اٹھائے رکھتے ہیں۔ ان کی نماز درست نہیں اور اعضاء اس طرح ہوں کہ بکری کا بچہ نیچے سے گزر سکے

(۱۳) قعدہ اخیر یا پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں کھڑا رکھے اور ہاتھ رانوں پر رکھے یہ احکام مرد کیلئے ہیں۔ عورتیں سجدہ میں سب اعضاء مذکورہ ملا کر رکھیں اور دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر رکھیں ان پر بیٹھیں۔ واجبات نماز اس شعر میں آگئے ہیں۔

چوں واجب نہ دانی شوی در خطر  
فُضبت نَقبت نَقبت لَقبت بَجبت  
۱۲ ۱۱ ۱۰ - ۹۸۷ - ۶۵۴ - ۳۲۱

### واجبات نماز

(۱) فاتحہ پڑھنا امام اور اکیلے کیلئے۔ مقتدی کیلئے فاتحہ پڑھنے کی ۸۰ صحابہ کرام سے ممانعت مروی ہے۔ بلکہ وعید آئی ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے وہ فطرت اسلامی پر نہیں (طحاوی شرح معانی الآثار ص ۳۵) اس کے منہ میں چنگاڑا ہو (عمدة القاری ص ۶۷) اس کے منہ میں پتھر ہوں۔ (موطا امام محمد ص ۹۸) اس کا منہ مٹی سے بھرا جائے۔ (طحاوی وغیرہ) (۲) ضم سورہ یعنی الحمد کے ساتھ سورت ملانا۔ (تعیین قرأت یعنی فرضوں کی دو پہلی رکعتوں اور وتر نفل کی سب رکعتوں میں قرأت پڑھنا۔ (۳) تعدیل ارکان یعنی ہر رکن کو اپنی اپنی جگہ ادا کرنا۔ (۵) قعدہ۔ (۶) یعنی التحیات پہلے اور آخری قعدے میں پڑھنا۔ (۷) لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا۔ (۸) دعائے قنوت وتر۔ (۹) تکبیرات عیدین۔ (۱۰) جہر سے قرأت صبح اور مغرب اور عشاء جمعہ وعیدین میں۔ (۱۱) ستر یعنی آہستہ پڑھنا ظہر اور عصر میں۔ (۱۲) ترتیب رکھنا۔ سنت نماز اس شعر میں ہیں۔

چو سنت بدانی شوی مقتدا  
روزہ نیت تست دوا  
۱۲ ۱۱ ۱۰ - ۹۸۷ - ۶۵۴ - ۳۲۱



## نماز کی سنت

- (۱) رفع یدین۔ تکبیر تحریرہ کیلئے ہاتھ کانوں کی ٹوٹک اٹھانا اور کسی جگہ نہیں۔  
 (۲) وضع یدین۔ یعنی ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا۔ عورتوں کیلئے چھاتی پر۔ (ابوداؤد عمدة  
 الرعاۃ ص ۱۶۵ ج ۱ وغیرہ) (۳) ثناء پڑھنا امام و مقتدی اور اکیلے کیلئے۔ (۴) بسم اللہ  
 پڑھنا الحمد سے پہلے۔ (۵) تسبیح۔ رکوع و سجود میں تین یا پانچ یا سات مرتبہ۔ (۶)  
 تکبیرات یعنی رکوع جاتے اور سجدہ کرتے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ (۷) سمع اللہ  
 لمن حمدہ امام اور اکیلے کو کہنا۔ (۸) توقف کرنا رکوع اور سجود کے بعد یعنی قومہ جلسہ  
 کرنا۔ (۹) درود شریف پڑھنا۔ (۱۰) دعا پڑھنا جو حدیث شریف سے مروی ہو اور دعا  
 ابراہیمی رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ اِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ اَمْرِ الْعَالَمِينَ (عالمگیری) (آمین  
 آہستہ کہنا۔ طحاوی ص ۱۳۰ آثار سنن ص ۹۶۹۹ میں ہے کہ ثناء اعوذ آمین آہستہ پڑھی  
 جائیں۔ ترمذی ابوداؤد اور حاکم اور دارقطنی وغیرہ میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے  
 آمین آہستہ کہی۔

## طریق اشاعت نماز

نماز کی اہمیت و فرضیت محتاج بیان نہیں ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ انسان انسان  
 ہی ہے۔ وہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے۔ تبلیغ ہی سے اسلام چارداگ عالم  
 میں پھیلا تھا۔ اور تبلیغ ہی سے آج مسلمانوں کو راہ راست پر لایا جاسکتا ہے اس لئے فی  
 زمانہ نماز اور اس کے ضروری مسائل کی تبلیغ و اشاعت بہت ضروری ہے۔ ہر مسلمان کا  
 فرض ہے کہ وہ فریضہ تبلیغ ادا کرے اور ذیل کی تجاویز کو عملی شکل دی جائے۔

- (۱) ہر محلہ میں نماز کمیٹی قائم کی جائے اور محلہ کے نیک اور بااثر اصحاب کے تعاون  
 تبلیغ نماز کی مہم شروع کی جائے۔

- (۲) ہر ہفتہ ایک مجلس وعظ منعقد کی جائے۔ جس میں نماز کے متعلق وعظ ہوں  
 اور مسائل نماز پڑھ کر سنائے جائیں۔

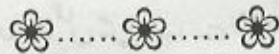
- (۳) بے نمازوں کو پیار و محبت سے نماز کی ترغیب دی جائے۔ اور وہ سخت ست  
 جواب دیں تو تحمل و بردباری سے کام لیا جائے اور اپنی تبلیغ کو کسی حالت میں بھی ترک  
 نہ کی جائے۔

- (۴) روزانہ صبح و شام رضا کاروں کی ایک جماعت نماز اور ذکر الہی کی طرف ترغیب  
 دلانے والی نظمیں پڑھتے محلہ میں گشت کرے۔ ذی اثر حضرات بھی اس جلوس میں  
 شریک ہوں۔

- (۵) اوقات نماز کے وقت محلہ کے لوگوں سے اپیل کی جائے کہ وہ مسجدوں میں آ  
 جائیں۔

- (۶) نماز کمیٹی کیلئے کسی قسم کا چندہ وغیرہ نہ رکھا جائے۔ محض خالصہ لوجہ اللہ یہ کام  
 سرانجام دیئے جائیں۔

- (۷) پہلے اپنے محلہ کی اصلاح کر لیجئے۔ اسکے بعد دوسروں کی طرف متوجہ ہو جائیے۔





باقی اعمال و عبادات کے احکام زمین پر ہی بھیج دیے گئے۔ نماز دن بھر میں پانچ دفعہ پڑھی جاتی ہے۔ اور زکوٰۃ سال کے بعد حج عمر میں ایک مرتبہ ادا کیا جاتا ہے۔ (۲) نماز ہر امیر و غریب پر فرض ہے۔ مگر زکوٰۃ غریب پر روزہ مسافر پر فرض نہیں۔ ہاں مسافر اس کی قضا کرتا ہے۔ (۳) آدم علیہ السلام سے لے کر قریباً تمام انبیاء نے کسی قدر فرق کے ساتھ نماز پڑھی لیکن زکوٰۃ وغیرہ کا یہ حال نہیں ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ نماز فجر حضرت آدم علیہ السلام نے، ظہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے، عصر حضرت یونس علیہ السلام نے، مغرب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے، عشاء حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی ہے۔ (۴) نماز تمام ملائکہ کی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ ملائکہ مقررین میں سے بعض وہ ہیں جو رکوع میں، بعض سجدے میں، بعض قیام میں، بعض تسبیح و تہلیل میں پڑے ہیں۔ اللہ نے نماز میں یہ تمام چیزیں جمع فرمائیں۔ اس لئے نماز کا پابند درجہ میں ملائکہ کے برابر یا افضل ہوتا ہے۔ (۵) نماز صد ہا بیماریوں کا علاج ہے۔ خود اطباء اور فلاسفوں کو اعتراف ہے کہ وضو کرنے والا شخص دماغی بیماریوں میں بہت کم مبتلا ہوتا ہے۔ نمازی جنون اور تلبی کی بیماریوں سے اکثر محفوظ رہتا ہے۔ چونکہ نماز میں پنجوقتہ وضو ہوتا ہے۔ اعضاء دھلتے رہتے اور کپڑے پاک صاف رہتے ہیں۔ اس لئے نمازی گندگی سے بچا رہتا ہے اور گندگی بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے۔ (۶) نماز ہر مرض کا علاج بھی ہے۔ اس لئے اسلام میں ہر مصیبت کے وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

### اوقاتِ صلوٰۃ

(۱) پانچ وقت کی نماز اس لئے فرض ہے کہ شب معراج میں اولاً پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئی تھیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر پانچ رہ گئیں اور ثواب پچاس کا ہی ملتا ہے۔ (۲) ام سابقہ نے یہ نمازیں متفرق طور پر پڑھیں تھیں۔ کسی نے فجر کی کسی نے صرف ظہر کی کسی نے عصر کی اللہ نے ان ساری نمازوں کو ہمارے لئے

### اسرارِ نماز

(۱) ایمان عمل سے مقدم ہے کیونکہ ایمان اصل اور عمل اس کی شاخ ہیں۔ (۱) ایمان قلب کا کام ہے اور عمل جسم کے افعال ہیں۔ دل بادشاہ ہے اور جسم اس کی رعیت ہے۔ اس لئے دل کا کام (ایمان) جسم کے کام (اعمال) سے افضل ہو۔ (۲) ایمان تمام پیغمبروں کے دین میں یکساں ہے۔ مگر اعمال میں فرق ہوتا رہا۔ لہذا جو چیز بدلنے والی نہ ہو وہ بدلنے والی سے افضل ہوتی ہے۔ (۳) ایمان لانا اسلام میں اول ہی سے فرض ہوا اور نماز وغیرہ بعد میں فرض ہوئیں۔ (۴) اعمال موت پر ختم ہو جاتے ہیں اور ایمان قبر حشر موت ہر جگہ ساتھ رہتا ہے۔ (۵) ایمان لانا سب پر فرض ہے۔ حتیٰ کہ بچے دیوانے ماں باپ کے تابع ہو کر مومن ہیں۔ لیکن اعمال نماز روزہ حج وغیرہ کوئی عبادت کافروں، نابالغ بچوں، مجنونوں پر فرض نہیں ہے۔ اسی طرح نماز روزہ حیض نفاس والی عورت پر فرض نہیں۔ زکوٰۃ و حج غریب پر فرض نہیں۔ ان تمام خصوصیات کی بناء پر ایمان کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(۲) ایمان کے بعد نماز عمل میں سب سے اہم افضل و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ نماز بدنی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی۔ بدنی عبادت مالی عبادت سے افضل ہوتی ہے۔ بلکہ نماز نماز تمام عبادتوں کی جامع ہے۔ روزہ حج زکوٰۃ جہاد یہ سب نماز میں موجود ہیں۔ (۱) نماز اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو عرش پر بلا کر عطا فرمائی اور



جمع فرمایا اور وہ سب مل کر پانچ ہفتی ہیں۔ (۳) نماز سے مقصود یہ ہے کہ مسلمان کی ہر حالت اللہ کے ذکر سے شروع ہو۔ مثلاً صبح اٹھ کر ذکر الہی کرے کیونکہ یہ بیداری کی حالت کی ابتداء ہے۔ دوپہر تک کاروبار سے فارغ ہوا کھانا کھایا سو کر اٹھا تو دوسری حالت شروع ہوئی۔ اس لئے ظہر کی نماز پڑھے۔ عصر کے وقت تقریباً ہر شخص اپنے کاروبار سے فارغ ہوا۔ سیر و تفریح کا وقت ہوا۔ یہ بھی ایک حالت ہے۔ اس لئے عصر کی نماز پڑھے۔ مغرب کے وقت دن جا رہا ہے۔ آفتاب اپنا سنہری چہرہ چھپا رہا ہے وہ کروٹ بدل رہا ہے اب مغرب کی نماز پڑھو۔ عشاء کا وقت آیا۔ رات ہو گئی۔ دن رخصت ہوا۔ تاریکی چھانے لگی۔ نیند آنے لگی۔ کیا معلوم یہ آخری نیند ہو اور صرف قیامت ہی کو اٹھنا ہو اس لئے اب بھی عبادت کرو عشاء کی نماز پڑھ کر آرام کرو اور سو جاؤ۔

### تعداد رکعات

نماز کی رکعتیں مختلف اسی لئے ہیں کہ دراصل یہ انبیاء کی یادگاریں ہیں۔ جس طرح قربانی خلیل اللہ کی یادگار ہے۔ انہیں کی سنت کو زندہ رکھنے کیلئے رب تعالیٰ نے ہر مسلمان مالک نصاب پر قربانی واجب کی ہے۔ اسی طرح یہ نمازیں مقبولانِ بارگاہِ الہی کی ادائیں ہیں۔ ان کے وہ افعال جو رب العزت کو پسند آ گئے۔ وہ سب مسلمانوں پر فرض کر دیئے گئے۔ فجر کی دو رکعت آدم علیہ السلام نے پڑھیں۔ ظہر کی چار ابراہیم خلیل اللہ نے ادا فرمائیں۔ اس لئے ہمیں بھی حکم دیا گیا کہ اتنی ہی رکعتیں پڑھیں۔ طیب کے نسخے میں دو انبیوں کی مقدار ہوتی ہے جو طیب اپنی حکمت و دانائی کی بناء پر قائم کرتا ہے اسی طرح نماز کی رکعتیں روحانی نسخہ ہیں جو طبیعت مطلق رب العزت جل مجدہ نے مقرر فرمائی ہیں اور ان میں حکمتیں ہیں جن کے ادراک سے عقل انسانی قاصر ہے صاحب روح البیان نے یہ بھی لکھا ہے۔ ملائکہ کے بازو مختلف ہیں۔ کسی کے دو کسی کے تین کسی کے چار تو اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی رکعتیں بھی مختلف رکھیں۔ کیونکہ یہ بھی روح کے بازو ہیں۔

### قبلہ کی تعیین

قبلہ کی تعیین کی یہ حکمت ہے کہ کعبہ معظمہ زمین کی جڑ ہے۔ کیونکہ زمین وہیں سے پھیلی ہے لہذا حکم دیا گیا ہے کہ نمازی اسی کی طرف منہ کر لے۔ تاکہ نمازی کا جسم اپنے اجسام کی اصل کی طرف رہے۔

بہر حال یہ اسرار اور حکمتیں وہ ہیں جو انسان نے سمجھیں اور بیان کر دیں۔ ورنہ نماز کی حکمت اور فلسفہ صرف یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کا حکم ہے۔ مانو گے اس کی خوشخبری حاصل کرو گے اور نہ مانو گے تو عذاب کے مستحق ہو گے اور بس۔





## اقیموا الصلوٰۃ

واضح ہو کہ مامور بہ یعنی وہ کام جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دو قسم پر ہیں۔ غیر موقت یعنی جن کا کرنا کسی خاص وقت کے ساتھ مقید نہ ہو۔ جیسے زکوٰۃ عشر نذر مطلق وغیرہ زکوٰۃ کا سبب مالک نصاب ہوتا ہے اور اس کی شرط ایک سال گزرتا ہے۔ مگر اس کی ادائیگی کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ جب بھی ادا کی جائے گی ادا ہو جائے گی۔ دوسری قسم موقت ہے کہ جس کا تعلق ایک خاص وقت کے ساتھ ہے۔ اس وقت میں اس کو کیا جائے تو ادا ہے اور اس وقت مخصوص کے سوا اگر کیا جائے تو ادا نہ ہوگی بلکہ قضاء ہوگی۔ اس کی مثال نماز ہے کہ اس کی ادائیگی کیلئے وقت مقرر ہیں۔ وقت پر نہ پڑھی گئی تو قضا ہو جائے گی۔

نماز کے اوقات، تعداد رکعات، شرائط و آداب کی پوری تفصیل کو قرآن مجید میں نہیں ملتی۔ البتہ ان امور کا اجمالی ذکر ہے اور ان کے اصول قرآن نے بیان کئے ہیں۔ مثلاً سورہ بقرہ کی یہ آیت جس میں لڑائی کی حالت میں نماز ادا کرنے کا ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں ایک جامع آیت ہے۔

فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔

(سورہ بقرہ ۲۳۸)

پھر جب تم امن میں ہو تو خدا کو یاد جسے اس نے تمہیں تعلیم دی۔ جس سے پہلے

(۱) مکر تاخیر سے گناہگار ہوگا۔

تم نادانف تھے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نماز اور اس کے شرائط و آداب اللہ عز و جل نے اسی طرح تعلیم فرمائے ہیں۔ جس طرح قرآن مجید کے اس اجمال کی تفصیل و تشریح سنت نبوی کے ذریعہ احادیث میں تحریراً اور نسلأ بعد نسلأ متفقہ طور پر عمل عملاً موجود ہے اور قرآن مجید میں اس کے عملی حوالے اور متعلقہ احکام بیان ہوئے۔

## نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت

نماز کی مداومت کیلئے قرآن مجید میں ایک خاص لفظ محافظت کا استعمال ہوا ہے جس کے لفظی معنی نگرانی کے ہیں اور جس کی وسعت میں پابندی سے ادا کرنا وقت پر ادا کرنا سب داخل ہیں۔

حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ (سورہ بقرہ ۲۳۷) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ۔ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ ذَائِمُونَ۔ (سورہ الماعون ۸)

نمازوں کی نگرانی رکھو۔ وہ جو اپنی نماز کی نگرانی رکھتے ہیں۔ وہ جو اپنی نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔

ان آیات میں سب سے پہلے ہدایت یہ دی گئی ہے کہ نماز ایک ایسا فرض ہے جو کسی مسلمان کو کسی حال میں معاف نہیں اور اسے ہمیشہ پابندی وقت اور اس کے شرائط و آداب کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ نماز کی ادائیگی کیلئے اوقات کے مقرر ہونے کی تصریح بھی قرآن نے کی۔





## قرآن میں نماز کے اوقات

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا۔ (سورہ النساء ۱۰۲)

پیشک نماز مسلمانوں پر مقرر اوقات میں فرض ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ فرض نمازوں کیلئے اوقات مخصوص ہیں۔ ادائے نماز کیلئے قرآن نے زیادہ تین الفاظ استعمال کئے۔

(۱) أَقَامَتُ الصَّلَاةِ (۲) صَلَاةٌ تَسْبِيحٌ (۳) ذَكَرَ اللّٰهَ

پہلا لفظ اقامت صلوٰۃ نماز کیلئے مخصوص ہے۔ لیکن دوسرا اور تیسرا لفظ عام تسبیح و تحمید و یاد الہی اور نماز کیلئے بولا جاتا ہے۔ احادیث میں بھی تسبیح کے معنی نماز پڑھنے کے ہیں۔ (مسلم باب صلوٰۃ) اور اشعار عرب اور لغت عرب سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن مجید میں جب تسبیح کے ساتھ وقت کی تخصیص ہوگی تو اس سے کسی شبہ کے بغیر نماز کے علاوہ کوئی اور چیز مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وقت مخصوص کے ساتھ اسلام میں نماز کے علاوہ کوئی عام تسبیح فرض نہیں ہے۔ البتہ اوقات کی تخصیص کے بغیر جہاں تسبیح کا حکم دیا گیا ہے اس سے اللہ عزوجل کی عام یاد و توفیق مراد ہو سکتی ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں پانچ وقت نماز پڑھنے کے اوقات کا بالتصریح اور بالا جمال ذکر ہے۔ مثلاً سورہ طہ کی صرف ایک آیت اوقات متعینہ کی تفصیل کا استدلال کیا جاسکتا ہے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ  
أَنَاقِ الْبَلِّ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ۔ (سورہ طہ ۱۲۹)

اور اپنے رب کی حمد تسبیح کر آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کے کچھ وقت میں تسبیح پڑھ اور دن کے کناروں میں۔

آفتاب نکلنے سے پہلے فجر ہے۔ ڈوبنے سے پہلے عصر ہے۔ رات کے کچھ وقت سے مراد عشاء ہے۔ اور دن کے کناروں میں ظہر و مغرب ہے۔ اسی طرح علیحدہ علیحدہ آیتوں سے بھی اوقات متعینہ کا استدلال ہو سکتا ہے۔ مثلاً

(۱) أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ۔ (بنی اسرائیل ۷۷)

زوال آفتاب کے وقت نماز قائم کرو۔ (یہ ظہر کی نماز ہے)

(۲) وَقَبْلَ الْغُرُوبِ۔ (ق ۳۸)

اور غروب آفتاب سے پہلے خدا کی تسبیح کر

(۳) وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُحْرَةً وَاصِيلًا۔

اور اپنے پروردگار کا نام صبح کو اور عصر کو (یہ عصر کی نماز ہوئی)

اسی کو وَالصَّلَاةَ الْوُسْطَى۔ (سورہ بقرہ ۲۳۷)

بیچ کی نماز (سورہ بقرہ میں) کہا گیا ہے۔

کیونکہ یہ دن کی نمازوں میں ظہر اور مغرب کے بیچ میں واقع ہے۔

(۴) وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ۔

اور دن کے دونوں ابتدائی اور انتہائی کناروں میں نماز قائم کر۔

دن کا ابتدائی کنارہ صبح اور انتہائی کنارہ مغرب۔ یہ فجر اور مغرب کی نماز ہوئی۔

(۵) سورہ نور میں ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے بے آواز دیے زنانہ مکان میں مت

جایا کرو۔



مِنْ قَبْلِ صَلَوةِ الْفَجْرِ -

اس سے نماز فجر کا عملی ثبوت بھی ملتا ہے۔

(۶) پھر اسی میں یہ ہدایت بھی ہے کہ

بَعْدَ صَلَوةِ الْعِشَاءِ -

عشاء کی نماز کے بعد۔

کیونکہ مسلمانوں کو عشاء کی نماز کے بعد جو آرام کرنے اور کپڑے اتار دینے کا وقت ہے کسی مسلمان کے مکان میں بلا اجازت نہ جانا چاہیے۔ یہ بھی نماز عشاء کا عملی ثبوت ہے اور یہی پانچوں اوقات نماز ہیں۔

### نماز کی شرطیں

واضح ہو کہ فرضیت نماز کا سبب حقیقی امر الہی ہے اور سبب ظاہری وقت ہے۔ صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں کہ بغیر ان کے ہوگی ہی نہیں۔ طہارت، عورت کا ستر، استقبال قبلہ، وقت، نیت تحریر۔

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا - (سورہ النساء ۱۰۲)

اللہ عزوجل نے فرمایا: بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے۔ وقت باندھا ہوا۔



### ہر نماز کیلئے وقت مقرر ہے اور اس کی محافظت فرض ہے

واضح کہ شرع مطہر نے نماز کیلئے جدا وقت مقرر فرمایا ہے کہ نہ وقت سے پہلے صحیح، نہ وقت کے بعد تاخیر جائز۔ بلکہ فرض ہے کہ ہر نماز کو وقت پر ادا کیا جائے۔ زیر عنوان آیت کی تفسیر میں علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا:

يَقْتَضِي الْكُونَ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَقْتًا عَلِيحَةً -

یعنی مقتضی آیت یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ اور یہ حکم عام ہے۔ مسافر و مقیم صحیح و مریض غرضیکہ ہر مسلمان کیلئے یہ ہی حکم ہے کہ وہ نماز کو اس کے وقت مقررہ میں ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے محافظت و التزام اوقات کا حکم سات سورتوں میں نازل فرمایا:

(۱) بقرہ (۲) نساء (۳) مریم (۴) مومنون (۵) معارج (۶) ماعون

### نوع اول

وہ احادیث جن میں محافظت وقت اور اس کی ترغیب اور اس کے سے ترہیب ہے حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

(۱) وَمَوَاقِيْتُهُنَّ وَعِلْمُ الْهَنْ حَقٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ - (امام احمد)

جس نے ان پانچ نمازوں کی محافظت کی اور یقین جانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، جنت میں جائے گا۔



(۲) اس مضمون کی حدیث کو مالک، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان نے حضرت عبادہ بن صامت سے روایت کیا ہے (۳) ابوداؤد نے حضرت قتادہ سے (۴) ابوداؤد طبرانی نے حضرت ابودرداء سے (۵) دارمی نے حضرت کعب بن عجرہ سے (۶) طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود سے (۷) طبرانی نے انس بن مالک سے (۸) ابوداؤد نے حضرت فضالہ زیریانی سے (۹) بخاری و مسلم، ترمذی و نسائی و دارمی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے (۱۰) بیہقی نے بطریق عکرمہ حضرت سیدنا فاروق اعظم سے اور (۱۱) امام مالک نے حضرت نافع سے روایت کیا۔ (رحمۃ اللہ علیہما)

### نوع دوم

حدیث امامت جبریل علیہ السلام جس میں انہوں نے ہر نماز کیلئے جدا وقت معین کیا۔ کا مضمون یہ ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نے بعد تعین اوقات عرض کی۔  
 بہذا امرت قال ”ہکذا امرت“ ما بین ہذین وقت صلاة۔  
 اس کا حضور ﷺ کو حکم دیا گیا ہے۔ ایسا ہی حضور ﷺ کو حکم دیا گیا ہے۔  
 ان دونوں کے درمیان وقت نماز ہے۔

(۱) اس مضمون کی حدیثیں بخاری و مسلم، مالک، موطا و دارمی نے حضرت ابومسعود انصاری سے (۲) طحاوی، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے (۳) نسائی و احمد و اسحاق و ابن حبان و حاکم نے جابر ابن عبد اللہ سے (۴) طحاوی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت کیں۔

### نوع سوم

وہ احادیث جن میں یہ ہے کہ سائل کے پوچھنے پر حضور ﷺ نے امانتیں کرا کر ہر نماز کا اوّل و آخر وقت بتایا اور پھر فرمایا:

وقت صلاتکم ما بین ما راتتم۔

نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا۔

(۱) اس مضمون کی احادیث مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی نے حضرت بریدہ سے (۲) مسلم طحاوی، ابوداؤد و نسائی و ابن حبان نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے (۳) مالک و نسائی و بزار نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیں۔

### نوع چہارم

وہ احادیث جن میں حضور ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ کچھ لوگ وقت گزار کر نماز پڑھا کریں گے۔ تم ان کا اتباع نہ کرنا اور یہ بات مطلقاً ارشاد فرمائی۔ سفر و حضر کی تخصیص نہیں کی۔ (۱) مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، احمد، دارمی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ تیرا کیا حال ہوگا۔ جب تو ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کریں گے۔ میں نے عرض کی حضور ﷺ مجھے کیا حکم ہے؟

قال صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قَتَلَا۔

تو نماز کو اس کے وقت پر ہی پڑھنا۔

(۲) اس مضمون کی حدیث کو امام احمد و ابن ماجہ نے سند صحیح حضرت عبادہ بن صامت سے (۳) ابوداؤد نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

### نوع پنجم

وہ احادیث جن میں حضور اقدس ﷺ نے صاف و صریح طور پر ارشاد فرمایا کہ جب ایک نماز کا وقت آیا اور دوسری کا جاتا رہا تو قضا ہوگئی اور اس کی مخالفت و مذمت فرمائی۔



(۱) مسلم ابو داؤد نسائی و یحییٰ بن ابان حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

وقت اظہر ما بحضور العصر و وقت مغرب ما لم يسقط ثور الشق۔  
ظہر کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق نہ ڈوبے۔

(۲) مسلم و داؤد ابن ماجہ طحاوی و ابن حبان حضرت ابو قتادہ سے راوی حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ سوتے میں کچھ تقصیر نہیں، تقصیر تو جاتے میں ہے۔

ان تو خیر صلوة حتى يدخل وقت صلاة أخرى۔  
کہ تو ایک نماز کو اتنا پیچھے ہٹائے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

(۳) امام طحاوی حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ  
قال لا تفوت صلوة حتى يحیی وقت الاخری۔

نماز فوت نہیں ہوتی جب تک دوسری نماز کا وقت نہ آجائے۔  
یعنی جب دوسری نماز کا وقت آیا پہلی قضا ہوگئی۔

(۴) امام بزار و محمد بن یحییٰ حضرت ابن ابی وقاص سے راوی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ قَالَ هُمُ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا۔

خراپی ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس وقت سے ہٹا کر پڑھیں۔

(۵) ابو قتادہ عدوی جو اجلہ اکابر و ثقات تابعین سے ہیں بلکہ بعض نے انہیں صحابہ میں گنا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان سنا۔

لَكَ مِنَ الْكِبَالِ الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَالْفَرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَالنَّهْبَةِ۔  
کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔ دو نمازیں جمع کرنا جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا اور کسی کا مال لوٹنا۔

واضح ہو کہ یہ حدیث موطا کی ہے جو اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اس کے سب رجال اسلمیل بن ابراہیم ابن علیہ سے آخر تک آئمہ ثقات عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں۔

(۱) ان تمام آیات و احادیث سے آفتاب نے مروز کی طرح واضح ہوا کہ ہر نماز کیلئے خاص وقت جدا گانہ مقرر ہے کہ نہ اس سے پہلے پڑھنا جائز اور نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت ہے۔ (۲) ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا فرض ہے۔ (۳) سوا ظہرین عرفہ و عشاء کین مزدلفہ کے دو نمازوں کو قصد ایک وقت میں جمع کرنا سرفرا کسی طرح جائز نہیں۔ (۴) نماز کیلئے تعین اوقات قرآن عظیم کی آیات اور حضور سید العلمین ﷺ احادیث سے قطعی الثبوت اور اس کے خلاف کیلئے دلیل ویسی ہی مطعی چاہیے۔ عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ کا اجماعی مسئلہ ورنہ یقینی کے مقابل ظنی مضحل۔

### صلوة کے معنی

نعت میں صلوة کے معنی دعا کے ہیں۔ قرآن پاک میں فرمایا وصل علیہم اور حدیث میں ہے وان كان صائماً فليصل اس آیت اور حدیث میں صلوة کے معنی دعا ہے۔ امام نووی نے فرمایا صلوة کا اشتقاق صلویں سے ہے اور صلویں سرین کی دو ہڈیوں کو کہتے ہیں۔ علامہ قسطلانی نے فرمایا صلوة ”صلی“ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی بانس کو انگاروں پر رکھ کر سیدھا کرنے کے ہیں۔ بعض نے کہا۔ صلوة کے اصل معنی رحمت کے ہیں۔ لہذا صلوة کو صلوة اس لئے کہتے ہیں کہ یہ رحمت ہے۔ یا اس لئے کہ اس میں نمازی رکوع و سجود میں اپنے سرین ہلاتا ہے یا اس لئے کہ صلوة سے آدمی راہ راست پر آجاتا ہے تو جس کی کبھی نماز سے جاتی رہے۔ قیامت کے دن اسے آگ



سے سیدھا کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ علماء نے فرمایا صلوٰۃ کو صلوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ مصلیٰ امام کا تابع ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام کی نماز فاسد ہو تو مقتدی کی بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

سہواً امام سے مقتدی پر بھی سجدہ سہواً لازم آتا ہے۔

مقتدی کو امام سے پہلے رکوع و سجود ممنوع ہے۔

امام کا سترہ مقتدیوں کے حق میں بھی کافی ہے۔

اس کے علاوہ ہر وہ عبادت جو تعظیم و خشیت خالق کیلئے ہو اس کو صلوٰۃ کہہ سکتے ہیں اور اس معنی میں صلوٰۃ افرادانی کے ساتھ خاص نہیں رہتی بلکہ تمام مخلوقات کیلئے ہو جاتی ہے تو ہر چیز کی صلوٰۃ اس کے مناسب حال ہوگی اس لئے قرآن مجید میں فرمایا کُلْ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ تمام مخلوقات و وظیفہ صلوٰۃ میں مشترک ہیں۔ البتہ اس کی نوعیت و صورت میں فرق ضرور ہے۔ جیسے سجدہ ہی کو لے لیجئے۔ تمام مخلوقات اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہے۔ وَاللَّهُ يَسْجُدُ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ لیکن سجدہ کی صورت میں فرق ہے۔ انسان کے سجدہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے اور دوسری اشیاء کے سجدہ کی صورت اور ہے۔

### نماز کی اہمیت

حضور سید عالم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو توحید کے سب سے پہلا حکم جو آپ کو ملا وہ نماز کا تھا۔ يَا أَيُّهَا الْمَدَنِيُّ قُمْ لِنُفِذِ فِيكَ رِبْلَكَ فَكَبِّرْ یہی نماز کی بنیاد ہے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ نماز تکمیل کے مدارج طے کرتی ہوئی اس نقطہ پر پہنچ گئی جو روحانی معراج کی آخری سرحد ہے۔

قرآن پاک کی تصریح کے مطابق دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس نے

اپنی امت کو نماز کی تعلیم نہ دی ہو۔ اور اس کی تاکید نہ کی ہو۔ خصوصاً ملت ابراہیمی میں تو اس کی حیثیت سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت شعیب، حضرت لوط، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت لقمان، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت زکریا۔ ان سب جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق قرآن پاک نے بتایا۔ یہ سب کے سب نماز پڑھتے تھے۔ اپنے اہل و عیال اور اپنی قوم کو نماز کا حکم دیتے تھے۔ (دیکھو سورہ مریم، ہود، انبیاء، لقمان، ابراہیم، طہ، یونس، مائدہ، آل عمران)

قرآن وحدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے زمانہ میں بھی بعض یہودی اور عیسائی نماز پڑھتے تھے۔ (آل عمران ۱۲)

حضور ﷺ نے فرمایا یہودیوں کی طرح ننگے نماز نہ پڑھو۔

(کنز العمال ج ۳ ص ۷۲ تا ۷۳)

نماز اسلام کا سب سے اہم و اکرم فریضہ ہے۔ عبادات میں سب سے اشرف و افضل نماز ہی ہے۔ قرآن پاک میں تقریباً سو مرتبہ سے زیادہ نماز کا ذکر اور اس بجا آوری کی تاکید آئی ہے اور اس کے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی نفاق کی علامت اور اس کا ترک کفر کی نشانی بتائی گئی ہے۔ یہ وہ فرض ہے جو اسلام کے ساتھ ساتھ پیدا ہوا اور اس کی تکمیل اس شبستان قدس میں ہوئی جس کو معراج کہتے ہیں۔

وَاقِمُْوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (روم ۴)

اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

آیت بلا سے ایک تو توحید و ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ثابت ہوئی اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ترک نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ جب دل کی کیفیت کو بیرونی اعمال کے ذریعہ نہ بڑھاتے رہا جائے تو خود اس کی کیفیت کے (ایمان) زائل ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے ہمیشہ



خاص طور سے نماز پر زور دیا۔ اور اس کے تارک کے متعلق شرک و کفر کا ذکر ظاہر فرمایا۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود

اولین پرش نماز بود

### تارکِ صلوٰۃ کا فر ہے

(۱) حضرت عبداللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے تھے۔ سو نماز کے بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصدِ انماز کا ترک کرنا کفر ہے اور بعض صحابہ کرام مثلاً فاروقِ اعظمؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، جابر بن عبداللہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابو ہریرہؓ، ابودرداءؓ، عتبہؓ، کا یہ ہی مذہب تھا۔ بعض آئمہ کرام مثلاً حضرت امام احمد بن حنبلؓ، اسحاق بن راہویہؓ، عبداللہ بن مبارک اور امام فہمیؓ کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ ہمارے امام ابوحنیفہؒ اور دیگر آئمہ کرام نیز کثیر صحابہ کرام تارکِ صلوٰۃ کی تکفیر نہیں کرتے مگر کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک تارکِ صلوٰۃ کا فر ہے۔ اس مسئلہ کی مکمل بحث کیلئے اہل علم حضرات نیل الاوطار نو دی عینی کا مطالعہ کریں۔

(۲) ہر مکلف یعنی عاقل و بالغ پر نماز فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کا فر ہے اور جو قصد اچھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے حتیٰ کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے۔ بلکہ آئمہ ثلاثہ مالک، احمد، شافعی رحمہم کے نزدیک سلطانِ اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔ (در مختار)

(۳) نماز خالص عبادتِ بدنی ہے۔ اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا۔

(۴) فرضیت نماز کا سبب اصلی امر الہی ہے اور ظاہری سبب وقت ہے کہ اول وقت سے آخر تک جب بھی پڑھے ادا ہو جائے۔ اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے۔

(۵) بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو جائے تو اس کی نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے (اور وہ نہ پڑھے) تو سختی سے پڑھوانی چاہیے۔

### عبادت میں میانہ روی اختیار کی جائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ مسجد نبوی میں آئے تو دیکھا کہ دوستوں کے درمیان ایک سی لٹکی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کیسی سی ہے؟ صحابہ کرام نے جواباً کہا یہ حضرت زینب کی سی ہے۔ وہ تہجد پڑھتی ہیں۔ پس جب نیند آنے لگتی ہے تو اس سے لٹک جاتی ہیں۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَلْوَةَ لِيُضِلَّ أَحَدُكُمْ بِشَاطِئِهِ، فَإِذَا فُتِرَ فَلْيَقْعُدْ۔

نبی ﷺ نے فرمایا انہیں اس کو کھول دو تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی طبیعت کی خوشی تک نماز پڑھے اور جب اکتا جائے تو بیٹھ جائے۔

(۱) مطلب حدیث یہ ہے کہ آدمی اسی قدر نفلی عبادت کرے جتنی کہ ذوق و شوق کے ساتھ کر سکے۔ کیونکہ ریاضت و عبادت جس سے آدمی اکتا جائے۔ وہ ہمیشہ نبھ نہیں سکتی اور بہترین عمل وہی ہے جو ہمیشہ کیا جاسکے۔ (۲) یہ خاتون خولہ بنت زینب تھیں جو ساری رات تہجد پڑھتی تھیں اور جب نیند آتی تو سی سے لٹک جاتی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کے اس فعل پر انکار فرمایا اور یہ تعلیم دی کہ عبادت میں ایسی سختی اچھی نہیں ہے کہ وہ آدمی کیلئے بوجھ بن جائے۔

### کیا کثرتِ عبادت ممنوع ہے

واضح رہے کہ وہ تمام حدیثیں جن میں کثرتِ عبادت کی ممانعت آئی ہے تو یہ نہیں صرف ایسے افراد کیلئے ہے جو عبادت و ریاضت میں ایسے مشغول و مصروف ہو جائیں



کہ حقوق العباد تک تلف ہو جائیں اور عبادت ان کیلئے باہر ہو جائے۔ لیکن وہ لوگ جنہیں کثرت عبادت میں وقت نہ ہو بلکہ عبادت ان کی غذا بن جائے تو ایسے افراد کیلئے کثرت عبادت ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ محمود و مطلوب ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ

(۲) نبی ﷺ کی عبادت ایسی ہوتی تھی کہ آپ کے قدم مبارک متورم ہو جاتے تھے۔ (بخاری)

✽ رمضان کے آخری عشرہ میں حضور اکرم ﷺ ساری رات عبادت میں گزار دیتے تھے۔ (مسلم)

✽ حضرت عثمان غنی و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ساری رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ (ابن کثیر)

غرضیکہ مطلقاً کثرت عبادت ممنوع ہے۔ بلکہ ایسی کثرت جس کی طاقت نہ ہو اور طبع پر گراں ہو۔ اس کی ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ اس باب میں حضور ﷺ اصولی ہدایت یہ ہے۔

عَلَيْكُمْ مَا تَطِيعُونَ مِنْ أَعْمَالٍ۔ (بخاری)

تم اتنے عمل کو لازم پکڑو جس کی طاقت رکھتے ہو۔

✽ ظاہر ہے کہ طبائع قوت و ضعف کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو ایک شے کی طاقت رکھتے ہیں اور دوسرے اس کی طاقت نہیں رکھتے غرضیکہ حدیث ہذا میں ایسی کثرت عبادت کی ممانعت کی گئی ہے جو انسان کی برداشت سے باہر ہو۔ چنانچہ حدیث زیر بحث کے آخری جملوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ بِشَاطِلِهِ۔

ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اتنی نفلیں پڑھے جتنی کہ خوش دلی کے ساتھ پڑھ سکے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ساری رات قیام کر سکے اور ساری رات عبادت میں گذاری اس کو دشوار نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔

### امام کو مسائل شریعت بتانا لازمی ہے

امام کیلئے ضروری ہے کہ حسب موقع و محل مقتدیوں کو نماز کے احکام و مسائل بتائے۔ مثلاً صف بندی کی تاکید ارکان نماز کی حسب مسنون ادائیگی، خشوع و خضوع رکوع، سجود قومہ (جلسہ) وغیرہ امور کو سنت کے مطابق ادا کرنے کی ہدایت کرتا رہے اور لوگوں کا فرض ہے کہ وہ امام سے مسائل نماز سیکھیں۔ حضور ﷺ کا یہی طریقہ تھا کہ نماز کے بعد لوگ نماز میں جو کوتاہی کرتے اس کی نشاندہی فرماتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

هَلْ تَرَوْنَ قِبَلَتِي هَهُنَا فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَا أَرَاكُمْ مِنْ وُزَاءِ ظَهْرِي۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو میرا قبلہ یہ ہے۔ بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع میں تم کو پس پشت سے دیکھتا ہوں۔

هَلْ تَرَوْنَ قِبَلَتِي الخ استفہام انکاری ہے۔ مقصود یہ بتانا ہے کہ رویت جہت قبلہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ تمام جہات میری پیش نظر ہیں۔

حضور سید دو عالم ﷺ کے خصائص سے ہے کہ آپ جیسے آگے سے دیکھتے تھے۔ اسی طرح پیچھے کے حالات سے بھی باخبر رہتے تھے۔ اور روایت سے مراد ادراک حقیقی ہے۔ اسی طرح امام بخاری نے اس حدیث کو علامات نبوت میں بھی ذکر کیا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان سوئی کے نا کے کی طرح دو آنکھیں تھیں جن سے پیچھے کے لوگوں کو دیکھ لیتے تھے۔ لیکن مونڈھوں کے درمیان



آنکھوں کا ہونا غالباً شارحین کا قیاس ہے۔

اس کے علاوہ حدیث میں صرف پیچھے کی طرف دیکھنے ہی کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی ہے وَلَا خَشَوْعُكُمْ کہ مجھ پر تمہارا خشوع بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ خشوع دل کی کیفیت کا نام ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

قُلْ أَلْفَحِ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ۔

کام نکال گئے ایمان والے جو اپنی نماز خشوع سے ادا کرتے ہیں۔

اور خشوع و خضوع ایسی چیز نہیں جو آنکھوں سے نظر آ سکے مگر نگاہ نبوی سے قلوب کی کیفیات بھی پوشیدہ نہیں۔

اے فروغت صبح آثار و دہور

چشم تو بنیدہ ما فی الصدور

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ کی مقدس آنکھوں کی طرح نہ تھیں حضور آگے پیچھے اوپر نیچے یکساں دیکھتے تھے اور یہ کہ افعال و ارکان نماز کو مسنون طریقہ سے ادا کرنا چاہیے اور امام سے پہلے رکوع و سجدہ میں نہیں جانا چاہیے۔

## اذان و مؤذن کے فضائل و احکام

حضور ﷺ نے فرمایا:

(مؤذنون کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی) (مسلم و

احمد و ابن ماجہ) علامہ عبدالرؤف منادی نے تیسری میں لکھا کہ یہ حدیث متواتر ہے اور معنی حدیث یہ ہیں کہ مؤذن رحمت الہی کے بہت امیدوار ہوں گے۔ کیوں کہ جس کو جس چیز کی امید ہوتی ہے اس کی طرف گردن دراز کرتا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ ان کے ثواب بہت ہیں۔ یا یہ کہ وہ قیامت کے دن شرمندہ نہ ہوں گے کیونکہ جو شرمندہ ہوتا ہے اس کی گردن جھک جاتی ہے۔ (۲) مؤذن کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے اس کیلئے

مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر تر و خشک جس نے اس کی آواز سنی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ یا گواہی دیتا ہے۔ (احمد) (۳) اذان دینے والا جو محض ثواب کیلئے اذان دیتا ہے۔ اس شہید کی طرح ہے جو خون میں آلودہ ہے۔ قبر میں اس کو کیڑے نہیں پڑیں گے۔ (طبرانی) (۴) اذان دافع عذاب و بلا ہے۔ (طبرانی) (۵) حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو اس پر باہم تلوار چلتی۔ (احمد) (۶) جس نے بارہ برس اذان دی جنت اس کیلئے واجب ہوگئی اور اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں اور اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (ابن ماجہ و حاکم) (۷) جو سال بھر اذان کہے اور اجرت طلب نہ کرے وہ قیامت کے دن جنت کے دروازے پر کھڑا کیا جائے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ جس کیلئے تو چاہے شفاعت کر۔ (ابن عساکر) (۸) اذان کے وقت دعا بہت کم رد ہوتی ہے۔ (ابو الشیخ عن انس) اس طرح کی بہت سی فضیلتیں احادیث میں ان مؤذنون کیلئے وارد ہوتی ہیں جو اللہ کی خوشنودی کیلئے اذان دیتے ہیں اور اجرت طلب نہیں کرتے۔ عجب زمانہ ہے کہ ہمارے معاشرہ میں لوگ اول تو اذان کہتے نہیں اور جو غلوں کے ساتھ اذان دے بھی اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس پر ملا کی بھتی کتے ہیں اور یہ سب کچھ دین سے بے رغبتی اور بے تعلقی کی وجہ سے۔

سنے کا اقبال کون ان کو یہ انجمن ہی بدل گئی ہے

نئے زمانے میں آپ ہم کو پرانی باتیں سنار ہے ہیں

## اذان کا جواب دینا واجب ہے

حضور ﷺ نے فرمایا (۱) جب اذان سنو تو اللہ کے داعی کا جواب دو۔ (۲)

جب مؤذن اذان کہے تو سنو جو وہ کہتا ہے تم بھی کہو۔ (ابن ماجہ) مومن کو بدبختی و نامرادی کیلئے کافی ہے کہ مؤذن کو تکبیر کہتے سنے اور جواب نہ دے۔ (۳) حضور اکرم ﷺ



نے مستورات سے فرمایا۔ جب تم بلال کو اذان و اقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر کلمے کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا اور ہزار گنا محو کرے گا اور مردوں کیلئے دو گنا ثواب ہے۔ (ابن عساکر) (۳) اذان کا جواب دینے والے کی مغفرت ہوگی۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(مسلم ابوالشیخ)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ اذان کا جواب دینا واجب ہے۔ مؤذن جو کلمہ کہے تو اس کے بعد سننے والا بھی وہی کلمہ کہے۔ مگر حسی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (۲) جنبی بھی اذان کا جواب دے، مگر حیض نفاس والی عورت اور خطبہ سننے والے اور نماز جنازہ پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول یا قضائے حاجت میں ہوں ان پر جواب نہیں۔ (۳) جب اذان ہو تو اتنی دیر کیلئے سلام کلام اور جواب سلام تمام اشغال موقوف کر دے اور بغور اذان سنے اور جواب اور یونہی اقامت میں بھی۔ (۴) چند اذانیں سننے تو پہلی ہی کا جواب دے۔ مگر بہتر ہے کہ پہلی کے بعد بھی سب کا جواب دے۔ (۵) خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (۶) جب اذان ختم ہو جائے تو مؤذن اور سامعین درود شریف پڑھیں اور اس کے بعد دعا اللھم رب ہذہ الدعویہ پڑھیں۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہدایت موجود ہے۔ (۷) جب مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں کو لگائے اور کہے۔ قرۃ عینی بلک یا رسول اللہ۔ اللھم متعینی بالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بعض لوگ انگوٹھے چومنے کو بلا دلیل شرک و بدعت قرار دیتے ہیں۔ لیکن آپ یہ سوچئے کہ کیا حضور سرور عالم ﷺ کے نام اقدس کی تعظیم کیلئے چومنا شرک یا بدعت ہو سکتا ہے۔ نیز حضور ﷺ نے فرمایا:

مِنَ الْجَفَاءِ اِنْ تَسْمَعَ الْمُؤَذِّنَ ثُمَّ لَا يَقُولُ مِثْلَ مَا يَقُولُ۔  
یہ بھی ظلم ہے کہ تو اذان سنے اور جو مؤذن کہتا ہے تو نہ کہے۔ (ابن ابی شیبہ)  
ظاہر ہے وعید ترک واجب پر ہوتی ہے اور مستحب کے تارک کو ظالم نہیں کہہ سکتے۔ (یعنی ج ۲ ص ۶۳۶) اسی طرح اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے۔

### اذان سن کر حضور ﷺ کیلئے دعا کی جائے

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ جب مؤذن اذان دے تو جو وہ کہے تم بھی وہی کہو۔

ثُمَّ صَلُّوا عَلٰی فَاہِ صَلَی صَلَاةَ اللّٰہِ عَلَیْہِہَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُّوا  
اللّٰہَ لَی الرِّسَالَةِ فَاِنَّہَا مَنَزَلَةٌ فِی الْجَنَّةِ لَا یَنْبَغِیْ لِاحِدٍ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ  
اللّٰہِ وَارْجُرْ اَنَّا کَوْنُ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَالَ اللّٰہَ لَی الْوَسِیْلَةِ حَلَّتْ لَہِ  
الشِّفَاعَةُ۔ (مسلم)

پھر مجھ پر درود پڑھو اور جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو۔ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے یہ مقام اللہ کے خاص بندے کو حاصل ہوگا اور مجھے امید ہے کہ اس مقام پر میں فائز ہوں گا تو جس نے اللہ سے میرے لئے وسیلہ کی دعا کی اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ (مسلم ابوداؤد و نسائی)

### مقام محمود

وہ جگہ ہے جس پر جلوہ گر ہو کر حضور شفاعت فرمائیں گے۔ تمام اولین و آخرین تلاش شفیق میں سرگرداں ہوں گے۔ جلیل القدر انبیاء کرام تک اذہبوا الی غیری فرمائیں گے۔ مگر صرف اور صرف حضور ﷺ کی زبان پر انسا لہا ہوگا۔ حضور ﷺ



کی اس عظمت و رفعت بزرگی و شان کو دیکھ کر اولین و آخرین حضور ﷺ کی ثناء کریں گے۔ اسی لئے اس مقام کو محمود کہتے ہیں۔ حدیث ابو ہریرہ میں حضور ﷺ نے فرمایا:

هو المقام الذي اشفع فيه لامتي۔ (یعنی ج ۲ ص ۲۴۱)

ابن جوزی نے کہا مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ بعض نے کہا عرش پر یا کرسی پر حضور ﷺ کا کھڑا ہونا مراد ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقام محمود وہ مقام ہے اولین و آخرین اس وقت حضور ﷺ کی تعریف کریں گے اور کل عالم پر حضور ﷺ کے فضل و شرف کا اظہار ہوگا۔

تسأل فتعطى تشفع فتشفع لئیس أحد الا تحت لوائك۔

(یعنی ج ۲ ص ۱۴۱)

مانگئے آپ دیئے جائیں گے۔ سفارش کیجئے وہ قبول کی جائے گی، سبھی آپ کے جھنڈے تلے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے مقام محمود تو حضور ﷺ کو حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ بھی فرمایا ہے۔ پھر اس کیلئے دعا کی کیا ضرورت ہے؟ جواب یہ ہے کسی ماحصل شدہ نعمت کیلئے دعا کرنا یا کرنا یہ شانِ عبدیت ہے اور بعض اوقات حاصل شدہ نعمت کے دوام و بقام کیلئے بھی دعا کرتے ہیں۔ علامہ یعنی رحمہ اللہ نے لکھا کہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ کسی دوسرے سے دعا کرنا اور اس کی دعا سے اپنی ضروریات میں استعانت کرنا (خصوصاً صالحین اُمت سے دعا کرنا) جائز ہے۔ (یعنی ج ۲ ص ۶۴۱)

### اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں

بلا ضرورت شرعیہ اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں، مگر جو کسی عذر کی وجہ سے جائز ہے۔ مثلاً بول و برازی کی حاجت ہوگئی یا کوئی ضروری کام ہے اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت واپس آنے کا ارادہ ہے یا دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم

ہے تو اسے اذان کے بعد مسجد سے جانا جائز ہے۔

اسی طرح اگر کوئی اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے تو اذان کے بعد مسجد سے جا سکتا ہے۔ مگر ظہر و عشاء میں اقامت ہوگئی تو نہ جائے۔ نفل کی نیت سے شریک ہو جائے اور باقی تین نمازوں (فجر عصر و مغرب میں) اگر تکبیر ہوگئی اور یہ تنہا پڑھ چکا ہے تو باہر نکل جانا ضروری ہے۔ کیونکہ فجر و عصر و مغرب میں بطور نفل شریک نہیں ہو سکتا اور مسجد میں ٹھہرنے رہنے میں لوگ بے نمازی ہونے کا گمان کریں گے۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر شیطان“۔

### اذان خارج مسجد دی جائے

آج کل عام رواج ہو چکا ہے کہ مسجد کے اندر کھڑے ہو کر اذان دیتے ہیں جو خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ اذان خواہ نماز پنجگانہ کی ہو یا خطبہ جمعہ کی۔ بہر حال سنت یہ ہے کہ خارج مسجد دی جائے کہ مسئلہ تمام کتب فقہ میں موجود ہے۔





## وضو اور اس کے اہم مسائل

اگرچہ وہ آیت جس میں وضو کا بیان ہے۔ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مگر وضو اس سے پیشتر مکہ میں فرض ہو چکا تھا۔ انبیاء سابقین کی شریعتوں میں بھی وضو تھا۔ مگر یہ بات صرف امت محمدیہ علی صاحبہا الخیہ کی خصوصیات سے ہے کہ قیامت کے دن وضو کی وجہ سے ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں چمکتے ہوں گے۔ وضو کے فضائل میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(۱) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری امت کے ہاتھ پاؤں اور منہ وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

(۲) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کامل وضو کرے اور پھر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ تک پڑھے۔ اس کیلئے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (مسلم شریف)

(۳) حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے پہلے منہ کے گناہ ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے گناہ سر کا مسح کرنے سے سر کے گناہ اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (نسائی)

(۴) نیز فرمایا: اس پر مغرور نہ ہونا کہ گناہوں کا ارتکاب شروع کر دو۔ یہ سمجھتے ہوئے وضو میں سب گناہ دھل جائیں گے۔

(۵) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک اس کا سارا بدن پاک ہو گیا۔

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو یہ بصیرت حاصل تھی کہ آپ جب لوگوں کا آب وضو دیکھتے تو بعینہ ان گناہوں کو پہچان لیتے جو دھل کر پانی میں گرتے۔ ایک مرتبہ جامعہ مسجد کوفہ میں ایک نوجوان وضو کر رہا تھا۔ اس کا پانی جو ٹپکا تو امام نے فرمایا: میرے بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر۔ چنانچہ اس نے توبہ کی۔ ایک شخص کا دھوون دیکھ کر فرمایا: اسے بھائی زنا سے توبہ کر۔ ایک شخص کا دھوون دیکھ کر فرمایا: شراب پینے اور لہو و لعب سے توبہ کر۔ چنانچہ ان سب نے توبہ کی۔ غرض کہ بزرگان دین اولیاء کرام آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ وضو کے پانی سے گناہ دھلتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسَاجِدِ وَالْمُحَلَّاتِ فَادْخُلُوهَا بِرَأْسِكُمْ وَأَكْثِرُوا مِنَ الْمَاءِ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِي خَلْقِكُمْ أَتَدْرِكُونَ

قرآن پاک میں وضو کے چار فرض بیان ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ چونکہ قرآن کے شارح ہیں آپ نے وضو کرنے کا طریقہ امت کو بتایا۔ انہی وضو کی احادیث سے فقہاء کرام نے مندرجہ ذیل مسائل معلوم کئے جو آپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

## چار چیزوں کیلئے وضو کرنا فرض ہے

(۱) ہر نماز کیلئے خواہ وہ فرض ہو یا سنت یا نفل جبکہ بے وضو ہو۔ (۲) قرآن کریم کے سجدہ کیلئے۔ (۳) نماز جنازہ کیلئے قرآن کریم کو چھونے کیلئے جبکہ غسل کی حاجت نہ ہو۔



فائدہ طواف کعبہ کیلئے وضو کرنا واجب ہے۔

### آٹھ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا سنت ہے

یعنی ان کیلئے وضو کرنا واجب ہے اور نہ کرنا ناپسندیدہ ہے۔ اگرچہ موجب عذاب نہیں۔ (۱) اذان (۲) تکبیر (۳) جمعہ اور دونوں عیدوں کے خطبے کیلئے (۴) حضور اکرم ﷺ کے روضہ کی زیارت کیلئے۔ (۵) صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کیلئے۔ (۶) عرفہ میں ٹھہرنے کیلئے۔ (۷) غسل فرض سے پہلے۔ (۸) جس شخص پر غسل فرض ہو۔ اسے کھانا کھانے پانی پینے اور سونے سے پہلے۔

### وہ ۲۶ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا مستحب ہے

یعنی وضو کرنا تو ثواب ہے اور نہ کرنے پر کچھ گناہ نہیں۔

(۱) سونے سے پہلے۔

(۲) سونے کے بعد۔

(۳) مردے کو نہلانے کے بعد۔

(۴) مردے کو اٹھانے کے بعد۔

(۵) عورت سے صحبت کرنے سے پہلے۔

(۶) جب غصہ آجائے۔ اس وقت۔

(۷) زبانی قرآن شریف پڑھنے کیلئے۔

(۸) حدیث شریف پڑھنے اور پڑھانے کیلئے۔

(۹) علم دین پڑھنے اور پڑھانے کیلئے۔

(۱۰) جمعہ اور دونوں عیدوں کے علاوہ اور خطبوں کیلئے۔

(۱۱) دینی کتابیں چھونے کیلئے۔

(۱۲) شرم گاہ چھونے کے بعد۔

(۱۳) جھوٹ بولنے کے بعد۔

(۱۴) فحش لفظ نکالنے کے بعد۔

(۱۵) گالی دینے کے بعد۔

(۱۶) کافر سے بدن چھو جانے کے بعد۔

(۱۷) بغل کھجانے کے بعد جب اس میں بدبو ہو۔

(۱۸) غیبت کرنے کے بعد۔

(۱۹) علاوہ نماز کے قہقہہ لگانے کے بعد۔

(۲۰) نفوس پڑھنے کے بعد۔

(۲۱) کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہو جانے کے بعد۔

(۲۲) اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد۔

(۲۳) وضو ہوتے ہوئے کسی نماز کیلئے وضو کرنا۔

(۲۴) ہمیشہ با وضو رہنے کیلئے۔

(۲۵) ہر گناہ کے بعد۔

(۲۶) ہر گناہ کے بعد وضو کرنا اگرچہ پہلے سے وضو ہو۔





## وضو کے چار فرض ہیں

### اول منہ دھونا

شروع پیشانی سے (یعنی جہاں سے بال جننے کی انتہا ہو) ٹھوڑی تک طول میں اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک منہ ہے۔ اس حد کے اندر جلد کے ہر حصے پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔  
فائدہ کسی عضو کو دھونے کا مطلب یہ ہے کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے۔ صرف عضو کو بھگو لینے یا تیل کی طرح پانی سے چڑھ لینے یا ایک آدھ بوند پانی بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وضو غسل ادا نہ ہوگا۔ اس کا لحاظ ضرور کیجئے۔ بہت لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے نمازیں اکارت جاتی ہیں۔

### مسائل فرض اول

منہ دھونے میں امور ذیل کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

- (۱) پانی ماتھے کے سرے پر پڑے۔
- (۲) بالوں کی لٹیں اٹھا کر پانی بہایا جائے۔
- (۳) جس شخص کے سر کے اگلے حصہ کے بال اڑ گئے یا اگے ہی نہیں اس پر وہیں تک منہ دھونا فرض ہے جہاں تک عادتاً عام طور پر بال ہوتے ہیں۔

- (۴) اگر عادتاً جہاں تک بال ہوتے ہیں۔ اس کے نیچے تک کسی کے بال اگے ہوں تو ان زائد بالوں کا جڑ تک دھونا فرض ہے۔ (درمختار)
- (۵) مونچھوں یا بھوؤں یا داڑھی کے بال گھنے ہوں کہ کھال بالکل دکھائی نہ دے تو جلد کا دھونا فرض نہیں بالوں کا دھونا فرض ہے اور اگر ان جگہوں کے بال گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا بھی فرض ہے۔
- (۶) اگر مونچھیں بڑھ کر لبوں کو چھپالیں تو اگر چہ گھنی ہوں تو مونچھیں ہٹا کر لب کا دھونا فرض ہے۔

- (۷) لبوں کا وہ حصہ جو منہ بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔
- (۸) داڑھی کے بال اگر گھنے نہ ہوں تو کھال کا دھونا فرض ہے اور داڑھی کے بال بال گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے دائرے میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے اور جڑوں کا دھونا فرض نہیں اور جو چہرے کے دائرے سے نکل جائیں ان کا دھونا ضروری نہیں۔

- (۹) اگر داڑھی کے بال کچھ حصہ میں گھنے ہوں وہاں کا دھونا فرض ہے اور جہاں چھدرے ہوں اس جگہ کی کھال کا دھونا فرض ہے۔ (درمختار)
- (۱۰) رخسار اور کان کے درمیان جو جگہ ہے جس کو کپٹی کہتے ہیں اس کا دھونا بھی فرض ہے۔ لوگ اس کا خیال نہیں کرتے کرنا چاہیے۔ ورنہ وضو نہ ہوگا۔

- (۱۱) نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے۔ اگر تنگ ہو تو پانی بہانے میں نتھ کو حرکت دیں تاکہ پانی بہہ جائے۔ آنکھ کے کونے پر پانی بہانا اور پلک کے ہر ایک بال کا پورا پورا دھونا فرض ہے۔

### وضو کا دوسرا فرض

- (۱) ہاتھ دھونا۔ یاد رکھو ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا فرض ہے۔ کہنیوں سے تا خن



تک اگر کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔

(۲) کلائی کے بالوں کی جڑوں اور پورے بالوں پر پانی بہانا فرض ہے۔ اگر کسی ایک بال کی نوک بھی دھلنے سے رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔

(۳) ناخن کے اندر کا میل معاف ہے۔

(۴) انگوٹھیاں، چوڑیاں، نگین وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو ان کو اتار کر وضو نافرض ہے اور اگر ہلا کر دھونے سے پانی بہہ جائے تو ہلانا ضروری ہے اور اگر ایسے ڈھیلے ہیں کہ بغیر ہلائے جلد تک پانی بہہ جائے تو ہلانا ضروری نہیں۔

(۵) ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں، انگلیوں کی کروٹیں، ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک اور کہنی ان سب پر پانی بہہ جانا ضروری ہے۔ اگر ایک ذرہ بھر بھی رہ گیا یا ایک بال کی نوک بھی دھلنے سے رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔

(۶) اگر پانچ کی جگہ چھ انگلیاں ہیں تو سب کا وضو نافرض ہے۔

(۷) کسی شخص کا کہنی تک ہاتھ کٹ گیا۔ مگر کہنی کا کچھ حصہ باقی ہے تو اس کا وضو ضروری ہے۔ اور اگر کہنی سمیت کٹا ہے تو کٹی ہوئی جگہ کا وضو نافرض نہیں۔ (بحر)

(۸) اگر کسی کے ہاتھ کے ساتھ دوسرا زائد ہاتھ بھی ہو اور وہ دونوں گرفت کا کام کرتے ہوں تو دونوں کا وضو نافرض ہے۔ (درمختار)

(۹) اگر کسی کا ناخن اتنا بڑھ گیا کہ اس نے کچھ پورے کو گھیر لیا اور اس کے نیچے باقی نہ بہا تو ناخن کو کاٹ کر اس کے نیچے پانی بہانا ضروری ہے۔

### وضو کا تیسرا فرض

چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔

مسئلہ ۵ سر پر بال نہ ہوں تو کھال کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چوتھائی کا مسح کرنا فرض ہے۔

مسئلہ ۲ سر کے بال لٹک رہے ہوں۔ ان کا مسح کرنے سے مسح نہ ہوگا۔ (طحاوی)

مسئلہ ۳ اگر کسی شخص نے مسح کرنے کے بعد بال منڈوائے تو اس کو مسح کرنے کی حاجت نہیں۔ (مراتی الفلاح)

مسئلہ ۴ پیشانی کی طرف سر کے مسح کو شروع کرنا سنت ہے۔ (مراتی الفلاح)

مسئلہ ۵ اگر کسی شخص نے تین بار سر پر مسح کیا ہر بار نیا پانی بھی لیا تو یہ مکروہ ہے۔

(رد المحتار)

مسئلہ ۶ جس شخص نے پورے سر کا مسح کرنا چھوڑ دیا تو وہ گناہگار ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ ۷ عمامہ یا دوپٹے پر مسح کرنا کافی نہیں ہے۔ (بحر و موج)

### وضو کا چوتھا فرض

ٹخنوں سمیت پاؤں کا دھونا۔

مسئلہ ۱ دونوں ٹخنوں کا وضو میں دھونا فرض ہے۔ (درمختار)

مسئلہ ۲ اگر کسی کے پاؤں کی انگلی ایک دوسرے سے ٹلی ہوئی ہیں کہ ان کے درمیان پانی نہیں پہنچے گا تو اس کو ان انگلیوں میں خلال کر کے پانی پہنچانا فرض ہے۔ (درمختار)

مسئلہ ۳ بعض آدمی کسی بیماری کی وجہ سے انگوٹھوں میں بہت زیادہ کھینچ کر دھاگہ باندھ لیتے ہیں۔ پانی کا بہانا تو درکنار تاگے کے نیچے بھی پانی نہیں پہنچتا۔ لہذا ان کو اس تاگے کو علیحدہ کر کے اس جگہ پانی کا بہانا فرض ہے۔ (مراتی الفلاح)

مسئلہ ۴ عورتوں کے پاؤں میں چھلے اگر ایسے تنگ نہ ہوں کہ بغیر ملائے ان کے نیچے پانی بہہ جائے گا تو ان کو ہلانا فرض ہے ورنہ ان کو اتار کر اس جگہ پانی بہانا فرض ہے۔

(مراتی الفلاح)

مسئلہ ۵ اگر پاؤں میں پھٹن ہے اور اس میں موم یا اور کوئی دوا لگا دی ہے تو اس دوا پر پانی بہا دینا کافی ہے۔ (مراتی الفلاح)



مسئلہ ۶ اگر پاؤں کی پھٹن میں دوا پر ٹھنڈے پانی کا بہانا اگر نقصان دیتا ہے تو گرم پانی سے دھونا فرض ہے اور اگر دونوں نقصان دیتے ہیں تو صرف مسح کرنا کافی ہے۔

### وضو کی سنتیں (۱۶) سولہ ہیں

- (۱) وضو کی نیت کرنا۔
  - (۲) وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔
  - (۳) گھٹنوں تک ہاتھ دھونا۔
  - (۴) مسواک کرنا۔
  - (۵) کلی کرنا۔
  - (۶) ناک میں پانی چڑھانا۔
  - (۷) کلی اور ناک میں پانی داہنے ہاتھ سے چڑھانا۔
  - (۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
  - (۹) داڑھی کا خلال کرنا۔
  - (۱۰) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔
  - (۱۱) ہر دھلنے والی جگہ کو تین بار دھونا۔
  - (۱۲) پورے سر کا مسح کرنا۔
  - (۱۳) کانوں کا مسح کرنا۔
  - (۱۴) اس ترتیب سے منہ دھونا کہ پہلے منہ پھر ہاتھ پھر پاؤں۔
  - (۱۵) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح کرنا۔
  - (۱۶) دھلنے والی جگہ کو ایسے دھونا کہ پہلی جگہ سوکھنے نہ پائے۔
- واضح ہو کہ اگر کسی نے وضو کی سنتوں پر عمل نہ کیا تو اس کا وضو درست ہو جائے گا۔ مگر ایک آدھ دفعہ ایسا کرنا برا ہے اور سنت پر عمل کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔ لیکن

سنت مؤکدہ کو چھوڑنے کی عادت ڈال لینا گناہ ہے۔

### مستحب وضو کے ۵۹ ہیں

- (۱) پہلے داہنی چیز کا دھونا۔
- (۲) دونوں رخساروں کو ایک ساتھ دھونا۔
- (۳) دونوں کا ایک ساتھ مسح کرنا۔
- (۴) انگلیوں کی پیٹھ سے گردن تک مسح کرنا۔
- (۵) وضو کرتے وقت کعبہ کی طرف منہ کرنا۔
- (۶) وضو کیلئے اونچی جگہ بیٹھنا۔
- (۷) دھونے کی جگہوں پر تیل کی طرح پانی چڑھنا۔
- (۸) اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا۔
- (۹) دوسرے وقت کیلئے پانی بھر کر رکھنا۔
- (۱۰) انگوٹھی کو حرکت دینا۔
- (۱۱) اطمینان سے وضو کرنا۔
- (۱۲) وقت آنے سے پہلے وضو کرنا۔
- (۱۳) کپڑوں کو مچکتے ہوئے پانی سے بچانا۔
- (۱۴) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
- (۱۵) وضو کا برتن مٹی کا ہونا۔
- (۱۶) تانبے وغیرہ کا قلعی دار ہونا۔
- (۱۷) لوٹے اور اس کی مانند چیز کا بائیں طرف رکھنا۔
- (۱۸) طشت اور اس کی مثل چیز کا داہنی طرف رکھنا۔
- (۱۹) بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں ناک میں ڈالنا۔



- (۲۰) پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا۔
- (۲۱) منہ دھونے میں ماتھے پر پھیلا کر پانی ڈالنا۔
- (۲۲) دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا۔
- (۲۳) ہاتھ پاؤں دھونے میں انگلیوں کی طرف پانی بہانا۔
- (۲۴) چہرہ اور ہاتھ پاؤں میں جتنی جگہ کا دھونا فرض ہے اس سے اور زیادہ دھو لینا۔
- (۲۵) پورے سر کا مسح کرنا۔
- (۲۶) کلمہ کی انگلی سے کان کا مسح کرنا۔
- (۲۷) انگوٹھے سے کان کے اوپر کا مسح کرنا۔
- (۲۸) ہر چیز کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیرنا۔
- (۲۹) وضو بہت بھاری برتن سے نہ کرنا۔
- (۳۰) زبان سے بھی کہہ لینا کہ وضو کرتا ہوں۔
- (۳۱) وضو کی ہر چیز کے دھوتے وقت درود شریف پڑھنا۔
- (۳۲) بعد وضو کے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ پڑھنا۔
- (۳۳) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔
- (۳۴) آسمان کی طرف منہ کر کے یہ دعا سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاتُوبُ اِلَيْكَ وَاشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ اور کلمہ شہادت پڑھنا۔
- (۳۵) وضو کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پوری سورت پڑھنا۔
- (۳۶) اعضاء کے پونچھنے میں کچھ تری چھوڑ دینا۔
- (۳۷) وضو کے بعد ہاتھ نہ جھٹکنا۔

- (۳۸) وضو کے بعد میانی پر پانی چھڑک لینا۔
- (۳۹) وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا۔
- (۴۰) بلا ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔
- (۴۱) کلی اور ناک میں پانی داہنے ہاتھ سے ڈالنا۔
- (۴۲) ہر عضو دھوتے وقت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ آخِر تک پڑھنا۔
- (۴۳) پانی کے زیادہ یا بہت کم خرچ کرنے سے بچنا۔
- (۴۴) وضو میں ہر عضو دھوتے یا مسح کرتے وقت نیت وضو کو ملحوظ رکھنا۔
- (۴۵) وضو کرتے وقت اپنا ستر نہ کھینا۔
- (۴۶) باوجود وضو ہونے کے پھر وضو کر لینا۔
- (۴۷) ہر عضو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا۔
- (۴۸) کلی کے وقت اَللّٰهُمَّ اَعِزِّيْ عَلٰی بَلَاوَاتِ الْقُرْآنِ وَزُكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ پڑھنا۔
- (۴۹) ناک میں پانی ڈالتے وقت اَللّٰهُمَّ اَرْحِنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرْحِنِيْ رَائِحَةَ النَّارِ پڑھنا۔
- (۵۰) منہ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيِضُ وَجُوهٌ وَتَسْوَدُ وَجُوهٌ پڑھنا۔
- (۵۱) داہنا ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِينِيْ وَحَاسِبِيْ حِسَابًا يَسِيرًا پڑھنا۔
- (۵۲) بائیں ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ پڑھنا۔
- (۵۳) سر کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اِظْلِمْنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا يُظْلَمُ



إِلَّا ظِلَّ عَرْشِكَ پڑھنا۔

(۵۴) کانوں کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ اَحْسَنَهُ پڑھنا۔

(۵۵) گردن کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اعْتِقْ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ پڑھنا۔

(۵۶) داہنا پاؤں دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ پڑھنا۔

(۵۷) بائیں پاؤں دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُورًا وَسَعِيَّ مَشْكُورًا وَتَجَارِبِي لَنْ تَبُورَ پڑھنا۔

(۵۸) وضو کا پانی پاک جگہ گرانا۔

(۵۹) مکروہات وضو سے بچنا۔

واضح ہو کہ اگر کسی کو یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو سب جگہ درود شریف پڑھے اور یہ ہی افضل ہے۔ دعاؤں کے تراجم یہ ہیں۔

(۶۰) الہی مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کر دے۔

(۶۱) اے اللہ تو پاک ہے۔ میں تیری حمد کرتا ہوں۔ گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔

(۶۲) گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اکیلا ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

(۶۳) اے اللہ تو میری مدد کر کہ قرآن کریم کی تلاوت آروں تیرا شکر کروں اور اچھی عبادت کروں۔

(۶۴) اے اللہ تو مجھے جنت کی خوشبو سونگھا اور جہنم کی بو سے بچا۔

(۶۵) اے اللہ تو میرے چہرے کو اجالا کر جس دن کہ کچھ سپید ہوں اور کچھ منہ سیاہ

ہوں۔

(۵۱) اے اللہ تو میرا نامہ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دے اور میرا حساب آسان کر۔

(۵۲) اے اللہ میرا نامہ اعمال نہ بائیں ہاتھ میں دے نہ پیٹھ کے پیچھے سے۔

(۵۳) اے اللہ تو مجھے اپنے عرش کے سایہ میں رکھ۔ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو۔

(۵۴) اے اللہ مجھے ان میں کر دے جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔

(۵۵) اے اللہ میری گردن جہنم سے آزاد فرما دے۔

(۵۶) اے اللہ میرا قدم پل صراط پر ثابت رکھ جس دن کہ اس پر قدم لغزش کریں گے۔

(۵۷) اے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ میری کوشش بار آور کر۔ میری تجارت ہلاک نہ ہو۔

### وضو میں مکروہ ۲۰ ہیں ان سے بچنا چاہیے

(۱) عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

(۲) وضو کیلئے نجس جگہ بیٹھنا۔

(۳) نجس جگہ وضو کا پانی گرانا۔

(۴) مسجد کے اندر وضو کرنا۔

(۵) وضو کرتے ہوئے لوٹے میں قطرے پڑنا۔

(۶) پانی میں ریٹھ کھنکار ڈالنا یا کلی کرنا۔

(۷) دنیا کی بات چیت کرنا۔

(۸) زیادہ پانی خرچ کرنا۔

(۹) اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو سکے۔



(۱۰) منہ پر پانی مارنا۔

(۱۱) منہ پر پانی ڈالتے وقت پھوکتنا۔

(۱۲) ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔

(۱۳) گلے کا مسح کرنا۔

(۱۴) بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا۔

(۱۵) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

(۱۶) اپنے لئے کوئی لونٹا خاص کر لینا۔

(۱۷) تین نئے پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔

(۱۸) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا۔

(۱۹) ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا۔

(۲۰) ہر سنت کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

## متفرق مسائل وضو

(۱) کلی میں غرغره بھی کرنا چاہیے۔

(۲) روزہ کو دن میں کلی کرتے وقت غرغره نہیں کرنا چاہیے۔

(۳) جس نے حج یا عمرہ کیلئے احرام باندھ لیا ہے اس کو داڑھی میں خلل کرنا سنت نہیں ہے۔

(۴) ایک شیطان ہے جو وضو میں دوسرہ ڈالتا ہے۔ اس کے دوسرہ سے بچنے کیلئے اعوذ اور لاحول پڑھنی چاہیے۔

(۵) نابالغ بچوں پر وضو فرض نہیں۔ مگر ان سے وضو کرنا چاہیے۔ تاکہ ان کو عادت ہو اور وضو کا طریقہ آجائے۔

## ناخن کی سرخی

آج کل عام رواج ہو گیا ہے کہ مستورات ناخنوں پر سرخی لگاتی ہیں جو ایک قسم کا روغن ہے اور ذی جرم ہے۔ جس کا جھڑانا وضو غسل میں ضروری ہے۔ اگر بغیر جھڑائے وضو یا غسل کیا تو نہ ہوا اور جب غسل و وضو ہی نہ ہوا تو پھر نماز بھی نہ ہوئی۔ لیکن عام طور پر لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔

## مذی کے نکلنے سے صرف وضو ٹوٹ جاتا ہے

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ الْمُقَدَّادَ أَنْ يَسْفَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ۔ (بخاری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کہتے ہیں میں ایک مرد تھا بہت مذی والا۔ میں نے مقداد سے کہا کہ وہ حضور ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کریں۔ پس انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا مذی کے نکلنے پر وضو ہے۔ (غسل نہیں)

## مذی

اس لیس دار رطوبت کو کہتے ہیں جو بوقت بوس و کنار شرم گاہ سے نکلتی ہے۔ مذی کے نکلنے سے شہوت ختم نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس منی گاڑی ہوتی ہے۔ اس میں بدبو بھی ہوتی ہے۔ جب یہ خارج ہوتی ہے تو لذت آتی ہے اور منی نکلنے کے بعد سکون ہو جاتا ہے۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ابتداء میں جو رطوبت نکلتی ہے جس کو مذی کہتے ہیں۔ صرف اس کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مذی دوی اور منی ناپاک ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور ﷺ کے داماد بھی تھے۔ اس لئے انہوں



نے خود اس مسئلہ کو پوچھنے میں شرم کی اور حضرت مقداد کے ذریعے مسئلہ معلوم کرایا۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی خود مسئلہ پوچھنے میں شرم کرے تو دوسرے کے ذریعے مسئلہ معلوم کرائے۔ اسی طرح اگر عورتیں اپنے مخصوص مسائل کے خود معلوم کرنے میں شرم محسوس کریں تو اپنے شوہروں کے ذریعے مسائل شرعیہ سے واقفیت حاصل کریں۔

### بواسیر کے مریض کے متعلق وضو کے مسائل

بواسیر کے مرض میں اور استحاضہ میں جو خون نکلتا ہے۔ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کی شرم گاہ سے کسی مرض کی وجہ سے آتا ہے۔ اب اگر استحاضہ اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو سے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور قرار دیا جائے گا۔ اب وہ ایک وضو میں اس وقت میں جتنی نمازیں (فرض واجب قضا و نفل) چاہے پڑھے اس خاص صورت میں خون آنے سے اس کا وضو نہیں جائے گا۔ یہی حکم ہر اس شخص کا ہے جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا۔ وہ معذور ہے جیسے قطرہ کا مرض ہو یا دست آنا یا ہوا خارج ہونا یا دکھتی آنکھ سے پانی گرنا۔ یا پھوڑے یا ناسور سے ہر وقت رطوبت بہنا یا کان ناک سے ہر وقت رطوبت نکلتا کہ یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں۔ ان میں جب پورا وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر وضو کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہوا ایسے لوگ ہر نماز کیلئے وضو کریں اور اس ایک وضو سے جب تک اس کا وقت موجود ہے اس میں جتنی نمازیں چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

وضو میں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور اس کے ضروری مسائل

واضح ہو کہ وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ مگر شریعت نے آسانی کیلئے موزوں

پر مسح کرنے کو جائز قرار دیا ہے یعنی جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو اگر وہ وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے موزوں پر مسح کر لے تو وضو درست ہو جائے گا۔ موزوں پر مسح کا جائز ہونا بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ مگر اس کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ آدمی موزوں پر مسح کرنے کے مسائل سے واقف ہو۔ چند ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں۔

### موزوں پر مسح کرنے کے متعلق ضروری مسائل

موزوں پر مسح کرنے کیلئے چند شرائط درج ذیل ہیں۔

- (۱) موزے چڑے کے ہوں یا کسی دبیز چیز کے بنے ہوئے ہوں کہ جن میں سے پانی نہ چھپے جیسے کہ کرکچ و پلاسٹک وغیرہ۔
- (۲) یہ موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں۔ اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر ایک انگل کم ہو کہ ٹخنے کا کچھ حصہ کھلا رہے تو بھی مسح درست ہے۔
- (۳) موزہ پاؤں سے چمٹا ہو کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ چل پھر سکیں۔
- (۴) وضو کر کے موزہ پہنا ہو۔ پہننے کے بعد اور حدیث (وضو ٹوٹنے) سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص با وضو ہو خواہ پورا وضو کر کے پہنے۔ یا صرف پاؤں دھو کر موزہ پہن کے بعد میں وضو پورا کر لے۔ مسح میں دو فرض ہیں۔
- اول یہ کہ ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہو۔
- دوم مسح موزے کی پیٹھ پر کیا جائے، تو اگر موزہ کے تلے یا کروٹ یا ٹخنے یا پنڈلی یا ایڑی پر مسح کیا تو مسح درست نہ ہوگا۔

- (۵) موزہ پر مسح کی مدت مقیم کیلئے ایک دن ایک رات ہے اور مسافر کیلئے تین دن اور تین رات۔ مسح کی مدت پہلی بار جو حدت ہوگا۔ اس وقت سے شروع ہوگی۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

- (۱) موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ حدت ہوا یعنی وضو جاتا رہا۔ اس وقت سے



مدت کا شمار ہوگا۔ فرض کیجئے صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلا حدیث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے گا اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک کرے گا۔

(۲) جس پر غسل فرض ہو۔ وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔

(۳) جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے۔ ان سے بھی جاتا رہتا ہے۔

(۴) مدت پوری ہو جانے سے مسح جاتا رہتا ہے اس صورت میں صرف پاؤں دھو لینا کافی ہے پھر سے پورا وضو کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پورا وضو کرے۔

(۵) موزہ کے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ اگرچہ ایک ہی اتار ہو۔ یوں ہی اگر ایک پاؤں آدھے سے زیادہ موزہ سے باہر ہو جائے۔ مسح جاتا رہا۔

(۶) خوب یاد رکھئے کہ سوتی یا اونی موزوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔

(۷) مندرجہ ذیل قسم کے موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔

اول پورا موزہ ہی چمڑے کا ہو۔ جو ٹخنوں کو ڈھانپ لے یا صرف تلہ چمڑے کا ہو اور باقی حصہ کسی دہیز چیز کا بنا ہو۔ اس پر بھی مسح جائز ہے۔

### منع

پر بھی مسح جائز ہے۔ یعنی سوتی یا اونی جراب کا تلہ چمڑے کا بنالیا اور اس کو ساتھ ملا کر سی دیا جائے۔ حدیث میں جن جرابوں پر مسح کا ذکر ہے۔ اس سے ایسا ہی موزہ مراد ہے۔

### مجلد

پر بھی مسح جائز ہے۔ یعنی اونی یا سوتی جراب پر چمڑہ کا پانچا بہ چڑھا لیا جائے مگر اس میں شرط یہ ہے یہ پانچا بہ جرابوں کے ساتھ سی لیا جائے۔ اگر سیانہ نہیں گیا تو مسح جائز

نہ ہوگا۔

### وضاحت

موزہ چمڑے کا ہو یا کسی ایسی چیز کا بنا ہوا ہونا چاہیے۔ جس میں سے نہ چمڑے۔ جیسے پلاسٹک، کرکٹ وغیرہ۔ ایسا بوٹ جو ٹخنے کو ڈھانپ لے اس پر بھی مسح جائز ہے۔ یعنی اگر کسی نے بوٹ پہنے ہوں اور وضو کرتے وقت ان پر مسح کر لیا وضو درست ہو گیا۔ لیکن نماز کیلئے یہ ضروری ہے کہ موزہ یا بوٹ ایسے نرم چمڑے کا بنا ہوا ہو کہ سجدہ کرنے میں پاؤں کی انگلیاں مز سکیں اور انگلیوں کے پیٹ زمین سے چٹ سکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ پاؤں کی ایک انگلی کے پیٹ زمین سے چٹ جانا فرض ہے۔ اگر دونوں پاؤں سجدہ میں اٹھے رہے بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی جب بھی نماز نہیں ہوئی۔ اس مسئلہ سے لوگ بہت غافل ہیں۔





لیکن تکلف کا مطلب یہ ہے کہ مسواک اس طرح فرما رہے تھے کہ تے کی سی آواز نکل رہی تھی۔ جیسے حلق میں انگلی یا برش سے صفائی کرتے ہیں تاکہ منہ اور گلے کی لائش خارج ہو جائے۔

یثوص کے معنی دھونے اور صاف کرنے کے ہیں۔ ابن دقیق العید نے فرمایا کہ اس حدیث سے سوکراٹھنے کے بعد مسواک کرنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے نیند میں معدہ کے انجرات صعود کرتے ہیں اس لئے سوکراٹھنے کے بعد مسواک کرنے کی ہدایت دی گئی۔ تاکہ مسواک کے ذریعہ منہ ان لائشوں سے پاک صاف ہو جائے۔ علامہ عید الرحمة نے فرمایا کہ یہ حدیثیں اس امر کی دلائل ہیں کہ مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے اس پر مواظبت فرمائی۔ حتیٰ کہ اس کی اہمیت کا یہ عالم ہے کہ عین وفات شریف کے وقت بھی حضور ﷺ نے مسواک استعمال فرمائی۔ (بخاری)

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا امر فرماتا۔ (طبرانی)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور ﷺ جب باہر تشریف لاتے تو پہلا کام آپ کا مسواک کرنا ہوتا۔ (مسلم شریف)

(۳) مسواک کا التزام رکھو یہ سبب ہے منہ کی صفائی اور اللہ عزوجل کی رضا کا۔

(احمد)

(۴) دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں۔ افضل ہیں بے مسواک کی ستر رکعتوں سے۔ (ابو یوسف)

(۵) دس چیزیں فطرت سے ہیں یعنی ان کا حکم ہر شریعت میں تھا۔ مونچھیں کترنا۔

داڑھی بڑھانا۔ مسواک کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ناخن تراشنا۔ انگلیوں کی چنٹیں دھونا۔ بغل کے بال دور کرنا۔ موئے زیر ناف مونڈنا۔ استنجا کرنا۔ کلی کرنا۔

## مسواک کے مسائل و فضائل

مسواک کے متعلق ذیل کی احادیث قابل ذکر ہیں۔

(۱) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَثَّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رات نبی کریم ﷺ کے پاس گزاری آپ نے (سوکر) اٹھ کر مسواک فرمائی۔

(۲) عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَلْتُهُ يَسْتَنْ بِسَوَالِثٍ بِيَدِهِ يَقُولُ أَعْ أَعْ وَالسَّوَالِثُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يَتَهَرَّاءُ۔ (بخاری)

ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے راوی ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا حضور ﷺ مسواک کر رہے تھے جو آپ کے ہاتھ میں تھی آپ اَع اَع کی آواز نکال رہے تھے اور مسواک آپ کے منہ میں تھی۔ گویا اَع کر رہے تھے۔

(۳) عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاَهُ بِالسَّوَالِثِ۔ (بخاری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ سوکراٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے رگڑتے۔ (صاف کرتے)

استننان کے معنی مسواک کرنے کے ہیں پتھر کے معنی تے کرنے کے ہیں



کم سے کم تین مرتبہ داہنے بائیں اوپر نیچے دانتوں میں مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھوئے مسواک نہ بہت نرم ہو نہ بہت سخت۔ پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کی کڑوی لکڑی کی ہو۔ چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو جائے۔ مسواک داہنے ہاتھ سے کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کر چھنگلیا مسواک کے نیچے اور پیچ کی تین انگلیاں اوپر انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مٹھی نہ باندھیں۔ دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے۔ لمبائی میں نہیں چت لیٹ کر مسواک نہ کرے پہلے داہنی جانب کے نیچے کے پھر بائیں جانب کے نیچے کے جب مسواک کرنا ہو تو اسے دھو لے۔ یونہی فارغ ہونے کے بعد دھو ڈالے اور زمین پر پڑی نہ چھوڑ دے بلکہ کھڑی رکھے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔ مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو اسے دفن کر دیا جائے یا کسی پاک جگہ رکھ دی جائے۔ گندگی میں نہ ڈالی جائے۔ احناف کے نزدیک مسواک سنت وضو ہے سنت نماز نہیں۔

### غسل کے فرائض اور اس کا طریقہ

ذیل میں غسل کے فرائض و مستحبات اور غسل کرنے کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔ جس پر غسل واجب ہے۔ اس کیلئے اشد ضروری ہے کہ وہ ان مسائل کا خیال رکھے ورنہ نہ غسل ہوگا اور نماز بھی درست نہ ہوگی۔

### غسل کے فرائض

اول کلی کرنا۔ یعنی منہ کے ہر پرزے گوشے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ غسل فرض میں جب تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ غسل فرض میں جب تک اس طرح کلی نہ کی جائے غسل نہ ہوگا۔ بعض لوگ صرف منہ میں تھوڑا سا پانی لے کر اگل دیتے ہیں اور پانی زبان کی جڑوں اور حلق کے کناروں تک نہیں پہنچتا۔ اس طرح

کلی کرنے سے غسل نہ ہوگا۔

دوم ناک میں پانی لینا۔ یعنی دونوں نچھنوں کی جہاں تک نرم جگہ ہے۔ دھلنا ضروری ہے۔ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھانا چاہیے۔ تاکہ بال برابر جگہ بھی دھلنے سے نہ رہ جائے ورنہ غسل ادا نہ ہوگا۔ نیز ناک کے اندر لے بالوں کا دھونا فرض ہے۔

سوم تمام ظاہر بدن پر پانی کا بہہ جانا۔ یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر پرزے رو نگٹے ہر بال پر پانی کا بہہ جانا ضروری ہے۔ صرف پانی کو بدن پر چڑھ لینے سے غسل ادا نہ ہوگا۔ واضح کہ تمام بدن کو دھونے اور اس پر پانی بہانے میں خاص احتیاط کی ضرورت ہے۔ مثلاً

(۱) بھوؤں، مونچھوں اور ڈاڑھی کے بالوں کا جڑ سے نوک تک اور نیچے کی کھال کا دھلنا، کان کا ہر پرزہ اور اس کے سوراخ کا منہ، ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ بے منہ اٹھائے نہ دھلے گا۔ بغلیں بے ہاتھ اٹھائے نہ دھلیں گی۔ بازو کا ہر پہلو پیٹھ کا ہر زرہ پیٹ کی بلیں اٹھا کر دھوئیں، ناف کو انگلی ڈال کر دھوئیں۔ جبکہ پانی بہنے میں شک ہو۔ جسم کے ہر روٹکا جڑ سے نوک تک، ران اور پیڑ کا جوڑ ران اور پنڈلی کا جوڑ جب بیٹھ کر نہائیں تو دونوں سرین کے ملنے کی جگہ کا دھونا کھڑے ہو کر نہانے میں رانوں کی گولائی۔ پنڈلیوں کی زیریں جوڑ تک ان کے نیچے کی جڑ تک۔ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔ اگر کھال چڑھ سکتی ہو تو چڑھا کر دھونا ضروری ہے اور کھال اندر پانی بہائے۔ اسی طرح مستورات کیلئے ڈھلکی ہوئی پستانوں کو اٹھا کر دھونا ضروری ہے۔ پستان و شکم کے جوڑ کی تحریر شرم گاہ کے خارج حصہ کا ہر گوشہ کو دھونا ضروری ہے۔

(۲) مرد کے سر کے بال اگر گندے ہوں تو اس کیلئے ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہانا ضروری ہے۔ اور عورت کیلئے بالوں کی جڑوں کو تر کر لینا ضروری ہے۔ کھولنا ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر چوٹی اتنی سخت بندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں



تو کھولنا ضروری ہے۔ کانوں کا سوراخ اور ناک کے سوراخ میں پانی گزارنا بھی ضروری ہے۔ اس تشریح سے مقصود یہ بتانا ہے کہ غسل فرض تب ادا ہوگا۔ جبکہ ظاہر بدن کے ہر حصے ہر بال پر ہر دو ٹکٹے پر پانی بہہ جائے۔

آیت اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا میں تمام بدن کو پاک کرنے کا حکم فرمایا۔ لہذا بدن کا وہ حصہ جہاں بغیر حرج کے پانی بہایا جاسکے، بہانا ضروری ہوا۔ اور جہاں پانی کا بہانا مشکل ہے۔ جیسے آنکھوں کے اندر تو وہ جگہ اس حکم میں داخل نہیں۔ منہ اور ناک میں بلا حرج پانی پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس لئے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے غسل جنابت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی کو واجب قرار دیا ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غسل جنابت میں بال برابر بھی جگہ بغیر دھوئے چھوڑ دے گا۔ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ حضرت فرماتے ہیں۔

فَمَنْ ثُمَّ عَادَ يَتْرُكُ رَأْسِي۔

اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے بالوں کے ساتھ دشمنی کی۔ یعنی ان کو منڈوا دیتا ہوں تاکہ غسل جنابت میں کسی بال کے سوکھے رہنے کا احتمال نہ رہے۔

۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جنبی کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھول گیا تو اس کو چاہیے۔

فَلْيُعِدِّ الْوَضُوءَ بِالْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِشْقِ۔ (دارقطنی)

کہ وضو میں ناک میں پانی لے لے اور کلی کرے۔

۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمَضْمَضَةُ وَالْإِسْتِشْقُ لِلْجُنُبِ فَرِيضَةٌ۔ (دارقطنی و بیہقی)

جنبی کیلئے غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا فرض ہے۔ (فرض علی)

۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول گیا۔ پھر اس نے نماز پڑھ لی۔

آپ نے جواب دیا۔

لَا يُعِيدُ الصَّلَاةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ جُنُبًا۔ (بیہقی)

نماز نہ لوٹائے، مگر وہ شخص جو جنبی تھا (یعنی جس نے غسل جنابت اور کو حصہ بدن دھلنے سے رہ گیا)

۶ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنْ تَحَتَّ كُلُّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٍ فَاعْتَسلُوا الشَّعْرَ وَانْقُوا لِبُشْرَةٍ۔

(ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ)

ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو غسل میں بالوں کو دھوؤ اور بدن کو خوب اچھی طرح دھوؤ۔

۷ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو غسل فرض میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھول جائے اور تو جنبی ہو۔

وَأَنْتَ جُنُبٌ فَأَعِدْ صَلَاتَكَ۔ (دارقطنی ج ۱)

اور نماز پڑھ لے تو یہ نماز دوبارہ پڑھ۔

۸ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک شخص بحضور نبوی حاضر ہوا۔

عرض کی میں نے غسل جنابت کیا اور فجر کی نماز پڑھ لی پھر مجھے معلوم ہوا کہ ناخن کے برابر جسم کے ایک مقام پر پانی نہیں بہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو بعد غسل اس جگہ پر۔

لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْكَ أَجْزَالَكَ۔

پانی بہا لیتا تو کافی تھا۔



(۹) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) کیا ہم غسل حیض و جنابت کیلئے گندھے ہوئے بالوں کو کھولیں۔ (فرمایا)

أَفَا نَقْضُهُ لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا۔ (مسلم)

فرمایا تمہارے لئے اس کی ضرورت نہیں۔

(۱۰) حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا (کہ عورتوں کیلئے یہ کافی ہے) کہ تیسرے پانی ڈالے اور خوب ملے۔

حَتَّى تَبْلُغَ شُعُورَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ۔ (مسلم شریف)

یہاں تک کہ پانی بالوں کو جڑوں تک پہنچ جائے پھر اس پر پانی بہائے۔

(۱۱) حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے لفظ یہ ہیں کہ جب عورت غسل جنابت کرے تو اس کیلئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے۔

وَلَكِنْ قَصَبُ الْمَاءِ عَلَى أَصْوَلِهِ وَتَبْلُهُ۔ (داری)

لیکن عورت کیلئے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا اور ان کو تر کرنا ضروری ہے۔

ان احادیث سے مذکورہ بالا مسائل پر روشنی پڑتی ہے اور امور ذیل کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔

(۱) غسل فرض میں کلی کرنا، تاک میں پانی لینا، جسم کے ہر حصہ پر پانی بہانا فرض

ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص غسل فرض میں کلی کرنا یا تاک میں پانی لینا بھول گیا یا جسم کا کوئی

حصہ خواہ وبال برابر ہی ہو۔ دھلنے سے رہ گیا۔ تو غسل نہ ہوگا۔ اس صورت میں از سر نو عمل کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہر چیز غسل میں ادا کرنا بھول گیا ہے۔ اس کو ادا کر لے۔

غسل پورا ہو جائے گا۔ مثلاً کلی کرنا بھول گیا تو اب کلی کر لے غسل صحیح ہو جائے گا۔ اگر بدن کا کوئی حصہ دھلنے سے رہ گیا اور نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی دوبارہ پڑھے۔ مثلاً کلی کرنا

بھول گیا اور نماز پڑھ لی تو اب کلی کر کے دوبارہ نماز پڑھے پورا غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو حصہ پانی بہنے سے رہ گیا ہے۔ اس پر پانی بہا دے غسل مکمل ہو جائے گا۔

### غسل کی سنتیں

۱۔ پہلے نیت کرے، پھر دونوں ہاتھ کٹوں تک دھوئے تین مرتبہ۔ پھر استنجے کی جگہ دھوئے۔ خواہ نجاست ہو یا نہ ہو، پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے۔ پھر نماز کا سا وضو کرے، مگر پاؤں نہ دھوئے۔ ہاں اگر چوکی یا تختے پر پتھر پر نہا رہا ہے تو پاؤں بھی دھو لے۔ پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چڑے۔ خصوصاً جاڑے میں۔ پھر تین مرتبہ داہنے موڑھے پر پھر تین مرتبہ سر پر اور تمام بدن پر پانی بہائے۔ اب غسل کی جگہ سے الگ ہو جائے۔ اگر وضو کرنے میں پاؤں نہ دھوئے تھے تو اب دھو لے۔ نہانے میں قبلہ رخ نہ ہو۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے۔ باپردہ نہائے۔ نہاتے وقت کسی قسم کا کلام نہ کرے۔ نہ کوئی دعا پڑھے۔ نہانے کے بعد بدن کو تولیہ سے پونچھنا جائز ہے۔





## جنبی اور بے وضو کے احکام و مسائل

(۱) غسل جنابت فی الفور واجب نہیں ہوتا۔ ہاں جب نماز کا ارادہ کر لے تو واجب ہے اسی طرح اتنی دیر ہوگئی کہ نماز کا آخری وقت آ گیا۔ تو اب فوراً نہانا فرض ہے البتہ نہانے میں تاخیر نہ کرنی چاہیے کہ حدیث میں فرمایا جس گھر میں جب ہو وہاں رحمت نہیں آتے۔

فصول بقراطی میں ہے کہ جنابت سے غسل نہ کرنا مرض برص (دفر) پیدا کرتا ہے اور بحالت حیض جماع کرنے سے جذام کا خطرہ ہے۔

(۲) مومن کے بدن پر جب تک کوئی حقیقی ظاہری نجاست مثلاً پاخانہ پیشاب وغیرہ نہ لگا ہو وہ نجس نہیں ہوتا اور اس معاملہ مرد و عورت کا فرمسلمان زندہ مردہ سب کا ایک حکم ہے۔

(۳) آدمی بے وضو ہو یا جنبی۔ یہ نجاست اس کی حکمی ہے۔ لہذا اس کا پسینہ لعاب دہن اور جھوٹا پاک ہے۔ جس پر غسل فرض ہے۔ اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے کیلئے تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر مجبوری ہو۔ جیسے ڈول اسی مسجد کے اندر ہے اور کوئی لانے والا نہیں ہے تو اس ضرورت سے تیمم کر کے جائے اور جلد سے جلد ڈول لے کر نکل آئے۔ اسی طرح مسجد میں سویا احتلام ہو گیا تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمم کر کے نکل آئے۔ تاخیر حرام ہے۔

(۴) جس کو نہانے کی ضرورت ہو (جنبی) اس کو مسجد میں جانا۔ طواف کرنا۔ قرآن کریم چھونا۔ اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے یا دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جائز ہے۔ جس پر حروف مقطعات ہوں یا ایسا تعویذ یا تختی پہننا جس پر آیات قرآن کریم ہوں حرام ہیں۔

(۵) جنبی کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ یونہی سلام کا جواب دینا اور تسبیح و تہلیل اور درود شریف پڑھنا بھی جائز ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھیں۔ صرف قرآن کریم کو دیکھنا اگرچہ حرف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور (زبان سے نہیں) بلکہ خیال میں پڑھے جائیں۔ حرج نہیں۔ جنبی اور بے وضو کو فقہ و تفسیر حدیث کی کتابوں کو چھنا مکروہ ہے۔ مگر جہاں کاغذ پر قرآن کریم کی آیت لکھی ہو۔ اس پر ہاتھ رکھنا حرام ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کو بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن کریم کا سا حکم ہے۔ جنبی کو قرآن کریم کی کتابت کرنا حرام ہے۔ یونہی بے وضو کو بھی کتابت قرآن کریم نہیں ہے۔

(۶) بے وضو شخص کو قرآن کریم کو ہاتھ لگائے بغیر پڑھنا۔ زبان یا اشارہ سے ذکر و اذکار درود شریف تسبیح و تہلیل درود وظائف میں مشغول رہنا سلام کا جواب دینا اور چھینک کے جواب میں الحمد للہ کہنا یا یرحمک اللہ سے جواب دینا یا اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ذکر و تسبیح درود شریف وغیرہ با وضو ہو کر پڑھے۔

(۷) جو شخص بے وضو ہے اس کو قرآن کریم یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے ہاں بغیر چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو حرج نہیں۔

## حیض و نفاس والی عورت کے احکام

(۱) حیض و نفاس والی عورت کا قرآن کریم کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ اگرچہ قرآن



کریم کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ ہی لگے یہ سب حرام ہے۔

(۲) اسی طرح کرتے کے دامن یا دوپٹے کے آٹھل سے یا کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو۔ قرآن کریم کو چھونا حرام ہے۔ ہاں جزدان میں قرآن کریم ہو تو اس جزدان کے چھونے میں حرج نہیں۔ یونہی رومال وغیرہ ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآن کریم کا تو جائز ہے اور کرتے کی آستین دوپٹے کا آٹھل یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا موٹھ سے پر ہے اور دوسرے کونے سے قرآن کریم کو چھونا اور اٹھانا حرام ہے۔ یہ چادر وغیرہ آدی کے تابع ہے۔ جیسے چولی قرآن کریم کے تابع ہے۔ حیض و نفاس والی عورت کو مسجد میں جانا۔ طواف کرنا۔ قرآن کریم کو دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ بنانا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگلی چھونا پھینا جس کے نگینہ پر حروف مقطعات لکھے ہوں حرام ہے۔

(۳) حائضہ و نفاس والی عورت کا پسینہ اور لعاب دہن اس کا جھوٹا پانی اور اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی وغیرہ پاک ہے۔

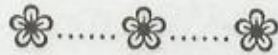
(۴) اپنی حائضہ بیوی کا نکیہ لگا کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

(۵) شوہر کو اپنی حائضہ بیوی سے مباشرت یعنی اس کے ساتھ سونا لینا اگرچہ ایک ہی لحاف میں ہوں اور بوس و کنار جائز ہے مگر جماع حرام ہے۔ ناف سے گھٹنے تک بدن سے انقطاع حرام ہے۔

(۶) یہ مباشرت بھی اس کو جائز ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھ سکے اور جماع نہ کر ڈالے۔

(۷) بحالت حیض جماع کرنا حرام و ناجائز ہے اور حرام جان کر کر لیا تو سخت گنہگار ہوا۔ تو بہ فرض ہے اور حلال جاننا کفر ہے۔

(۸) حیض وہ خون ہے جو عورت کو ماہوار آتا ہے اور نفاس وہ ہے جو بچہ کی پیدائش کے بعد آتا ہے۔ یہ خون ناپاک ہے اور حیض و نفاس والی عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ حالت حیض کی نمازیں معاف ہیں مگر پاک ہونے پر روز کی قضا واجب ہے۔





زمین پر جمالیتے ہیں اور دوسرا اٹھالیتے ہیں۔ یہ مکروہ تحریمہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ دوم یہ کہ عموماً دیکھا ہے کہ ذرا بخار نزلہ ہوا یا کوئی معمولی سی تکلیف ہوئی لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسے مریض ہوتے ہیں جو میٹریوں سے اترتے بھی ہیں۔ مسجد تک چل کر آتے ہیں۔ کوئی دوست مل جائے تو اس سے کھڑے کھڑے گفتگو بھی کر لیتے ہیں۔ مگر نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ اگر عصایا خام دیوار سے ٹیک لگا کر بھی کھڑا ہونے کی طاقت ہے تو تکبیر کھڑے ہو کر کہے پھر بیٹھ جائے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی دیر بھی کھڑے ہونے کی طاقت ہے کھڑے ہو کر ہی نماز پڑے۔ پھر جب طاقت نہ رہے بیٹھ جائے۔ (اس مسئلہ سے عوام بہت لاپرواہ ہیں)

### قرأت

مطلق قرآن پڑھنا نماز میں فرض ہے۔ (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھے کہ ہر حرف علیحدہ علیحدہ ہو جائے (۲) اور پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھے اور خود اس کا لفظ سن سکے۔ اب اگر اتنی ست آواز سے قرأت کی کہ خود بھی الفاظ قرآن نہ سن سکا تو نماز نہ ہوگی۔

### رکوع

رکوع کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا رکوع یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔ سر سرین کے بالکل مقابل آجائے اگر ادنیٰ درجہ کا رکوع نہ کیا نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ ذرا سا جھکتے ہی سجدہ میں آجاتے ہیں۔ ان کی نماز بالکل نہیں ہوتی۔

## نماز کے فرائض واجبات مکروہات و مفسدات

### نماز کے سات فرض ہیں

تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجدہ، قعدہ اخیرہ، خروج بھضہ نماز کے ان سات فرائض کی تفصیل سے تو آپ آگاہ ہیں۔ یہاں ہم صرف ان امور پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ جن سے نمازیوں کی اکثریت بے خبر رہ کر اپنی نمازوں کو برباد کر رہی ہے یا ان کی نمازیں مکروہ تحریمہ ہو رہی ہیں۔

### تکبیر تحریمہ

یعنی نماز کے شروع کرنے کیلئے اللہ اکبر کہنا۔ اس مسئلہ میں دو باتوں کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ اول یہ کہ مقتدی امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے۔ اگر پہلے کہہ لے گا تو نماز نہ ہوگی۔ دوم یہ کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا فرض۔ بعض لوگ امام کو رکوع میں پا کر تکبیر کہتے ہوئے فوراً رکوع میں چلے جاتے ہیں اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔

### قیام

کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔ یہاں بھی دو ضروری باتیں کیجئے۔ اول یہ کہ کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں پاؤں پر کھڑا ہو۔ بعض لوگ ایک پاؤں تو (۱) فرض نماز و سنت مکہ کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر عذر ہو تو اس کے مسائل آئندہ صفحات میں آ رہے ہیں۔ خوب غور سے پڑھیں۔



## سجدہ

سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ ناک اور پیشانی زمین پر جم جائے۔ اگر صرف پیشانی یا ناک کی نوک زمین پر رکھی جائے تو نماز نہ ہوگی۔ ایک بہت ضروری مسئلہ جس سے بڑے بڑے عالم فاضل بھی لاپرواہی برت رہے ہیں اپنی اور عوام کی نمازوں کو برباد کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سجدہ میں پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگ جانا شرط ہے۔ اور چھ انگلیوں کا پیٹ کا لگنا واجب اور دسوں کا سنت مؤکدہ ہے۔ اب اگر ایک انگلی کا پیٹ زمین سے نہ لگا نماز قطعاً نہ ہوگی اور اگر چھ انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگا۔ واجب چھوٹ گیا۔ نماز مکروہ تحریمہ ہوئی۔ دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اس مسئلہ کو عوام و خواص کی اکثریت بھول چکی ہے۔ احتیاط کیجئے۔

## سجدہ کے ضروری مسائل

سجدہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ زمین کی سختی ناک اور پیشانی کو محسوس ہو۔ اب اگر کسی نرم چیز گھاس، روئی، بردار، قالین پر سجدہ کیا اور پیشانی جم گئی۔ یعنی اتنی دبی کہ اب دوبارہ دبنے سے اور نہ دبے گی۔ سجدہ ہو گیا۔ ورنہ نہیں۔ ریل کی کمانی دار گدیوں پر سجدہ نہیں ہوتا۔ عمامہ کے بیچ پر سجدہ کیا کہ ماتھا خوب جم گیا۔ سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں۔ اسی طرح ایسی جگہ پر سجدہ نہیں ہو سکتا جو جگہ قدموں کی جگہ سے ۱۱۲ انگل سے زیادہ اونچی ہو۔

## قعدہ اخیرہ

یعنی نماز کی تمام رکعتوں کے بعد اتنی دیر بیٹھ جانا کہ پوری التحیات رسولہ تک پڑھ لی جائے فرض ہے۔

## خروج بھنعہ

یعنی اپنے کسی فعل کے ذریعہ نماز سے باہر آنا۔

## نماز کی شرطیں

نماز کی صحت کیلئے چھ شرطیں ہیں۔ جن کی ضروری تفصیل نظر ناظرین ہے۔ یاد رہے کہ جب تک ان شرائط پر عمل نہ ہوگا۔ نماز نہ ہوگی۔

(۱) طہارت نماز کی پہلی شرط ہے۔ یعنی نمازی کا بدن، کپڑے اور جس جگہ نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو۔

(۲) ستر عورت نماز کی دوسری شرط ہے۔ مرد کیلئے زیر ناف سے لے کر گھٹنوں تک اپنے بدن کو چھپانا ضروری ہے۔ ناف ستر میں داخل نہیں، گھٹنے داخل ہیں پھر یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ایسا باریک کپڑا جس سے بدن کا وہ حصہ جس کا نماز میں چھپانا ضروری ہے نظر آئے۔ ایسے کپڑے سے نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک تہبند یا ساڑھی پہن کر نماز پڑھتے ہیں جن سے گھٹنے اور ران چمکتی ہے۔ اس طرح نماز نہیں ہوتی۔

## عورتوں کیلئے

نماز میں عورتوں کیلئے ہاتھ، کلاڈا، پاؤں، ٹخنوں تک صرف چہرہ کی انگلی کے سوا تمام بدن کا چھپانا ضروری ہے۔ لٹکتے ہوئے بال، گردن، کان، یہ بھی چھپانے چاہئیں۔ اگر حالت نماز میں کان یا چوتھائی بازو یا کوئی عضو چوتھائی، بقدر ایک رکن (سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کی مقدار) کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی۔

## باریک دوپٹے

بعض عورتیں ایسا باریک دوپٹہ اوڑھتی ہیں جن سے بالوں کی سیاہی نظر آتی ہے



یا ایسے باریک کپڑے پہنتی ہیں جن سے اعضاء چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسے لباس سے ہرگز نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے عورتوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام جسم کو سوائے چہرے ہاتھ کلائی اور پاؤں کے ایسے کپڑے سے چھپائیں کہ بدن نظر نہ آئے۔

(۳) نماز کی تیسری شرط قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے۔

(۴) چوتھی شرط وقت ہے کہ صحیح وقت میں پڑھی جائے۔ لوگ عصر کی نماز بہت جلد پڑھ لیتے ہیں یا بعض بالکل قریب غروب آفتاب پڑھتے ہیں۔ اس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔

(۵) پانچویں شرط نیت ہے۔ نیت دل سے کر لینا کافی ہے۔ زبان سے لمبی چوڑی عبارت ادا کرنا ضروری نہیں ہے نیت کا مطلب یہ ہے کہ جب نمازی سے پوچھا جائے کہ کون سی نماز پڑھ رہے تو بلا تردد بتادے۔ ظہر کی عصر کی وغیرہ وغیرہ۔ ہاں زبان سے کہہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔



## واجبات نماز کا بیان

نماز میں کل ۳۳ واجب ہیں

- (۱) تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنا۔
- (۲) فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے سوا باقی نمازوں کی ہر رکعت میں الحمد پڑھنا۔
- (۳) سورۃ ملانا۔ قرآن کریم کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔
- (۴) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں اور واجب و سنت و نفل کی ہر رکعت میں الحمد پڑھنا اور ساتھ سورۃ ملانا۔
- (۵) الحمد سورۃ سے پہلے پڑھنا۔
- (۶) ہر رکعت میں سورۃ سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔
- (۷) الحمد اور سورۃ کے درمیان کچھ اور نہ پڑھنا۔
- (۸) قرأت کے فوراً بعد رکوع کرنا۔
- (۹) ایک سجدہ کے بعد بلا فصل دوسرا سجدہ کرنا۔
- (۱۰) تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر ٹھہرنا۔



- (۱۱) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔  
 (۱۲) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔  
 (۱۳) قعدہ اولیٰ اگرچہ نفل نماز ہو۔  
 (۱۴) فرض دو تروسن مؤکدہ میں قعدہ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ پڑھنا۔  
 (۱۵) دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا۔  
 (۱۶) سلام پھیرتے وقت لفظ السلام دو بار واجب ہے اور لفظ علیکم واجب نہیں ہے۔  
 (۱۷) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔  
 (۱۸) تکبیر قنوت۔  
 (۱۹) نماز عیدین کی چھ تکبیریں۔  
 (۲۰) نماز عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع۔  
 (۲۱) اور اس تکبیر کیلئے لفظ اللہ اکبر کہنا۔  
 (۲۲) ہر جہری نماز یعنی مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر جمعہ عیدین تراویح اور رمضان کے ترووں کی ہر رکعت میں امام کو بلند آواز سے قرأت کرنا۔  
 (۲۳) ظہر و عصر میں آہستہ پڑھنا۔  
 (۲۴) ہر واجب فرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔  
 (۲۵) ہر رکعت میں رکوع ایک ہی بار کرنا۔  
 (۲۶) سجدہ کا رکعت میں دو ہی بار کرنا۔  
 (۲۷) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔  
 (۲۸) چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا۔  
 (۲۹) آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدہ تلاوت کرنا۔

- (۳۰) سہو ہوا ہو تو سجدہ سہو کرنا۔  
 (۳۱) دو فرض یا دو واجب و فرض کے درمیان ایک تنبیح کے بقدر وقفہ نہ کرنا۔  
 (۳۲) جب امام قرأت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔  
 (۳۳) قرأت کے سوا تمام واجب میں امام کی پیروی کرنا۔ یہ کل ۳۳ واجب ہیں۔  
 ان میں سے اگر ایک بھی بھول کر ترک ہو گیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اگر سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو جائے گی۔ ورنہ نماز دہرانا واجب ہوگا۔

### سجدہ سہو کا طریقہ

یہ ہے کہ قعدہ اخیر التحیات عیدہ و رسولہ تک پڑھ کر صرف داہنی جانب سلام پھیرے اور فوراً دو سجدے جس طرح کہ سجدہ کرتے ہیں کرے پھر بیٹھ کر التحیات مع درود و دعا وغیرہ پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

### سنت مؤکدہ و وتر کی تعداد

فجر سے پہلے دو رکعت ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد تین وتر واجب ہیں۔

### جمعہ کی سنت مؤکدہ

نماز جمعہ سے قبل چار عدد سنت نماز جمعہ کے بعد چار رکعت پھر دو رکعت یعنی جمعہ کی کل سنت دس عدد ہیں۔ ان سنتوں کے ادا کرنے کی حضور ﷺ نے تاکید فرمائی ہے۔

### سنت مؤکدہ ادا کرنے کا طریقہ

چار رکعت یا دو رکعت کی نیت کر کے ہاتھ باندھ لے۔ ثناء اعوذ بسم اللہ اور الحمد



پڑھے اور اس کے بعد کوئی چھوٹی یا بڑی سورت پڑھے یا کم از کم تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو پڑھے۔ اس کے بعد حسب دستور رکوع و سجود کرے دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے۔

دوسری رکعت اب صرف بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف پڑھے اور سورت ملا۔ اور رکوع و سجدہ حسب دستور کر کے قعدہ اولیٰ کیلئے بیٹھے اور اس میں التحيات صرف عبدہ و رسولہ تک پڑھے اور بغیر تاخیر کئے تیسری کیلئے کھڑا ہو جائے اور حسب دستور قرأت و رکوع و سجدہ کر کے قعدہ اخیرہ کرے اور اس آخری قعدہ میں التحيات پورا پڑھ کر درود شریف و دعا وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر سنت مؤکدہ دو رکعتیں ہو تو دوسری رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ کرنا چاہیے اور اس قعدہ اخیرہ میں مکمل التحيات اور درود شریف اور دعا وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

### فرض نماز پڑھنے کا طریقہ

فرض نماز بھی مذکورہ بالا طریقہ ہی سے ادا کی جائے گی مگر فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف کے ساتھ سورت کا پڑھنا واجب ہے البتہ کسی نے فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف الحمد شریف یا تین مرتبہ سبحان کہہ کر رکوع کرے یا اتنی دیر خاموش رہ کر رکوع کر لے۔ تب بھی نماز پوری ہو جائے گی لیکن فرض نماز کی تیسری چوتھی رکعت میں صرف الحمد شریف کا پڑھنا افضل ہے اور الحمد شریف کے ساتھ سورت کا ملانا یا خاموش رہنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کسی نے فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ ملائی تو سجدہ سہولاً نہ ہوگا۔

### وتر، سنت مؤکدہ اور نفل نماز

کے متعلق یہ بات یاد رکھئے کہ وتر، سنت مؤکدہ اور محض نفل نماز کی ہر رکعت میں

الحمد شریف کے ساتھ کسی سورت یا آیت کا پڑھنا واجب ہے اگر ترک کرے گا تو سجدہ سہولاً نہ آئے گا۔

سنت غیر مؤکدہ چار رکعتوں کے بعد قعدہ میں بھی پوری التحيات اور درود و دعا وغیرہ کا پڑھنا ضروری ہے اور تیسری رکعت میں ثناء، تعوذ، بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔ ان مسائل کو خوب طرح ذہن نشین کر لیجئے۔

### فرض واجب آیت، سجدہ اور اقتدا کے مسائل

(۱) خوب یاد رکھئے۔ فرائض نماز میں سے اگر کوئی بھولے سے یا قصداً چھوٹ جائے تو نماز نہ ہوگی۔ دوبارہ پڑھنی ضروری ہے۔  
(۲) واجبات نماز میں سے اگر کوئی واجب قصداً چھوڑ دیا تو نماز دوبارہ پڑھنی ضروری ہے۔

(۳) اگر کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہولاً ضروری ہے۔ سجدہ سہو سے نماز درست ہو جائے گی۔

(۴) امام و مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو جس میں بیل گاڑی گذر سکے تو اقتداء صحیح نہیں، جمعہ و عید کے موقع پر عوام و خواص اس مسئلہ کا خیال نہیں رکھتے اور لوگوں کو عید و جمعہ کی نماز نہیں ہوتی۔

(۵) ایک نماز میں چند واجب ترک ہو جائیں تو سب کیلئے ایک سجدہ سہولاً کافی ہے۔  
(۶) واجب کی تاخیر، رکن کی تقدیم یا تاخیر یا واجب کو مکرر کرنا، واجب میں تغیر کرنے کی صورت میں بھی سجدہ سہولاً لینے درست ہو جائے گی۔ فرض کی تکرار سے بھی سجدہ سہولاً کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

(۷) نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں کر لینا واجب ہے۔ بیرون نماز نہیں ہو سکتا اور اگر قصداً نہ کیا تو گنہگار ہوا۔



نمازی کے آگے سے گزرنا

بہت سخت گناہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس برس تک کھڑے رہنے کو یا سو برس تک کھڑے رہنے کو یا زمین میں دفن جانے کو نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر جانتا۔

## مفسدات نماز

ذیل میں چندہ امور درج کئے جاتے ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔

✿ نماز میں قصد یا سہو یا غلط کلام کرنے یا زبان سے سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

✽ کسی کو چھینک آئی تو اس کے جواب میں نمازی نے یہ حکم اللہ کہا یا خوشی کی خبر سن کر نماز میں الحمد للہ کہا یا شیطان کا ذکر سن کر نماز میں اس پر لعنت بھیجی تو نماز فاسد ہوگئی۔

✽ مصلیٰ نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو قلمہ دیا۔ یا آہ، اوہ، اف، تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے زبان سے نکلے یا آواز سے رویا اور حرف پیدا ہوئے۔ ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی۔

فائدہ اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلتے تو حرج نہیں اسی طرح مریض کی زبان سے بے اختیار آہ-اوہ نکلی-چھینک کھانسی، جمائی اور دُکار میں جتنے حروف مجبوراً نہ نکلتے ہیں معاف ہیں یعنی ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔

✽ نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ قصد ایسا بھول کر۔ تھوڑا ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر محل بغیر چبائے نکل لیا یا کوئی قطرہ اس کے منہ میں گرا اور اس نے نکل لیا۔ نماز جاتی رہی۔

❁ دانتوں کے اندر کوئی چیز رہ گئی۔ اگر وہ چنے برابر ہے۔ اس کو نگل لیا۔ نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

✿ اگر نمازی کو کسی نے ایک دم بقدرتین قدم کے کھینچ لیا یا دھکیل دیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

عورت نماز میں تھی۔ مرد نے بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو ہاتھ لگایا تو نماز فاسد ہوگئی اور مرد نماز میں تھا اور عورت نے ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ جب تک مرد کو شہوت نہ ہو۔

✽ منہ کو قبلہ سے پھیرنا۔ پے در پے تین بال اپنے جسم کے کسی حصہ سے اکھیڑنا۔  
ایک رکن میں (مثلاً سجدہ یا رکوع یا قیام میں تین بار اس طرح کھجانا کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر کھجایا پھر ہاتھ اٹھالیا۔ پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹالیا۔ نماز فاسد ہوگئی۔

✿ اور اگر جسم کے ایک حصہ پر ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ کھجایا مگر ہاتھ اس حصہ جسم سے علیحدہ نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

✽ عمل کثیر سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عمل کثیر ہے۔

✽ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔ قرآن مجید کو دیکھ کر نماز میں پڑھنا، قرآن مجید ایسا قلم پڑھنا کہ جس سے معنی بدل جائیں۔ نماز فاسد ہو جائے گی۔

✽ نمازی کے آگے سے کسی کا گذرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت، کتنا ہو یا گدھا۔

نماز کے مکروہات تحریمہ

(۱) یہ ایک فرضی صورت ہے مقصود صرف مسئلہ بتانا ہے۔  
ذیل میں نماز کے بعض وہ مکروہات تحریر یہ لکھے جاتے ہیں جن کی وجہ سے نماز



مکروہ تحریمیہ ہوتی ہے اور نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔

(۱) کپڑے یا بدن یا ڈاڑھی کے ساتھ کھیلنا۔ کپڑا سمیٹنا۔ مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے کپڑا اٹھا لینا۔ اگرچہ گرد سے بچنے کیلئے کیا ہو اور بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ کپڑا لٹکانا مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔

(۲) رومال یا شمال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں۔ یہ مکروہ تحریمی ہے اور کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک مونڈھے پر ڈالا۔ اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے اور دوسرا پیٹ پر جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے تو یہ بھی مکروہ ہے۔

(۳) کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے مگر جس وقت کہ پورے طور پر وجہ سنت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے اور بچنا بہتر اور بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو واجب ہے اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔

(۴) کوئی آستین آدمی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی ہو۔ خواہ پیشتر سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی بہر صورت مکروہ تحریمی ہے۔ دامن سمیٹے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۵) انگلیاں چٹھانا، انگلیوں کی قینچی باندھنا، یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۶) کسر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی کسر پر ہاتھ نہ رکھنا چاہیے۔

(۷) نماز پڑھتے وقت ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادرا کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(۸) تشہد یا سجدوں کے درمیان میں کتے کی طرح بیٹھنا یعنی گھٹنوں کو سینہ سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۹) مرد کو سجدہ میں کلائیوں کو بچھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۰) کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ یونہی دوسرے شخص کو نماز پڑھنے والے کی طرف منہ کرنا جائز و گناہ ہے۔ یعنی اگر مصلیٰ کی جانب سے ہو تو کراہت مصلیٰ پر ہے۔ ورنہ اس پر۔

(۱۱) کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی بے ضرورت اس طرح کپڑے میں لپٹنا نہ چاہیے اور خطرہ کی جگہ سخت ممنوع ہے۔

(۱۲) اعنبر یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔ یونہی ناک اور منہ کو چھپانا اور بے ضرورت کھنکار نکالنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۳) نماز میں قصد اجماعی لینا مکروہ ہے اور خود آئے تو حرج نہیں مگر روکنا مستحب ہے مگر روکے سے نہ روکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رکنے کے تو دہانیا بائیں ہاتھ منہ پر رکھ دے یا آستین سے منہ چھپالے۔ قیام میں داہنے ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔

مسئلہ التاقرآن مجید پڑھنا کسی واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا۔ یونہی قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلا جانا۔ قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا یا رکوع میں قرأت ختم کرنا۔ امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔

✽ صرف پانچ جامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کرتہ یا چادر موجود ہے تو نماز مکروہ



تحریکی ہے اور جو دوسرا کپڑا نہیں تو معافی ہے۔

✽ امام کو کسی آنے والی کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اس کو پہچانتا ہو تو اس کی خاطر مد نظر ہو اور اگر نماز پر اس کی اعانت کیلئے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں۔

✽ جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر شامل ہو گیا پھر صف میں داخل ہوا یہ مکروہ تحریمی ہے۔

✽ زمین مقصوب یا پرانے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

✽ قبر کا سامنے ہونا۔ اگر مصلیٰ و قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔

✽ کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں اور ظاہر کراہت تحریم (بحر) بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔

✽ اٹلا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ظاہر تحریم یونہی انگر کے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا۔ اگر اس کے نیچے کرتہ وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی۔

### تصویر کے احکام

جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ یونہی نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق ہو یا محلِ جود میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ یونہی نمازی کے آگے یاد اپنے یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ پس پشت ہونا بھی مکروہ ہے۔ اگر چہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت تک ہے کہ تصویر

آگے پیچھے دانے بائیں معلق ہو یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو۔ اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں تو کراہت نہیں اگر تصویر غیر جاندار کی ہے۔ جیسے پہاڑ دریا وغیرہ کی تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ اگر تصویر ذلت کی جگہ ہو مثلاً جوتیاں اتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہیں یا نیکے پر کہ زنانوں وغیرہ کے نیچے رکھا جاتا ہو تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں نہ اس سے نماز میں کراہت آئے۔ جبکہ سجدہ اس پر نہ ہو۔ جس نکیہ پر تصویر ہو اسے دیوار وغیرہ پر نصب کرنا اعزاز تصویر میں داخل ہوگا اور اسی طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کر دے گا۔ اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ پر بدن پر تصویر ہو مگر کپڑوں سے چھپی ہو یا انگلی پر چھپی تصویر منقوش ہو یا آگے پیچھے یاد دہنے بائیں اوپر نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل نہ دکھائی دے یا پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔ سر بریدہ تصویر یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو۔ مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو اور اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر اور چہرہ کو کھریج دیا ہو یا دھوڑا لا ہو۔ کراہت نہیں۔ اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سراپنی جگہ پر لگا ہوا ہے۔ ہنوز جدا نہ ہوا تو بھی کراہت ہے۔ مثلاً کپڑے پر تصویر تھی۔ اس کی گردن پر سلائی کر دی کہ مثل طوق کے بن گئی۔

تصویر کے مٹانے میں صرف چہرہ کا مٹانا کراہت سے بچنے کیلئے کافی ہے۔ اگر آنکھ یا بھوڑا یا ہاتھ پاؤں جدا کر لئے گئے تو اس سے کراہت رفع نہ ہوگی۔

تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔ تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے مگر اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔ تصویر جب چھوٹی نہ ہو اور موضعِ اہانت میں نہ ہو اور اس پر پردہ نہ ہو تو اس حالت میں اس کے سبب نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ مگر سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت



میں ہے جب تصویر نمازی کے آگے قبلہ رو ہو پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو۔ اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر پھر وہ کہ پیچھے دیوار پر یا پردہ پر۔

### نماز میں قہقہہ کا حکم

نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ واضح ہو کہ تبسم میں آواز نہیں ہوتی جس کو مسکراتا کہتے ہیں اور خشک وہ ہنسنا ہے جس میں آواز ہوتی۔ مگر دوسرا نہیں سنتا۔ خشک سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور قہقہہ یہ ہے کہ ایسی آواز سے ہنسا جائے کہ خود بھی سنے اور ساتھی کو بھی آواز سنائی دے۔ قہقہہ سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے پھر چونکہ قہقہہ کا ناقص وضو کا ہونا خلاف قیاس ہے اور جو بات خلاف قیاس ہو وہ اپنے مود پر بند رہتی ہے۔ اس لئے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ نماز جس میں رکوع و سجود ہوتا ہے۔ اس میں اگر قہقہہ لگایا گیا تو نماز فاسد ہو گئی۔ اور وضو بھی جاتا رہے گا۔ پس اگر نماز جتنازہ یا سجدہ تلاوت یا خارج نماز میں قہقہہ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح نابالغ نے اپنی نماز میں قہقہہ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹے گا، مگر نماز فاسد ہو جائے گی۔ صاحب ہدایہ نے اس کو علی ماقیل کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق امام اعظم سے کوئی روایت نہیں ملتی۔

(۱) خلاصہ کلام یہ ہے کہ بالغ کا قہقہہ اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سنیں۔

(۲) اگر نماز کے اندر سوتے میں یا جتنازہ یا سجدہ تلاوت میں قہقہہ ہو تو وضو نہیں جائے گا مگر وہ نماز یا سجدہ فاسد ہوگا۔

(۳) اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا۔ پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہیں جائے گا۔ نماز جاتی رہے گی۔

(۴) اگر نماز میں مسکرایا کہ دانت نکلے مگر آواز بالکل نہیں پیدا ہوئی تو اس سے نہ

نماز جائے گی نہ وضو۔

### تشہد میں انگلی اٹھانا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جب لا پر پہنچیں تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھا کا سر اٹھا کر حلقہ بنا دیئے چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلیوں کو تفصیلی سے ملا دیجئے اور لا کے لفظ پر کلمہ کی انگلی اٹھائیے۔ (مگر اس کو حرکت نہ دیجئے) اور اِلا کے لفظ پر گرا دیجئے۔ اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لیجئے۔ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھانا مسنون ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ لَا إِلَهَ سِوَا اللَّهِ کی نفی ہوتی ہے تو زبان سے ابھی لَا إِلَهَ نہیں کہا کہ کلمہ کی انگلی اٹھا کر عمل سے ایک اللہ کے وجود کا ثبات کر دیا۔ کیا خبر کہ لَا إِلَهَ پر پہنچتے ہی جان نکل جائے اور زبان سے لَا إِلَهَ کہنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

### مسبقوق التحیات میں کلمہ شہادت کی تکرار کرے

مسبقوق وہ شخص ہے جو امام کے ایک یا دو یا تین رکعت پڑھ لینے کے بعد نماز میں شامل ہوا۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ جب امام قعدہ اخیرہ میں ہو (ظاہر ہے کہ امام التحیات اور درود و دعا پڑھ کر سلام پھیرے گا) تو مسبوق کو چاہیے کہ التحیات ٹھہر ٹھہر کر اس رفتار سے کہ امام جب پوری التحیات درود و دعا پڑھ کر سلام پھیرے تو یہ ابھی عہدہ درسلوٰۃ تک پہنچا ہو لیکن اگر ایسا نہ کر سکا، یعنی باوجود ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کے التحیات عہدہ درسلوٰۃ تک پڑھ لی ہے تو اب آگے نہ پڑھے۔ بلکہ کلمہ شہادت أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (امام کے سلام پھیرنے تک) بار بار پڑھتا رہے اور جب امام سلام پھیر دے تو کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کر لے۔ یہ اس لئے کہ فرض نماز کے درمیانی قعدہ میں صرف التحیات عہدہ درسلوٰۃ تک ہی پڑھی جاتی ہے اور یہ قعدہ (اگرچہ امام کا آخری قعدہ ہے مگر مسبوق کا درمیانی قعدہ ہی سمجھا جائے گا۔)



اقامت بیٹھ کر سنی جائے اور امام و مقتدی جی علی الفلاح پر کھڑے ہوں

عام طور پر روانہ پڑ گیا ہے کہ وقت اقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ یہ خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ مسنون یہ ہے کہ جب مکبر اقامت کہے تو امام و مقتدی سب بیٹھے رہیں اور جب جی علی الفلاح پر پہنچے تو اب کھڑے ہو جائیں۔ اس مسئلہ سے لوگ عموماً بے خبر ہیں یا لاپرواہی کرتے ہیں۔

فائدہ اذان کا جواب دینا واجب ہے لیکن جواب اقامت واجب نہیں مستحب ہے۔

### تعديل ارکان

یعنی رکوع۔ سجدہ۔ قومہ۔ جلسہ کے درمیان ایک بار سبحان اللہ کہنے کے مقدار ٹھہرنا واجب ہے۔ اسی کو تعديل ارکان کہتے ہیں۔ اس کے ترک پر نماز مکروہ تحریمہ ہوتی ہے۔ دوبارہ پڑھنی ضروری ہے۔

### سونے پیتل کی انگوٹھی

سونے پیتل تانبے لوہے کسی بھی دھات کی انگوٹھی ریشمی کپڑے چاندی سونے پیتل لوہے کے زنجیر دار بٹن پہن کر نماز پڑھنا مرد کیلئے مکروہ ہے۔ اگر بٹن چاندی سونے کے ہوں مگر زنجیر دار نہ ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مستورات کو چاندی سونے کے علاوہ کسی بھی دھات (پیتل، تانبا، لوہا، رولڈ گولڈ) کو زیور پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔ (مرد کیلئے چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی پہننا جائز ہے)

### احتیاط الظہر

احتیاطی ضروری ہے یا نہیں۔ جمعہ کی سنتیں کتنی ہیں تفصیل سے بتائیں۔

### جواب

(۱) ہمارے آئمہ کے مذہب پر جمعہ کی صحت و جوار کیلئے شہر شرط ہے اور شہر کی صحیح تعریف یہ وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی ایسا حاکم ہو جو ظالم سے ظلم کا بدلہ لے سکے اگرچہ نہ لیتا ہو۔ (فتیو) لہذا چھوٹے چھوٹے قریوں میں جمعہ نہیں۔ وہاں ظہر فرض ہے اور جماعت واجب اور جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔

اور جہاں جمعہ کی شرائط میں شبہ ہو۔ وہاں جمعہ ضرور پڑھیں اور جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاطی نیت سے کہ سب سے پچھلی ظہر جس کو پایا اور ان چاروں الحمد کے بعد سورت بھی ملائیں۔ یہ احتیاطی خواص پڑھیں۔ عوام بے سمجھوں کو اس کی حاجت نہیں۔ (۲) جمعہ کے دن چار سنتیں جمعہ سے پہلے پھر امام کے ساتھ دو فرض جمعہ پڑھیں پھر چھ سنت پھر چار رکعت ظہر احتیاطی پھر دو نفل بھی پڑھ لیں تو بہتر ہے۔

### نماز جنازہ فرض کفایہ ہے

نماز جنازہ میں فرض کفایہ کی نیت کی جائے یا فرض کی بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز پر حاضر ہو جائے تو فرض عین ہو باقی ہے۔ اس لئے فرض کفایہ نہ کہنا چاہیے۔

### جواب

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان مرد یا عورت نے بھی پڑھ لی۔ تو سب بری الذمہ ہو گئے۔ ورنہ جس کو خبر پہنچی اور اس نے نہ پڑھی گنہگار ہوا۔ نیت کے معنی پکا ارادہ کرنے کے ہیں۔ محض جاننا نیت نہیں۔ تا وقتیکہ ارادہ نہ ہو۔ (تویر) یعنی اگر دل سے اگر مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ جنازہ یا عصر نکلا ظہر ہو گئی۔ کیونکہ معتبر دل کا قصد و ارادہ ہے۔ زبان سے بھی نیت کے مطابق الفاظ کہنا



ہے واجب نہیں ہے۔ (در مختار رد المحتار)

### مختلف اہم سوالات

بدنامدانت پرسونے چاندی یا رولڈ گولڈ کا کور لگانا کیسا ہے؟ وضو یا غسل میں نقص آتا ہے یا نہیں؟

(۲) عشاء کی نماز میں وتر کے بعد نوافل یا قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ یا وتر سے قبل نوافل وغیرہ ادا کر کے آخر میں وتر پڑھنا ضروری ہے؟

(۳) کسی بد مذہب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اگر نماز فجر و عصر ایسے شخص کے پیچھے ادا کرے تو اسی وقت اعادہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) نماز میں بلا عذر کھنکار کیسا ہے؟ اگر کسی کو بھگم کی شکایت سے کھنکارنے کی عادت ہو تو اس کا عادت نماز کی حالت میں کھنکارنا کیسا ہے؟

(۵) گھر میں خاوند نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کی بیوی اسی مصلیٰ کے قریب نماز پڑھے تو کیسا ہے؟ یہ عورت اپنی نماز میں قرأت نہ کر کے خاوند کی قرأت کو سن لے تو نماز ہوگی یا نہ؟

(۶) دعا آہستہ کرنا افضل ہے۔ لیکن جماعت کے ساتھ امام کا زور سے دعا کرنا اور مقتدیوں کا زور سے آمین کہنا درست ہے یا ان کو آہستہ دعا و آمین کہنا افضل ہے؟

### جوابات

(۱) محض بدنمائی دور کرنے کیلئے کسی طرح کا خول دانت پر چڑھانا جائز ہے۔ غسل میں فرض ترک ہونے کا اندیشہ ہے اور وضو میں سنت لہذا نہیں چاہیے۔ ہاں اگر دانت درست نہ ہو یا درد کرتا ہو اس کے مضبوط کرنے کیلئے جائز ہے اور غسل وغیرہ میں اس کا علیحدہ کرنا ناممکن ہو تو نکالنا بھی ضروری نہیں۔

(۲) نوافل اور تمام قسم کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ صرف طلوع وغروب و استواء ان قوتوں میں مطلقاً نماز اور سجدہ ممنوع ہے اور صبح صادق سے طلوع شمس تک کوئی نفل جائز نہیں۔ قضا شدہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نیز عصر کے بعد سے غروب شمس تک کوئی نفل جائز نہیں۔ قضا میں پڑھ سکتے ہیں۔

(۳) بد مذہب کی مذہبی اگر حد کفر تک پہنچتی ہے تو نہ اس کی نماز اور نہ اس کے پیچھے جو نماز پڑھی وہ نماز ہوئی۔ اس کو دوبارہ پڑھنا فرض ہے اور اگر بد مذہبی حد کفر تک نہیں بلکہ گمراہی تک ہے تو وہ مکروہ تحریمہ ہے۔ اس کا اعادہ اسی وقت کر لینا چاہیے۔

(۴) بلا ضرورت کھنکارنا ایسا کہ دو حرف پیدا ہو جائیں۔ جیسے آہ تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر غرض صحیح یا کسی عذر معقول کی وجہ سے کھنکارتا ہے تو حرج نہیں اور محض عادتاً کھنکارنے میں نماز کے فاسد ہونے کا اندیشہ ہے۔ (در مختار رد المحتار)

(۵) اگر شوہر امام ہے تو عورت تنہا اس کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے اور محاذات عورت سے مرد کی نماز فاسد ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی اس کیلئے چند شرطیں ہیں۔

(۱) عورت مشتبہات ہو یعنی اس قابل ہو کہ اس سے جمع ہو سکے۔ اگر چہ نابالغہ ہو اور مشتبہات میں سن کا اعتبار نہیں۔ نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی۔ جب اس کا جشہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگر چہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ اس مسئلہ میں مشتبہات ہے۔ وہ عورت اگر اس کی زوجہ ہو یا خادما میں ہو جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۲) کوئی چیز انگلی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو۔ نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے۔ نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے عضو سے محاذی ہو۔



(۳) رکوع و سجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہوں۔ اگر نماز جنازہ محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۴) وہ نماز دونوں میں تحریرہ مشترکہ ہو۔ عورت نے اس کی اقتداء کی ہو یا دونوں نے کسی امام کی اگرچہ شروع سے شرکت نہ ہو تو اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہوگی۔ مگر وہ ہوگی۔

(۵) ادا میں مشترک ہو کہ اس میں مرد اس کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں۔ حقیقتاً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگرچہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے نہ حقیقتاً ہے نہ حکماً بلکہ وہ منفرد ہے۔

(۶) دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں۔ اگر جہت بدل جائے جیسے تاریک شب میں پتہ نہ چلتا ہو کہ ایک طرف امام کا منہ ہے اور دوسری طرف مقتدی کا یا کعبہ معظمہ میں پڑھے جہت بدلی ہو تو نماز ہو جائے گی۔

(۷) عورت عاقلہ ہو۔ مجنونہ کی محاذات میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۸) امام نے امامت زناں کی نیت کر لی ہو۔ اگرچہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر امامت زناں کی نیت نہ ہو تو عورت کی ہی فاسد ہوگی۔

(۹) اتنی دیر تک محاذات رہے کہ کامل رکن ہو جائے۔ یعنی بقدر میں تسبیح کے۔

(۱۰) دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں مرد عاقل بالغ ہو۔

(در مختار رد المحتار عالمگیری وغیرہ)

(۶) دعا آہستہ کہنی چاہیے۔ آمین بھی دعا ہے۔ لہذا آہستہ کہنی چاہیے۔ ادعو ربکم

تضرعاً وخفیہ۔

امام کیسا ہو؟

سوال امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کی ناجائز اور مکروہ اور سب سے بہتر امامت کس کی ہے۔

جواب

جو قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو صحیح نہ کرتا ہو یا ضرورت دین میں سے کسی ضروری امر کا منکر ہو۔ ان کے نماز باطل محض ہے اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو۔ ان کے پیچھے بکراہت شدید تحریرہ مکروہ ہے کہ انہیں امام بنانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جہنمی پڑھی ہوں سب کا پھر پڑھنا واجب اور انہیں کے قریب۔ فاسق معین مثلاً ڈاڑھی منڈایا خشکاشی رکھنے والا یا کتر واکر حد شرع سے کم کرنے والا یا سود خوار زانی شرابی وغیرہ۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور جو فاسق معلم نہیں یا قرآن عظیم میں ایسی غلطی کرتا ہے جو مفید صلوٰۃ نہیں یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا خوبصورت امر دیا جزائی مرض برص والا۔ غسل میت کا پیشہ کرے جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہیں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلاف اولیٰ ہے اور پڑھ لیس تو حرج نہیں اور یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زیادہ مسائل نماز و طہارت کا رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولیٰ ہے۔ بخلاف ان کے پہلی دو قسم والوں کے کہ اگرچہ عالم مجتہد ہی ہوں حکم کراہت رکھتا ہے۔ مگر جہاں جمعہ و عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی فاسق معین ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھنے چاہئیں۔ بخلاف قسم اول جو ضروریات دین کا منکر ہو نہ ان کی نماز نماز ہے۔ نہ ان کے پیچھے جمعہ نماز جائز بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امام نہ مل سکتا ہو تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض



ہے۔ جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ عوض نہیں۔

امام اسے رکھا جائے جو خفی المذہب، صحیح العقیدہ متبع سلف و صالحین صحیح الطہارت صحیح القراءة ہو۔ مسائل نماز و طہارت کا عالم ہو، غیر فاسق ہو۔ اس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب نہ ہو۔ جس سے لوگوں کو نفرت ہو۔

### چلتی گاڑی میں نماز کا حکم

لاری اور تیل گاڑی اور ریل میں نماز کس طرح ادا کی جائے۔ جب ریل وغیرہ میں نماز کا وقت آجائے تو کیا کیا جائے۔

### جواب

گاڑی کا جو آجانور پر رکھا ہو گاڑی رُکی ہو یا چلتی، اس کا حکم وہی ہے جو جانور پر نماز پڑھنے کا ہے۔ یعنی فرض واجب، سنت بلا عذر جائز نہیں۔ اور جو آجانور پر نہ ہو اور رُکی ہوئی ہو تو نماز جائز ہے۔ (رد مختار رد المحتار) یہ حکم اس گاڑی کا ہے جس کے دو پہیے ہوں۔ چار پہیوں والی جب رُکی ہو تو صرف جو آجانور پر ہوگا اور گاڑی زمین پر مستقر ہوگی، لہذا جب گاڑی ٹھہری ہوئی ہو اس پر نماز جائز ہوگی۔ جیسے تخت پر گاڑی اور سواری پر نماز پڑھنے کیلئے عذر یہ ہیں۔ مینہ برس رہا ہو۔ اس قدر کچھ ہو کہ اگر نماز اتر کر پڑھے تو منہ دھنس جائے گا یا کچھ میں سن جائے گا یا کپڑا بچھائے گا تو وہ بالکل تہتر جائے گا اور اس صورت میں سواری ہو تو کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے۔ ساتھی چلے جائیں گے یا سواری کا جانور شریر ہے کہ سوار ہونے میں دشواری ہوگی اور مددگار کی ضرورت ہوگی اور مددگار موجود نہیں یا بوڑھا ہے کہ بغیر مددگار کے اتر کر چڑھ نہ سکے گا اور مددگار موجود نہیں اور یہی حکم عورت کا ہے یا مرض میں زیادتی ہوگی۔ جان یا مال یا عورت کو ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔ (رد مختار رد المحتار)

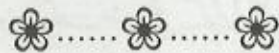
چلتی گاڑی پر بھی فرض واجب سنت و فجر نہیں ہو سکتے۔ اس کو جہاز یا کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی ریل گاڑی اور لاری ایسی نہیں یہ اختیاری ہے اور وہ غیر اختیاری اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بچ دریا کے ہو۔ کنارہ پر ہو اور خشکی پر آسکتی ہو تو اس پر بھی جائز نہیں، لہذا جب اسٹیشن پر یہ ریل گاڑی ٹھہرے اس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے، پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من جہۃ العباد کوئی شرط یا رکن مفقود ہو۔ اس کا یہی حکم ہے۔

### وضو کے بعد نفل

وضو کے بعد نفل اعضاء کو سوکھا کر پڑھیں یا تری رہنے دیں؟

### جواب

تحیۃ الوضو کو وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“ غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے بعد فرض نماز پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائیں گے۔





## نماز کے بعض اہم مسائل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

(۱) اِذَا اَبَدَا حَاجِبَ الشَّمْسِ فَاخْرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ وَ اِذَا اَغَابَ حَاجِبَ الشَّمْسِ فَاخْرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ۔ (مسلم شریف)

جب آفتاب کا کنارہ ظاہر ہو جائے تو نماز کو موقوف کر دو۔ یہاں تک کہ آفتاب پورا نکل آئے اور جب آفتاب کا کنارہ غروب ہو جائے تو بھی نماز پڑھو یہاں تک کہ پورا آفتاب غروب ہو جائے۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۲) فَاِذَا اَنْتَصَفَ النَّهَارُ فَاَقْصِرْ وَاَعْنِ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ۔ (بیہقی)

جب نصف النہار کا وقت ہو تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سورج زائل ہو جائے۔ واضح ہو کہ احناف کے نزدیک نماز فجر و عصر کے بعد نوافل ممنوع ہیں۔ لیکن عصر و فجر کے بعد قضا نماز اور نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ یعنی طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس کے درمیان سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں ہے۔ حتیٰ کہ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو بھی نماز فجر کے بعد نہ پڑھے۔ بلکہ جب سورج پورا نکل آئے تو ادا کرے۔ اسی طرح نماز عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہیں۔

## طلوع کے وقت مطلقاً نماز ناجائز ہے

طلوع و غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں ہے نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا حتیٰ کہ سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت بھی جائز نہیں ہے۔ طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے۔ جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے اور اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے۔ ڈوبنے تک غروب ہے۔ یہ وقت بھی ۲۰ منٹ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کے بیچے دو طرح کے لباس اور دو وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا:

لَهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔ (بخاری)

فجر کی نماز کے بعد جب تک سورج نہ نکلے اور عصر کے بعد جب تک سورج ڈوب نہ جائے۔

## فجر و عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا ممنوع ہیں

نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اسی طرح نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک نفل پڑھنا ممنوع ہیں۔ البتہ قضا نماز اگر کوئی ہو تو پڑھ سکتے ہیں۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، حسن بصری، سعید بن المسیب، علاء بن زیاد، حمید بن عبد الرحمن، امام نخعی اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔

(۲) علامہ بطلان نے فرمایا: فجر و عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنے کی ممانعت پر احادیث متواتر ہیں۔

حضرت فاروق اعظم و حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما ان لوگوں کو درے لگاتے



تھے جو فجر یا عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھتے اور صحابہ کرام میں سے کسی نے حضرت فاروقی اعظم یا حضرت خالد کے اس فعل پر اعتراض نہیں کیا۔

(۳) وہ جو بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل ادا فرمائے تو یہ حضور کے خصوصیات سے تھا۔ (یعنی ج ۲ ص ۵۹۰)

### اگر شمار رکعت میں شک ہو تو کیا کرے

واضح ہو کہ شک کے باب میں تین حدیثیں وارد ہیں۔

اول یہ کہ جب شک ہو تو از سر نو نماز پڑھے۔

دوم یہ کہ جب شک ہو تو تحرری کرے۔

سوم یہ کہ جب شک ہو تو یقین پر بنا کرے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں شک ہو کہ کتنی رکعت پڑھی ہیں۔ تین

یا چار تو۔

فلیطرح الشک ولین علی الیقین۔ (مسلم)

شک کو دور اور اس چیز پر عمل کرے جو یقینی ہے۔

✽ حضرت سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ نے ان تین حدیثوں میں جمع کی صورت یہ پیدا فرمائی۔

(۱) جس کو شمار رکعت میں شک ہو، مثلاً تین ہوئیں یا چار اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل منافی نماز کر کے توڑ دے اور اس نماز کو از سر نو پڑھے حدیث اول کا یہی مطلب ہے۔

(۲) اگر یہ شک پہلی بار نہیں بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے تو اگر گمان غالب کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے۔

### ترک واجب سے سجدہ سہولازم ہے

واجبات نماز میں سے کوئی واجب بھولے رہ جائے تو اس کی تلافی کیلئے سجدہ سہو واجب ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد دُنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشهد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

✽ اگر کسی نے چار رکعت پڑھ کر قعدہ آخرہ کر لیا۔ پھر پانچوں کیلئے کھڑا ہوا اور پانچوں رکعت پڑھ کر اس نے سلام پھیر دیا۔ پھر یاد آیا کہ پانچ پڑھی ہیں اور سجدہ سہو کر لیا (چھٹی رکعت اور نہیں پڑھی) فرض ادا ہو گئے۔ مگر پانچویں رکعت بوجہ ایک ہونے کے لغو ہو گئی۔ اس صورت میں یہ چاہیے کہ جب بقدر تشهد قعدہ آخرہ کر چکا ہے اور پانچویں کیلئے کھڑا ہو گیا ہے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا ہے تو ایک رکعت اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے تاکہ چار فرض اور دو نفل ہو جائیں اور پانچویں بوجہ ایک ہونے کے لغو نہ ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اذا شئت احدکم کہ جب تم میں سے کسی کو رکعتوں کے شمار میں ہو تو تحرری کرے۔

مثلاً یہ شک ہو کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو تین پر یقین ہوا، چوتھی میں شک ہے تو تین کو اختیار کرے اور چوتھی اور پڑھ لے یا مثلاً دو پڑھی ہیں یا تین، تو دو پر تو یقین ہے لہذا دو اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے۔

اور اگر گمان غالب نہ ہو تو کم کی جانب اختیار کرے۔ مثلاً تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے اور اگر دو اور تین میں شک ہو تو دو و علیٰ ہذا القیاس تیسری اور چوتھی دونوں میں قعدہ کرے کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدہ کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔ (حدیث سوم کا یہ مطلب ہے)

فائدہ گمان غالب کی صورت میں سجدہ سہو نہیں، مگر جبکہ سوچنے (تحرری) میں بقدر



ایک رکن کے وقفہ کیا ہو تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ نیز سجدہ سہو آخر صلوٰۃ میں کیا جائے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر دوران نماز میں کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی تلافی بھی ایک ہی سجدہ سے ہو جائے۔

### کن صورتوں میں نماز توڑ سکتا ہے

ابن بطال نے فرمایا کہ اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا جانور بھاگ جائے تو اس کو نماز توڑ دینا جائز ہے دوبارہ پڑھ لے۔  
(۲) اسی طرح اگر کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو یا کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر یا بچہ کنوئیں میں گرا چاہتا ہے۔ ان سب صورتوں میں نماز کو توڑ دینا واجب ہے۔ جبکہ ان کو بچانے پر قادر ہو۔ اسی طرح کوئی اچانک آفت آ جائے مثلاً شیر، بھیڑیا، اژدھا یا ندی چڑھ آئے، سیلاب آ جائے تو نماز کو توڑ دینا جائز ہے اور جان کا بچانا فرض ہے اور ان تمام صورتوں میں نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔

اگر بحالت نماز کسی کو اس کا چوپایا ایک یا دو قدم کھینچ لے یا دھکیل دے اور نمازی بھی اس کو روکنے کیلئے ایک یا دو قدم آگے پیچھے ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی لیکن اگر ایک دم بقدر تین قدم کے کھینچ لے یا دھکیل دے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔

وہ حدیث جس میں نماز کسوف پڑھنے کا ذکر ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بحالت نماز میں نے جنت کو دیکھا اور چاہا کہ جنت کے باغ سے ایک خوشہ توڑوں اسی لئے آگے بڑھا تھا اور جہنم کو دیکھا تھا اسی لئے پیچھے ہٹا تھا۔ جس سے واضح ہوا کہ بضرورت بحالت نماز کسی چیز کو اٹھانے یا توڑنے یا ایک دو قدم آگے پیچھے ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

فائدہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے بحالت نماز دوزخ کو دیکھا۔

رَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيْيٍ وَهُوَ الَّذِي سَبَّ السَّوْءَ أَتَيْتُ۔ (بخاری)  
اور میں نے جہنم میں عمرو بن لُحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر سائنڈ چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔

عمرو بن لُحی زمانہ جاہلیت کا ایک مشرک تھا۔ جس نے بتوں کے نام پر زندہ جانور چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔ مشرکین بتوں کے نام پر چھوڑے گئے جانور کو معظم سمجھتے تھے۔ اس کے آنے جانے کھانے پینے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ جہاں چاہے آئے جائے کھائے۔ اس پر بوجھ بھی لا دیا جاتا تھا۔ یہ وہی رسم ہے جو ہندوؤں میں آج تک موجود ہے۔

فائدہ بحالت نماز کبھی یا پھر کو پکڑ کر مسل دینا جائز ہے۔ بضرورت ایک یا دو ضرب سے سانپ یا بچھو کو مار دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

### استقبال قبلہ سے عاجز ہونے کی صورتیں

نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔ (البتہ اگر عذر شرعی ہے تو پھر استقبال قبلہ معاف ہے اور اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو مثلاً مریض ہے کہ اتنی طاقت نہیں کہ قبلہ کی طرف رخ کرے نہ وہاں کوئی ایسا ہے جو اس کو قبلہ کی طرف متوجہ کر دے یا اس کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے جس کے چوری ہو جانے کا صحیح اندیشہ ہے یا کشتی کے تختہ پر بہتا چلا جا رہا ہے اور صحیح اندیشہ ہے کہ اگر قبلہ کی طرف منہ کرے گا تو ڈوب جائے گا یا شریر جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا، مگر بے مددگار سوار نہ ہونے دے گا یا یہ ایسا بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہو سکے گا اور ایسا کوئی جو سوار کرادے۔ ان سب صورتوں میں جس رخ نماز پڑھ سکے پڑھ لے اور اعادہ بھی نہیں۔ ہاں اگر سواری کے روکنے پر



قادر ہو تو روک کر پڑھے اور ممکن ہو تو قبلہ کی طرف منہ کرے اور جیسے بھی ہو سکے پڑھے۔ چلتی کشتی میں نماز پڑھتے وقت بوقت تکبیر تحریرہ قبلہ کو منہ کرے اور جیسے جیسے وہ گھومتی جائے یہ بھی قبلہ کی طرف منہ پھیرتا جائے۔ اگر چہ نفل نماز ہو۔ (غنیۃ الطالبین)

اگر کوئی شخص قید میں ہے اور حکام جیل قبلہ کی طرف منہ نہیں کرنے دیتے تو جیسے بھی ہو سکے نماز پڑھ لے۔ مگر اس صورت میں جب موقع مل جائے وقت میں یا بعد میں اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

### سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے

احادیث سے واضح ہے کہ محمل، سواری اور گاڑی پر نفل مطلقاً جائز ہے۔ جبکہ تنہا پڑھے اور نفل جماعت پڑھنا چاہے تو اس کیلئے شرط یہ ہے کہ امام و مقتدی الگ الگ سواری پر نہ ہوں۔

بیرون شہر سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے۔ اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں بلکہ سواری جس رخ کو جا رہی ہو ادھر ہی منہ اور اگر ادھر منہ نہ ہو تو نماز جائز نہ ہوگی اور نماز شروع کرتے وقت بھی قبلہ کی طرف منہ ہونا شرط نہیں بلکہ سواری جدھر جا رہی ہو اسی طرف منہ ہو اور رکوع و سجود اشارے سے کرے اور سجدہ کا اشارہ بہ نسبت رکوع کے پست ہونا چاہیے۔ واضح ہو یہ حکم صرف نفل نماز کیلئے ہے۔

### نماز کیلئے ستر عورت شرط ہے اور اس کے ضروری مسائل

واضح ہو کہ صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں۔ طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ، وقت، نیت، تحریمہ حنفیہ، شافعیہ اور اکثر فقہاء و محدثین کے نزدیک ستر عورت ستر نماز سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ (بخاری)

ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو۔

زمانہ جاہلیت میں عورتیں نگلی ہو کر طواف کرتی تھیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تقریباً اس پر سب کا اتفاق ہے کہ زینت سے مراد کپڑے ہیں جن سے شرمگاہ وغیرہ ڈھکی رہے۔ اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو ستر عورت کیلئے کافی نہیں۔ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یونہی چادر یا دوپٹہ سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑھیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتے ہیں۔ ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا باریک کپڑا پہننا جس سے ستر نہ چھپ سکے۔ علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

(۱) نماز میں ستر کیلئے پاک کپڑے کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی اتنا نجس نہ ہو جس سے نماز نہ ہو سکے اور کپڑا اتنا دبیز ہونا چاہیے جس سے بدن نظر نہ آئے۔

(۲) مرد کیلئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ستر ہے۔ یعنی اس کا چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں، گھٹنے داخل ہیں۔ اور آزاد عورت کیلئے سارا بدن عورت ہے، سوائے منہ کی نگلی اور تھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے۔ سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلاںیاں بھی ستر عورت ہیں۔ ان کا چھپانا بھی ضروری ہے۔

(۳) جن اعضاء کا ستر فرض ہے ان میں سے کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا۔ نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپالیا۔ جب بھی نماز ہوگئی اور بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہا یا بالقصد کھولا۔ اگرچہ فوراً چھپالیا۔ نماز جاتی رہی۔ دوبارہ پڑھے۔

### عورتوں کیلئے نماز میں سارے بدن کو چھپانا فرض ہے

سوائے منہ کی نگلی اور تھیلیوں اور پاؤں کے سر کے لٹکے ہوئے بال اور گردن اور کلاںیاں بھی ستر عورت ہیں۔ ان کا چھپانا بھی فرض ہے اور کپڑا ایسا ہونا چاہیے جس



سے بدن کی رنگت نظر نہ آئے۔ اتنا بار یک کپڑا جس سے بدن چمکے یا ایسا بار یک دوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکے عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی نہ ہوگی۔ ہاں اگر اس بار یک کپڑے پر کوئی ایسا کپڑا پہن لے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے تو نماز ہو جائے ورنہ نہیں۔ بعض آثار اور اقوال فقہاء میں تصریح ہے کہ عورتیں تین کپڑوں یا دو کپڑوں (قمیض پانجامہ اوڑھنی) میں نماز پڑھیں۔ مگر یہ حکم احتجائی ہے اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جبکہ اس سے پورا ستر ہو جائے کافی ہے۔

### نماز فجر اجالے میں پڑھنا مستحب ہے

سیدنا امام مالک و امام شافعی و احمد و اسحاق رحمہم نے فرمایا۔ نماز فجر (غسل) اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔ لیکن یہ استدلال متعدد وجوہ سے درست نہیں۔ اوّل کوئی مرفوع قولی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں حضور ﷺ نے فجر اندھیرے (غسل) میں پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ اس کے برعکس کثیر مرفوع متصل صحیح حدیثوں میں حضور ﷺ نے فجر کی نماز (اسفار) اجالے میں پڑھنے کا حکم دیا۔ اور اسی کو باعث اجر کثیر قرار دیا۔

اس سلسلہ میں چند حدیثیں یہ ہیں۔

(۱) لا تنزال امتی علی الفطرة ما اسفروا بالفجر۔ (طبرانی عن ابو ہریرہ) میری امت اس وقت تک فطرہ پر رہے گی۔ جب تک فجر کی نماز اجالے میں پڑھے گی۔

(۲) اصبحوا الصلاة الصبح فانه اعظم لاجر۔ (نسائی ابن ماجہ)

فجر کی نماز روشن وقت میں پڑھو۔ کیونکہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔

اس مضمون کی حدیث کو ابو داؤد نے رافع بن خدیج سے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز ابن حبان، طبرانی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔

(۳) اسفروا بصلاة الصبح فانه اعظم لاجر۔ (بزار)

حضور ﷺ نے فرمایا فجر اسفار میں پڑھو۔ اس میں زیادہ ثواب ہے۔

(۴) يا بلال نَوِّزْ بِصلاة الصبح حتى يبصر القوم مواقع نبلهم۔

(ابوداؤد طیاسی طبرانی)

حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال! نماز فجر اتنے اجالے میں ادا کرو کہ لوگ تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیں۔

ان مضامین کی احادیث کو حسب ذیل صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔

حضرت بلال (بزار) حضرت انس (بزار) قتادہ بن نعمان (بزار) ابن مسعود

(طبرانی) ابو ہریرہ (ابن حبان) ابو ہریرہ و ابن عباس (طبرانی) ابودرداء (ابو اسحاق) رحمہم

حواء انصاریہ و کانت من المبايعات۔ (یعنی ج ۲ ص ۲۵۲ تا ۲۵۶)

یہ تمام قولی حدیثیں ہیں جن میں حضور ﷺ نے نماز فجر اجالے میں پڑھنے کا حکم دیا اور جب قولی و فعلی حدیث میں تعارض ہو تو قولی کو ترجیح دی جاتی ہے۔

دوم عامہ صحابہ کرام نماز فجر اجالے میں پڑھتے تھے۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی

اور اس میں سورۃ آل عمران پڑھی۔ فوالوا کادات الشمس تطلع۔ تو لوگوں نے کہا سورج نکلنے کے قریب ہے۔

(۲) حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے

ساتھ نماز پڑھتے فکان یسفر بصلوة الصبح تو آپ نماز فجر اجالے میں ادا کرتے تھے۔ (طحاوی شریف)

(۳) ابو عثمان نہدی سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے

نماز پڑھی تو جب آپ نے سلام پھیرا تو عقل والے لوگوں نے خیال کیا کہ



إِنَّ الشَّمْسَ طَلَعَتْ۔

سورج نکلا ہی چاہتا ہے۔ (نبیؐ)

(۳) علی ابن ربیعہ کہتے ہیں۔ میں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا۔

یا قنبر اسفر اسفر۔ (طحاوی)

اے قنبر اُجالا کرو۔ اُجالا کرو۔ (یعنی نماز فجر اُجالے میں پڑھی جائے)

✽ ان آثار سے واضح ہوتا ہے کہ عامہ صحابہ کرام نماز فجر اُجالے میں ادا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف متفق نہیں ہو سکتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ عمل اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ افضل یہی ہے کہ نماز فجر اُجالے میں پڑھی جائے اور علس اندھیرے میں پڑھنا گوجائز ہے مگر افضل نہیں۔ بلکہ امام طحاوی رضی اللہ عنہ نے ان آثار پر بحث کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جن احادیث میں نماز فجر اندھیرے میں نماز فجر اندھیرے میں ادا کرنے کا ذکر ہے وہ قوی حدیثوں سے منسوخ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کو اُجالے میں پڑھنے پر اتفاق ہے۔

✽ امام طحاوی نے ابراہیم نخعی سے باسناد صحیح روایت کیا۔

قال ما اجتمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على شيء كاجتماعهم على لتوير في الفجر۔

کہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کسی مسئلہ پر ایسے متفق نہ ہوئے جیسے نماز فجر کو اُجالے میں پڑھنے پر متفق ہوئے ہیں۔

غرضیکہ صحابہ کرام کا اتفاق بھی اس امر پر دال ہے کہ نماز فجر کو اُجالے میں پڑھنا افضل ہے۔

✽ واضح ہو کہ فجر کی نماز اندھیرے یا اُجالے میں پڑھنے کے متعلق جو اختلاف ہے وہ جواز و عدم جواز کا نہیں۔ یعنی اگر کسی نے نماز فجر (علس) اندھیرے میں ادا کی تو

یہ نہیں کہہ سکتے کہ نماز نہ ہوئی۔ کیونکہ علس میں پڑھنا بھی وقت ہی میں پڑھنا ہے۔ اختلاف محض بات میں ہے کہ نماز فجر کا جو وقت ہے اس کے بالکل اولین وقت (علس) میں نماز ادا کرنا افضل ہے یا اسفار میں۔

تو احادیث و آثار کے غائر مطالعہ کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فجر کے وقت کے اولین لمحہ میں نماز پڑھنا گوجائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ اسفار میں پڑھے۔ جیسا کہ احادیث قولیہ سے ثابت ہے۔

اور اسفار کا مطلب یہ ہے کہ اُجالا ہو، زمین روشن ہو جائے تو نماز شروع کرے۔ مگر ایسا وقت ہونا مستحب ہے کہ چالیس سے ساٹھ آیت تک ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے پھر سلام پھیرے تو اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کر کے ترتیل کے ساتھ چالیس سے ساٹھ آیت تک دوبارہ پڑھ سکے اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ طلوع آفتاب کا شک ہو جائے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔

### سنت مؤکدہ کے احکام اور تعداد

واضح ہو کہ سنتیں بعض مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی۔ اس کو بلا عذر ایک بار بھی ترک کرنا مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت بنالے تو فاسق ہے۔ سنت مؤکدہ کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔

✽ دوسری قسم غیر مؤکدہ ہے جس کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔ کبھی اس کو مستحب و مندوب بھی کہتے ہیں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ پڑھو تو ثواب ہے نہ پڑھو تو حرج نہیں۔ نیز (نفل) کا لفظ عام ہے۔ سنت پر بھی نفل کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

(۲) سنت مؤکدہ یہ ہیں۔ دو رکعت نماز فجر سے قبل چار ظہر سے پہلے دو بعد دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد اور چار جمعہ سے پہلے۔



ابوداؤد و نسائی و مسلم و ترمذی کی حدیثوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

مروی ہے۔

(۱) کان لا یدع اربعاً قبل الظهر۔

حضور ﷺ ظہر سے قبل کی چار سنتیں نہیں چھوڑتے تھے۔

(۲) کان یصلی فی بیتی قبل الظهر اربعاً۔

حضور ﷺ ظہر سے پہلے چار سنت میرے گھر میں ادا فرماتے تھے۔

(۳) اور حدیث میں روایت عاصم بن حمزہ بن علی رضی اللہ عنہ میں ہے

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رُكْعَتَيْنِ۔

کہ حضور اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور ظہر کے بعد دو رکعت سنت پڑھا کرتے تھے۔

✽ امام ترمذی نے فرمایا حدیث علی حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا اصحاب رسول سے اسی پر عمل ہے اور بعد کے لوگوں نے بھی اسی کو اختیار کیا کہ ظہر سے قبل چار اور بعد دو رکعت سنت پڑھی جائیں۔ (یعنی ج ۱ ص ۶۵۹)

(۴) جمعہ کے بعد حضور اکرم ﷺ سے دو رکعت اور چار رکعت پڑھنا مروی ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھے پھر دو۔

✽ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے جمعہ کے بعد نفل پڑھنا ہے تو قُلِّصَلِّ اربعاً تو چار رکعت پڑھے۔

✽ امام ترمذی نے فرمایا بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ بہر حال افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پھر دو رکعت سنت پڑھ لی جائیں۔

## نمازی کے آگے سے گزرناسخت گناہ ہے

واضح ہو کہ نمازی کے آگے سے گزرناسخت گناہ ہے۔ اس سلسلہ کی دو حدیثیں

یہ ہیں۔

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی نمازی کے آگے سے گزرنے کے گناہ کو جانتا

تو سو برس کھڑے رہنے کو ایک قدم چلنے سے بہتر جانتا۔ (ابن ماجہ)

(۲) کعب احبار نے فرمایا کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جانتا ہے کہ

اس پر کیا گناہ ہے تو پڑھنے جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ میدان اور بڑی مسجد (جیسے

شاہی مسجد لاہور، مین مسجد کراچی، مسجد وزیر خاں) میں نمازی کے قدم سے موضع سجود

تک گزرنانا جائز ہے۔ موضوع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی

طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے۔ اس کے درمیان سے گزرنے

جائز ہے اور مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار تک کہیں سے گزرنانا جائز نہیں۔

اگر نمازی سترہ قائم کر کے نماز پڑھ رہا ہے تو سترہ کے بعد سے گزرنے میں حرج نہیں۔

✽ نمازی کے سامنے سترہ نہیں اور کوئی شخص گزرنے چاہتا ہے یا سترہ ہے مگر وہ شخص

نمازی اور سترہ کے درمیان سے گزرنے چاہے تو نمازی کو رخصت ہے کہ اسے گزرنے

سے روکے اور گزرنے سے روکنے کے طریقے احتاف کے نزدیک حسب ذیل ہیں۔

(۱) اگر نماز جبری ہے تو زیادہ بلند آواز سے قرأت کر کے روکے اور اگر نماز میری

ہے تو ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے۔ یا سبحان اللہ کہہ کر منع کرے۔

✽ اور حدیث میں قتالہ کا لفظ بھی آیا ہے جو نمازی کے آگے سے گزرنے اس

سے لڑو۔ لیکن احتاف کے نزدیک یہ فعل قلبی پر محمول ہے۔ حسی پر نہیں۔

قتالہ کا مطلب یہ ہے کہ اشارہ یا تنبیہ وغیرہ سے بھی کوئی گزرنے سے باز نہ

آئے تو نمازی اپنے دل میں اس سے گزرنے کو سخت و شدید طور پر برا سمجھے یہ مطلب



نہیں ہے کہ اس سے ہاتھ پائی شروع یا اس کے کپڑے وغیرہ گھسیٹے۔

✽ نیز حضور ﷺ نے فرمایا۔ نمازی کے آگے سے گزرنے والا شیطان ہے یہ اس اعتبار سے کہ گزرنے والے نے شیطان کا سا کام کیا۔ کیونکہ شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ نمازی کی نماز میں خلل ڈالے۔

### نماز میں صفوں کو سیدھا رکھنا واجب ہے

نماز میں صفوں کو سیدھا رکھنا اور خوب مل کر کھڑا ہونا ضروری ہے۔ اس سلسلہ کی چند حدیثوں کے خلاصے یہ ہیں۔

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا صفوں کو برابر رکھنا تمام نماز سے ہے۔

(۲) جو صف کو ملائے گا اللہ اس کو ملائے گا اور جو صف کو قطع کرے گا اللہ اسے قطع کرے گا۔ (رواہ الحاکم علی شرط مسلم)

(۳) اگلی صفیں پوری کرو اور مل کر کھڑے ہو۔ ملائکہ بھی اپنے رب کے حضور اسی طرح صف باندھتے ہیں۔ (مسلم و ابوداؤد)

(۴) اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے جو صفوں کو ملاتے ہیں۔

(حاکم علی شرط مسلم)

(۵) جو صفوں کو ملائے اللہ اس کا درجہ بلند کرے گا اور جنت میں اس کیلئے گھر بنائے گا۔ (طبرانی و ابن ماجہ)

(۶) بوقت اقامت حضور اکرم ﷺ صف کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور مقتدیوں کے مونڈھے یا سینے پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے مختلف کھڑے نہ ہو کہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔

(۷) صفوں کو برابر کرو اور مونڈھوں کو مقابل کرو (طبرانی و احمد) معلوم ہوا کہ صفوں کو سیدھا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مونڈھے دوسرے شخص کے مونڈھے کے برابر ہوں۔

(۸) کشادگیوں کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔

(۹) حضور ﷺ صحابہ کی صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے تھے۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا:

اقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاضُوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي۔ (بخاری)

فرمایا صفوں کو برابر رکھو اور مل کر کھڑے ہو میں تم کو اپنی پیٹھ پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ تَرَاضُوا کے معنی تضاموا ورتلا صفوا کے ہیں۔ یعنی بعض کا بعض سے مل جانا۔ اس طرح کہ درمیان میں خلل نہ رہے۔ بنیان موصوص کے بھی یہی معنی ہیں۔

### لوگوں کی گردنیں پھاند کر اگلی صف میں جگہ بنانا ممنوع ہے

آداب مجلس میں سے یہ بھی ہے کہ جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جائے۔ کوند پھاند

کر لوگوں پر سے پھلانگ کر اگلی صف میں جا کر بیٹھنا یا جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اس کو

اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جانا ممنوع ہے۔ بلکہ سنن و مسانید میں اس فعل کی ممانعت پر

وعیدیں بھی آئی ہیں۔ اسی لئے بعض علماء نے اس فعل کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا اور یہ حکم

صرف جمعہ و عیدین کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ دیگر اجتماعات کیلئے بھی یہی حکم ہے۔

مسند امام احمد کی حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن امام کے آجانے کے بعد لوگوں

کی گردنیں پھاند کر آگے آ جاتا ہے اور دول کر بیٹھے ہوؤں میں جدائی ڈالتا ہے وہ دوزخ

میں اپنی آنتیں گھسیٹے گا۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ اس فعل کا مرتکب شخص جہنم کا پہل

بنے گا۔ ابن ماجہ میں ہے کہ ایک شخص نے دوران خطبہ لوگوں کی گردنیں پھاند کر آگے

بڑھنا چاہا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اجلس فقد اذيت۔

اپنی جگہ پر بیٹھ جا تو نے ایذا دی۔



اجتماعات میں لازم ہے کہ جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے۔ لوگوں کو تنگ کر کے آگے نہ بڑھے۔ یہ ہی حکم قاضی و حاکم کیلئے ہے۔ الا یہ کہ کسی ضرورت سے ایسا کرنا پڑے یا خطیب و امام ہو کہ اس کو مصلیٰ پر پہنچنا ہے یا کوئی ایسی شخصیت ہو کہ لوگ خود ہی اس کو اگلی صف میں بٹھانا چاہیں تو حرج نہیں۔

### فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کسی نفل کا پڑھنا جائز نہیں

حضور سید عالم نور محمد ﷺ نے ایک شخص دیکھا کہ نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد دو رکعت پڑھ رہا ہے۔ جب حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے اس شخص کو گھیر لیا اور حضور ﷺ نے فرمایا کیا صبح کی چار رکعتیں ہیں۔ (بخاری)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جماعت قائم ہو جانے کے بعد نفل کا شروع کرنا جائز نہیں اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ سنت فجر کے متعلق اختلاف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ و ابن سیرین و ابراہیم و عطاء و امام شافعی و احمد و اسحاق و ابو ثور کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز فجر کیلئے مسجد میں آیا اور جماعت کھڑی ہو گئی تو اب اس کو سنت فجر پڑھنا مکروہ ہے اور دلیل ان حضرات حدیث زیر بحث ہے۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی نے فرمایا کہ مذکورہ بالا صورت میں سنت فجر خارج مسجد ادا کرے جبکہ اسے یقین ہو کہ دوسری رکعت امام کے ساتھ پالے گا۔ امام اعظم رحمہ اللہ کا مذہب صرف اسی قدر ہے۔ کما فی الجامع الصغیر و البدائع۔

اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں مسجد کے دروازہ پر سنت فجر پڑھے۔ تاکہ سنت اور جماعت دونوں کی فضیلت حاصل ہو جائے۔ ذخیرہ محیط میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ سنت فجر گھر میں پڑھے اور اگر گھر میں نہیں پڑھی اور امام مسجد نماز فجر پڑھا رہا ہے تو مسجد کے دروازہ پر اگر کوئی جگہ قابل نماز ہو تو وہاں پڑھے۔

یہ بھی ممکن نہ ہو تو مسجد کے اندر کے حصہ میں جماعت ہو تو باہر کے حصہ میں

اور اگر باہر کے حصہ میں ہو تو اندر پڑھے۔ اور اگر اس مسجد میں باہر اندر درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے۔ تاکہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے۔

چنانچہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث زیر بحث کا مطلب یہ ہے کہ سنت فجر اور نماز فجر ایک جگہ نہ پڑھی جائے۔ بلکہ دونوں میں فصل کیا جائے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ ابن عباسؓ کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ سنت فجر پڑھ رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

لا تجعلوا هذه الصلوة لصلوة الظهر واجعلوا بينهما فصلا۔ اس سے واضح ہوا۔ سب کراہت یہی ہے کہ نفل و فرض دونوں ایک مقام پر پڑھے جائیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ خارج مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھنا مکروہ نہ ہو۔ چنانچہ حسب ذیل آثار سے امام طحاوی رحمہ اللہ کی تائید ہوتی ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب اقامت ہو جائے تو کوئی نماز جائز نہیں۔ اِلَّا رَكَعَتِي الْفَجْرِ۔ مگر فجر کی دو سنتیں۔ مگر امام بیہقی رحمہ اللہ نے اگرچہ خط کشیدہ استثنا کو بے اصل قرار دیا ہے اور اس کے راوی حجاج و عباد کو ضعیف کہا ہے۔ مگر علامہ عینی فرماتے ہیں کہ یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ میں نے ابن معین سے حجاج بن نصیر فسطی بصری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا وہ صدوق ہے اور ابن حبان نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور عباد بن کثیر صالحین سے ہیں۔ (عینی ج ۲ ص ۷۱۱)

(۲) ابو بکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں شعبی اور مسروق سے مروی ہیں کہ وہ مسجد میں ہوئے اور لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت مسروق نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ فصلاهما فی ناحیة المسجد ثم دخل مع القوم فی صلاتهم تو انہوں نے مسجد کے ایک کونہ میں سنت فجر پڑھیں اور پھر نماز میں شامل ہو گئے۔

(۳) حضرت سعید ابن جبیر مسجد میں آئے اور امام نماز فجر میں مشغول تھا۔ آپ نے



سنت فجر مسجد کے دروازہ پر پڑھیں۔ فصلی الر کعتین قبل ان یلج المسجد عند باب المسجد۔

(۴) ابی عثمان البندی رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص مسجد میں آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ اس نے مسجد کے دروازہ پر دو رکعت سنت فجر پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوا۔

(۵) مجاہد کہتے ہیں کہ جب تو مسجد میں داخل ہو اور نماز فجر ہو رہی ہو اور تو نے سنت فجر نہ پڑھی ہو فار کعہما وان ظنت ان الر کعة الاولیٰ تفوتک تو سنت فجر پڑھ لے اگرچہ تجھے فجر کی پہلی رکعت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

(۶) دبرہ کہتے ہیں میں نے ابن عمر کو اسی طرح کرتے دیکھا اور ابو داؤد کہتے ہیں کہ میں بھی ایسے ہی کرتا ہوں۔ ان تمام روایتوں کو زبیدی نے اتحاف میں ذکر کیا ہے۔

(۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور نماز فجر کی اقامت ہو چکی تھی۔ آپ نے ستون کی آڑ میں دو رکعت سنت فجر پڑھی اور اس وقت حضرت حذیفہ والی موئی بھی موجود تھے۔

(۸) ابن بطلال نے کہا اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب والی الدرداء و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(۹) حضرت ابن عمر کے متعلق ہے کہ وہ مسجد میں آئے امام فجر کی نماز پڑھا رہا تھا تو وہ حضرت حفصہ کے گھر میں داخل ہو گئے اور وہاں دو رکعت سنت فجر پڑھیں پھر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ (یعنی ج ۲ ص ۷۱)

✽ نیز صحیح ابن حزمیہ کی حدیث عن انس خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم جین اقیمت الصلوٰۃ فرای ناسبا یصلون رکعتین بالعجلۃ فقال اصلا تان معاً؟ فنهی ان تصليا فی المسجد اذا اقیمت الصلوٰۃ۔ اس میں

تصریح ہے کہ نبی مقصر علی المسجد ہے اور سنت فجر کی تخصیص کو مزید قوت ان احادیث سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت فجر کے پڑھنے کی تاکید فرمائی اور یہاں تک فرمایا کہ اگر تمہیں گھوڑوں کے پاؤں تلے روندے جانے کا خطرہ بھی ہو تو بھی سنت فجر کو نہ چھوڑو۔

### سنت فجر کی اہمیت اور اس کے بعض ضروری مسائل

متعدد حدیثوں سے سنت فجر کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیہا۔ (مسلم)

فجر کی آیتیں دنیا اور آخرت کی تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔

(۲) لهما أحب من الدنیا جمعياً۔ (مسلم)

یہ دونوں رکعتیں ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

(۳) لَا تَدْعُوا رَکْعَی الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ۔ (ابوداؤد)

فجر کی سنتیں نہ چھوڑو۔ اگرچہ گھوڑے سوار تم کو پامال کر دیں۔

(۴) آیت قرآنی وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ النُّجُوم کی تفسیر میں ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے۔

قال الر کعتان قبل الفجر۔ (ترمذی)

یعنی آیت میں سنت فجر مراد ہیں۔

(۵) حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں صبح کی نماز کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے

گیا اور عرض کی۔

اصبحت جدّاً۔ حضور آج بہت دیر ہو گئی ہے تشریف لائیے آپ نے فرمایا:

لو اصبحت اکثر مما اصبحت لر کعتہما۔ (ابوداؤد یعنی ج ۳ ص ۶۴۲)



اگر اس سے بھی زیادہ دیر ہو جاتی تو میں سنتیں پڑھے بغیر نہ آتا۔

(۱) ان حدیثوں سے سنتیں فجر کی اشرفیت و اہمیت واضح ہوتی ہے۔ انہیں احادیث سے حنفیہ نے یہ استدلال کیا کہ اگر کوئی ایسے وقت میں پہنچے کہ نماز فجر کیلئے امام کھڑا ہو گیا ہو اور یہ خیال ہو کہ سنت فجر پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی۔ اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہو سکے گا تو سنت فجر پڑھ لے اور اگر فرض کی جماعت فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو نہ پڑھے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔

(۲) واضح رہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کسی نفل کا پڑھنا جائز نہیں البتہ سنت فجر پڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ سنت فجر تمام سنتوں سے قوی تر ہے۔ حتیٰ کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف وجوب کی نسبت غلط ہے۔ (کما صرح بہ صاحب التوضیح) اور سنت فجر کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہ یا براہ جہل ہو تو خوف کفر ہے اور اگر دانستہ بلاشبہ انکار کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ لہذا فجر کی سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر اور نہ چلتی گاڑی پر۔ ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے۔ (رد المحتار و عینی)

(۳) سنن مؤکدہ میں سب سے زیادہ قوی تر سنت فجر ہے۔ اس کے بعد مغرب کی دو سنتیں پھر ظہر کے بعد کی دو پھر عشاء کے بعد کی دو پھر ظہر سے پہلے چار سنتیں کا مرتبہ ہے۔ کیونکہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا جو انہیں ترک کرے گا اس کو میری شفاعت نہ پہنچے گی۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۴) اگر فرض پڑھ لئے اور سنت فجر قضا ہو گئیں تو اب سنتوں کی قضا نہیں۔ البتہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔ (غیتہ)

(۵) واضح ہو کہ سنت فجر جب قضا ہو جائے تو ان کو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا بالاتفاق منوع ہے آج کل اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے پڑھنا

ہو تو آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔

(۶) فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے۔ ورنہ نہیں علاوہ سنت فجر کے اور سنتیں قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں ہے۔ (رد المحتار)

### قنوت فی الفجر منسوخ ہے

متعدد حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی ضرور ہے مگر پھر اس کو ترک فرما دیا۔ لہذا جب ترک فرما دیا پھر قنوت پڑھنے کا جواز کہاں رہا۔

نماز فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھنے کے متعلق حدیث انس سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جس کو امام عبدالرزاق نے اپنے مصنف ابو جعفر رازی سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے نماز فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھی ہے۔ حتیٰ فارق الدنیا۔ حتیٰ کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ قنوت منسوخ نہیں ہوئی بلکہ اس پر تو حضور ﷺ نے اپنی حیات اقدس کے آخری لمحات عمل کیا۔ لیکن اس کے متعدد معقول جواب ہیں۔ اولاً یہ کہ حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قنوت نازلہ صرف ایک ماہ تک پڑھی پھر اس کو ترک فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ مصنف کی حدیث یقیناً فی الفجر حتیٰ فارق الدنیا کے جواظ ہیں ان میں قنوت سے قنوت نازلہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ طول قیام و قرأت مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قنوت کا اطلاق متعدد معانی پر آتا ہے اگر یہ مراد نہ ہو تو پھر دونوں حدیثوں میں تعارض ہوگا۔ ثانیاً مصنف کی حدیث کے ایک راوی اباجعفر رازی ہیں جن کا نام عیسیٰ بن ہامان ہے ان کے متعلق ابن المدینی، ابن حبان، یحییٰ، امام (۱) واضح ہو کہ قنوت کا اطلاق متعدد معانی پر آتا ہے۔ اطلاعت۔ قیام۔ خشوع و خضوع۔ سکوت۔ جیسے ان آیات میں یا مریم اقمی۔ قوم اللہ قانتین۔ کل لہ قانتون۔ من یقنت منکن۔ ان ابراہیم کان امة قانتا للہ حنیفا۔ ام من هو قانت اناء اللیل۔ اور حدیث میں آیا۔ افضل الصلاة طول القنوت۔



احمد ابو ذرؓ نے بہت کچھ کلام کیا ہے اور ابن جوزی نے کہا۔ هذا حديث لا يصح لهذا قابل استدلال نہیں ہے۔

علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضور ﷺ کبھی صبح کی نماز میں اور کبھی مغرب کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ حتیٰ نزل ليس لك من الاثنى فترك في الصبح۔ حتیٰ کہ آیت لیس لک نازل ہوئی۔ تو آپ نے باقی نمازوں میں تو قنوت کو ترک کر دیا، مگر نماز فجر میں جاری رکھا لیکن سوال یہ ہے کہ نماز میں قنوت کو جاری رکھنے پر کوئی دلیل ہے؟

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صرف ایک ماہ قبیلہ زعل و زکوان پر قنوت پڑھی۔ پھر جب آپ ان پر غالب آ گئے تو آپ۔ فلما ظهر عليهما تلك القنوت۔ (طحاوی) نے قنوت پڑھنا چھوڑ دی۔

✽ حضرت ابن مسعود بھی اپنی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ صرف وتروں میں پڑھتے تھے۔ (طحاوی ج ۱ ص ۱۳۹ و مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۶)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر جنہوں نے قنوت نازلہ کے پڑھے جانے کو روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب آیت لیس لک من الامر نازل ہوئی تو قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر بھی حضور ﷺ کے وصال کے بعد قنوت نہیں پڑھتے تھے اور جو پڑھتا تو اس پر اعتراض کرتے تھے۔ (طحاوی)

(۳) حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ ان الله عز وجل نسخ ذالك بقوله ليس لك من الامر شيء۔ (یعنی ج ۳ ص ۴۲۵)

آیت لیس من الامر کو نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے قنوت کو منسوخ فرمادیا۔

(۴) نیز حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔

لم يقنت رسول الله صلى الله عليه وسلم في الفجر الا شهراً۔ (فتح القدیر باب الوتر)

حضور اکرم ﷺ نے نماز فجر میں ہرگز قنوت نہیں پڑھی مگر ایک ماہ۔ ان تمام حدیثوں سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ نے نماز فجر میں قنوت کو ترک کر دیا تھا۔ اس حدیث میں تو نماز فجر کی تصریح بھی ہے کہ حضور ﷺ نے نماز فجر میں قنوت صرف ایک ماہ تک پڑھی۔ معلوم ہوا کہ نماز فجر میں بھی قنوت مشروع نہیں ہے اور علامہ کرمانی کا یہ فرمانا کہ نماز فجر میں قنوت جاری رہی۔ غلط ہے۔

✽ چنانچہ حضرت ابن عباس، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، ابن زبیر، سعید بن جبیر، حضرت عمر ایہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نماز فجر میں قنوت کو منسوخ ہی جانتے تھے اور نہیں پڑھتے تھے۔ (یعنی ج ۳ ص ۴۲۷)

### خلاصہ حدیث

(۱) حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھی۔

(نسائی ج ۱ ص ۴۲۷)

(۲) سالم کے والد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی تو اس پر آیت لیس لک من الامر نازل ہوئی۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۶۴)

(۳) حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قنوت کو ترک فرمادیا۔

(نسائی ج ۱ ص ۲۱۱ مسند ابوداؤد و طیالسی ج ۸ ص ۲۷۰)

(۴) حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدین میں سے کسی نے بھی فرض نمازوں میں قنوت نازلہ نہیں پڑھی۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۶۴ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۶)

(۵) حضرت ابن عمر نے فرمایا امام کا سورۃ سے فارغ ہونے کے بعد تمہارا قنوت



پڑھنے کیلئے قیام کرنا اور نماز میں رفع یدین کرنا دونوں بدعت ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۶)

(۶) حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ان القنوت فی صلوٰۃ الصبح بدعة۔ نماز فجر میں قنوت پڑھنا بدعت ہے۔ (دارقطنی ص ۱۷۹)

یہ اور صفحات گذشتہ پر جو احادیث ہم نے ذکر کیں ان سے واضح ہو گیا کہ قنوت نازلہ کا نماز فجر میں پڑھنا بھی منسوخ ہے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قنوت فی الفجر کو بدعت قرار دیا۔

جب بیر معونہ پر ستر صحابہ کرام کو جو قاری تھے شہید کر دیا گیا تھا حضور ﷺ نے ان کو کفار پر بددعا فرماتے ہوئے قنوت نازلہ (یعنی آفت و مصیبت کے وقت کی دعا) پڑھی تھی۔

### قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہے

حدیث میں یسیرا کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں کچھ دن۔ دوسری حدیث میں ابہام کی وضاحت موجود ہے کہ آپ نے قنوت نازلہ صرف ایک مہینہ پڑھی تھی۔ چنانچہ روایت ابوداؤد میں حضرت انس ہی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ماہ تک قنوت شہر ائمتہ ترکہ قنوت پڑھی تھی اس کے بعد ترک فرمادی۔

علامہ خطابی نے کہا تو کہہ کہ ترکہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے چار نمازوں میں قنوت نازلہ کو ترک کر دیا۔ و لم یترکہ فی صلوٰۃ الفجر۔ یعنی نماز فجر میں قنوت کو ترک نہیں کیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ نماز فجر کی تخصیص بلا دلیل ہے۔ کیونکہ ترکہ کی ضمیر اسی قنوت کی طرف راجع ہے جس پر لفظ قنوت دال ہے اور یہ عام ہے جمیع القنوت الذی کان فی الصوت کو شامل ہے۔ لہذا جب تک فجر کی تخصیص پر کوئی دلیل نہ قائم ہو۔ اس وقت تک تخصیص فجر محکم محض ہے۔ غرضیکہ ترک کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ

حضور ﷺ نے نماز پنجگانہ میں قنوت نازلہ کو پڑھنا ترک فرمادیا تھا اور ترک بعد از عمل نسخ ہوتا ہے لہذا قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہوا۔

### نفل شروع کرنے واجب ہو جاتے ہیں

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نفلی روزہ یا نماز شروع کرنے سے اس کا اتمام واجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں ”لا تبطلوا اعمالکم۔ اپنے اعمال کو باطل نہ کرو لہذا فرض کے علاوہ کسی نے نفل شروع کر لئے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے اور اگر اس نے نفلی روزہ شروع کر کے توڑ دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔

چنانچہ مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے صبح کی ہم نفلی روز سے تھیں کہ اتنے میں ایک بکری بطور ہدیہ ہمیں دی گئی تو ہم نے روزہ افطار کر لیا اور بکری کا گوشت کھایا۔ حضور اکرم ﷺ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا:

صَوْمًا يَوْمَ مَكَانِهِ۔ (احمد)

تم دونوں اس روزہ کی جگہ ایک روزہ رکھو۔

نیز دارقطنی میں ہے کہ حضرت جویریہ نے نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ اس کی قضا کرو۔ اس سے واضح ہو گیا کہ نفلی روزہ شروع کرنے سے اس کا اتمام واجب ہوتا ہے اور اگر کسی وجہ سے اس کو فاسد کر دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔ جن احادیث میں یہ آیا ہے کہ حضور ﷺ نے نفلی روزہ رکھ کر افطار فرمالیا۔ اس سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ نفلی روزہ رکھ کر کسی عذر معقول کی وجہ سے اس کو افطار کر لینا جائز ہے۔ مگر جب افطار کر لیا تو اس کی قضا واجب ہے۔ واضح ہو کہ نفلی روزہ رکھ کر اس کو کسی عذر معقول کی وجہ سے توڑ دینا جائز ہے۔ گناہ نہیں ہے البتہ اس کی قضا ضروری ہو جاتی ہے۔



## ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھی جائے

واضح ہو کہ ظہر کا وقت ڈھلنے سے اس وقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دوچند ہو جائے۔ سردیوں میں نماز ظہر جلدی پڑھنا اول وقت میں پڑھنا اور گرمیوں میں کچھ تاخیر سے پڑھنا کہ دوپہر کی تیزی کم ہو جائے، مستحب ہے۔ جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے واضح ہے۔ اسی طرح نماز جمعہ کا وقت بھی ظہر ہی کا وقت ہے۔ لہذا گرمیوں میں جمعہ بھی ظہر کی طرح تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ اور اول وقت میں پڑھنا خلاف سنت ہے اور حکمت اس میں یہ ہے۔ گرمیوں میں تاخیر سے ظہر پڑھنے میں ایک تو لوگوں کو آرام ملتا ہے۔ دوسرے سنت قیلولہ سے محرومی نہیں ہوتی۔ تیسرے تکفیل جماعت نہیں۔ اگر گرمیوں میں ظہر اول وقت یعنی سورج ڈھلنے کے فوراً بعد پڑھ لی جائے تو اس طرح سخت دھوپ اور لو میں مسجد میں آنا تکلیف کا باعث ہوگا۔ خصوصاً گرم ممالک میں اور وہاں جہاں مسجد دور ہو۔ اس کے علاوہ عام طور پر گرمیوں میں لوگ کھانا کھا کر سو جاتے ہیں جو سنت بھی ہے اور اول وقت پڑھنے سے لوگ سنت قیلولہ سے محروم ہو جائیں گے اور آرام کے وقت انہیں مسجد میں آنا بھی گراں ہوگا۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھتے۔

وَإِذَا كَانَ الْبُرْدُ عَجَلًا۔ (نسائی)

اور جب سردی ہوتی تو جلدی پڑھ لیتے۔

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ سردیوں میں ظہر کی نماز جلدی پڑھتے اور

يَعَجِّلُهَا فِي الْبُشْتَاءِ وَيُؤَخِّرُهَا فِي الصَّيْفِ۔

گرمیوں میں تاخیر سے پڑھتے۔ (طحاوی)

## سترہ کے مسائل

(۱) ہاتھ میں کوئی ایسا آلہ رکھنا (خصوصاً سفر میں) جس سے دشمن کو دفع کر سکے مستحب ہے۔

(۲) امام و منفرد صحرائیں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو مستحب ہے کہ سترہ گاڑیں۔

(۳) امام کا سترہ مقتدی کیلئے بھی کافی ہے۔ مقتدی کو جدید سترہ کی ضرورت نہیں۔

اور سترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو یا زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ سترہ نزدیک ہونا چاہیے۔ سترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہوں بلکہ دابنے یا بانیں بھوں کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔ اگر سترہ نصب کرنا ناممکن ہو تو کوئی چیز آڑی رکھ دے۔ یہ بھی نہ ہو تو خط کھینچ دے۔ غرضیکہ جو چیز بھی آڑی بن سکے وہ سترہ کے کام آسکتی ہے۔ مثلاً لکڑی، پتھر، آدمی، درخت وغیرہ۔ مگر آدمی کو اس حالت میں سترہ کیا جائے جب اس کی پیٹھ مصلیٰ کی طرف ہو۔

سترہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اب ستر کے آگے سے گزرنے کا جائز ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے بلا سترہ شارع عام پر نماز پڑھی اور عورت، مرد، جانور وغیرہ آگے سے گزرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسجد کو گندگی اور ہر گھن کی چیز سے پاک صاف رکھنا ضروری ہے

(۱) مسجد کو ہر قسم کی گندگی اور گھن کی چیز جیسے بدن کا میل، کچیل، تھوک، رینٹ، کھنکار وغیرہ سے پاک صاف رکھنا واجب ہے۔

(۱) عون بن ابی جحیفہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے باپ سے سنا کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ان کو بطحا میں نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے برجھی گڑھی ہوئی تھی (ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں) اور آپ کے آگے سے عورتیں اور حمار گزر رہے تھے۔ (بخاری)



(۲) مسجد کی خبر گیری یا متولی یا منتظم یا امام کے فرائض میں سے ہے۔

(۳) آدمی کے فضلات، پسینہ، تھوک، رینٹ وغیرہ پاک ہیں اور بحالت نماز کپڑے میں بضرورت لے لینے میں حرج نہیں۔

(۴) مسجد میں کھلی کرنا، وضو کرنا، مسجد کی دیواروں، چٹائیوں پر یا ان کے نیچے تھوکنایا ناک سکنا ممنوع ہے اور چٹائیوں کے نیچے ڈالنا اوپر ڈالنے سے اور برا ہے اور اگر ناک سکنے یا تھوکنے کی ضرورت پڑ جائے تو کپڑے میں لے لے۔

(۵) جب تھوکے تو قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو قبلہ کی جانب تھوکے قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا تھوک دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔

اور اس سلسلہ کی احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ رخ تھوکنام از کم مکروہ تحریرہ ضروری ہے۔ کیونکہ اس فعل پر وعید آئی ہے اور ابوداؤد ابن حبان میں سائب ابن خلاد کی حدیث میں ہے کہ ایک مقام کو حضور ﷺ نے قبلہ رخ تھوکنے کی وجہ سے امامت سے معزول کر دیا اور فرمایا:

انك اذيت الله ورسوله۔

تو نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔

اور یہ ممانعت کا حکم مسجد و خارج مسجد دونوں کو شامل ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے لکھا کہ مسجد میں بضرورت بھی تھوکنا خطاء ہے۔ تھوکنا پڑ جائے تو کپڑے میں لے لے۔ (یعنی ج ۲ ص ۳۲۶)

**دائمی طرف تھوکنا منع ہے**

دائمی طرف تھوکنا بھی اچھا نہیں۔ کیونکہ دائمی طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ

ہوتا ہے۔ امام نووی نے فرمایا: دائمی طرف تھوکنے کی ممانعت مطلق ہے۔ خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں، مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں، مصنف عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے علاوہ بھی دائمی طرف تھوکنے کو ناجائز قرار دیتے تھے۔ معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی دائمی طرف نہیں تھوکا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دائمی طرف تھوکنے سے مطلق منع فرماتے تھے۔

✽ علامہ خطابی نے فرمایا کہ بائیں طرف تھوکنا چاہیے۔ لیکن اگر بائیں طرف کوئی اور نمازی ہو تو پھر نہ دائمی طرف تھوکنے نہ بائیں طرف۔ بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے یا کپڑے میں لے لے۔ (یعنی ج ۲ ص ۳۲۹، ۳۳۰)

✽ نسائی کی حدیث میں ہے کہ مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیکھ کر حضور ﷺ کا چہرہ اقدس سرخ ہو گیا ایک انصاری عورت نے اس کو کھرچ دیا اور وہاں خوشبو لگا دی حضور ﷺ نے فرمایا بہت اچھا کیا۔

✽ صحیح مسلم میں بروایت ابودرمر فوعا آیا ہے کہ میں نے اپنی امت کی بد اعمالیوں میں یہ بھی پایا ہے کہ مسجد میں تھوک ہو اور اسے نہ مٹایا جائے۔

✽ مسند احمد میں بروایت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مرفوعا آیا ہے کہ جس شخص کو مسجد میں کھنکار آ جائے تو چاہیے کہ اسے دفن کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ مسلمان کے بدن یا کپڑے پر لگنے کے باعث اسے ایذا ہو۔

✽ مسند احمد و طبرانی میں بروایت ابو امامہ رضی اللہ عنہ مرفوعا آیا ہے کہ مسجد میں تھوک دفن نہ کرنا گناہ ہے اور دفن کر دینا یعنی پونچھ دینا نیکی ہے۔

✽ سعید بن منصور کی روایت میں ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ایک رات مسجد میں تھوک کر اسے صاف کرنا بھول گئے، گھر جا کر یاد آیا تو آگ کا ایک شعلہ لے کر



آئے۔ اس کی روشنی میں تھوک تلاش کر کے مٹی میں دبایا اور فرمانے لگے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے تعریف ہے جس نے آج کی رات مجھے گناہ سے بچالیا۔

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے

إِنَّ رَفَعَ الصَّوْتُ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَىٰ عَهْدِ النَّبِيِّ - (بخاری)

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا عہد نبوی ﷺ میں جاری تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فقراء صحابہ نے بحضور نبوی ﷺ عرض کی کہ اہل ثروت نے بلند درجے اور بیعتی کی نعمتیں مال کے سبب حاصل کر لیں جیسے ہم روزہ رکھتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ ان کے پاس مال بھی ہے جس سے وہ حج و عمرہ کرتے، جہاد میں شریک ہوتے اور صدقہ دیتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس پر عمل کر کے تم سبقت کرنے والوں کو پالو اور تم کو کوئی نہ پاسکے اور تم اپنے ہم عصروں میں بہتر ہو جاؤ۔ مگر وہ جو وہی بات بجالائے۔

تُسَبِّحُونَ وَتُحَمِّدُونَ وَتُكْبِرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ -

سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ کہہ لیا کرو۔

مغیرہ بن شعبہ نے ایک خط میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام یہ لکھوایا کہ بیشک حضور نبی ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ صَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ - (بخاری)

ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لا شریک ہے ملک اور حمد اسی کیلئے ہے اور وہ ہر ممکن پر قادر ہے۔ الہی جس کو تو دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے تو روکنا چاہے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اور بندہ کی دولت وغیرہ تم سے بچا نہیں سکتی۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے اور اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور احادیث میں متعدد اذکار اور دعاؤں کا پڑھنا مذکور ہوا ہے ان میں سے جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ بعض شارحین نے یہ لکھا ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا صحابہ کا ہمیشہ دستور نہ تھا۔ امام شافعی نے فرمایا کہ بلند آواز سے ذکر کرنے پر مداومت فرماتے تھے۔ (فتح الباری) لیکن مداومت اگر ثابت نہ بھی ہو تو فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا جواز تو بہر صورت رہے گا۔

صحابہ میں امیر بھی تھے اور غریب بھی۔ ظاہر ہے کہ دولت مند فرائض کے علاوہ دوسرے امور خیر میں بھی حصہ لیتے تھے۔ مثلاً جہاد میں شرکت، فقراء و مساکین امداد و اعانت وغیرہ اور غربا بوجہ ناداری کے ان امور کو ادا نہیں کر سکتے۔ اس پر غرباء کو رشک ہوا کہ اہل ثروت نے دیگر امور خیر میں حصہ لے کر ہم سے زیادہ حاصل کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے غرباء کو فرمایا کہ تم سُبْحَانَ اللَّهِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ اور اللَّهُ أَكْبَرُ ۳۳ بار ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرو۔ اغنیاء دوسرے امور خیر میں حصہ لے کر ثواب حاصل کرتے ہیں تم کو بھی وہ مل جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ بھی یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیں۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کی۔ حضور اصحاب ثروت نے بھی یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ذَلِكْ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ -

۳۳ کا عدد

علامہ قسطلانی نے ۳۳ کے عدد پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے اذکار مثلاً لا شے عدد میں مختلف روایتیں ہیں۔ حدیث بخاری عن ابی ہریرہ میں ۳۳، ۳۳ حدیث نسائی



عن زید بن ثابت میں ۲۵ بار اور اس میں ۲۵ بار کلمہ کا پڑھنا بھی مروی ہے اور حدیث مرأی عن ابن عمر میں ۱۱ بار اور حدیث عن انس میں ۱۰ بار اور حدیث انس کے بعض طریق میں صرف ایک ایک بار اور حدیث نسائی عن ابو ہریرہ میں سو سو بار پڑھنا منقول ہے۔ پس یہ اختلاف یا تو اوقات مختلفہ پر مبنی ہے یا احوال مختلفہ پر یا تخیر پر وارد ہے کہ پڑھنے والے کو جیسے آسانی ہو اسی تعداد میں پڑھ لے۔

حدیث نمبر ۴ میں وظیفہ ہے اس میں وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَنَّةِ مِنْكَ الْجَدُّ کے الفاظ بھی ہیں۔ اجد بالکسر کے معنی کوشش کے ہیں۔ معنی یہ ہوں گے کہ مجرد اعمال صالحہ میں کوشش کرنا تیرے ہاں نافع نہیں ہے۔ تاوقتیکہ اس کے ساتھ قبولیت نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول نہ فرمائے اور یہ قبولیت محض اللہ کے فضل و رحمت سے ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا لَا يَدْخُلُ أَحَدًا مِنْكُمْ الْجَنَّةَ عَمَلُهُ الْخَلْعُ علامہ نووی نے فرمایا اور مشہور جس پر جمہور ہیں یہ ہے کہ جد بالفتح ہے اور اس کے معنی دنیاوی حظ کے ہیں خواہ وہ مال کے ساتھ ہو یا اولاد اور عظمت اور غلبہ کے ساتھ ہو اور معنی یہ ہیں بندہ کا خط۔ مال و دولت اور عزت و حکمت دنیاوی تجھ سے اس کو بچا نہیں سکتی۔ اس کو تیرا فضل و رحمت ہی نجات دے سکتا ہے۔ (فتح الباری)



## نماز مریض کا بیان

واضح ہو کہ فرض نماز۔ سنت مؤکدہ اور واجب نماز (وتر) بلا عذر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ قیام فرض ہے۔ ہاں اگر عذر ہو تو بیٹھ کر لیٹ کر حتیٰ کہ اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہے۔ واضح رہے کہ فرض نماز کسی حالت میں بھی سوائے چند نادری صورتوں کے معاف نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو پڑھے۔ بعض مسلمان ذرا بخار آیا یا کوئی پھنسی نکل آئی۔ حتیٰ کہ نزلہ و زکام ہو گیا نماز چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ نماز کے متعلق تو یہ حکم ہے کہ جب تک اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو ضرور پڑھے۔ ورنہ انہیں وعیدوں کا مستحق ہوگا جو تارک الصلوٰۃ کیلئے احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

حضرت عطاء اللہ نے فرمایا جبکہ کسی میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو جدھر بھی اس کا منہ ہو ادھر ہی نماز پڑھ لے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بواسیر کی بیماری تھی۔ پس میں نے رسول اکرم ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا۔

فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جُنُبٍ۔ (بخاری)

تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھ اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ اور اگر بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ۔



## بیمار بیٹھ کر لیٹ کر اشارہ سے جیسے ممکن ہو نماز پڑھے

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جو شخص بوجہ بیماری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں اور قادر نہ ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔ مثلاً کھڑا تو ہو سکتا ہے مگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا سخت چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے میں سخت شدید ناقابل برداشت درد پیدا ہو جاتا ہے یا بوجہ کمزوری کھڑا ہو ہی نہیں ہو سکتا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

✽ اگر مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے نماز ادا کرے۔ خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھے۔ خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے، مگر پاؤں نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر کے تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔

✽ اگر مریض قبلہ کی طرف منہ نہ اپنے آپ کر سکتا ہے نہ دوسرے کی مدد سے قبلہ کی طرف منہ کر سکتا ہے تو جس طرف بھی منہ ہو سکے اشارہ سے نماز پڑھ لے اور صحت کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں۔

فائدہ بیٹھ کر پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری ہے۔ بلکہ مریض کو جس طرح آسانی ہو اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھے۔ البتہ دوزانو بیٹھنا آسان ہو تو دوزانو ہو کر نماز پڑھنا افضل ہے۔

✽ اگر مریض بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے۔ دوران نماز قیام پر قادر ہو گیا تو اب بقیہ نماز کھڑے ہو کر پڑھے۔ کیونکہ عذر جاتا رہا ہے اور قیام فرض ہے۔

✽ البتہ صورت مسئلہ یہ ہوگی کہ اگر مریض جو قیام پر قادر نہیں ہے۔ وہ بیٹھ کر نفل پڑھ رہا ہے دوران نماز میں قیام پر قادر ہو گیا تو اس کو اختیار ہے کہ باقی نماز خواہ بیٹھ کر

ہی پوری کرے یا کھڑے ہو کر کیونکہ نفل نماز بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔

✽ اِنَّهٗ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کَانَ یَصَلِّی لَیْلًا طَوِیْلًا قَائِمًا دَلِیْلَہٗ طَوِیْلَہٗ قَاعِدًا۔ (مسلم)

✽ اور اگر مریض جو قیام پر قادر نہیں ہے فرض نماز بیٹھ کر پڑھ رہا ہے اور اب دوران نماز قیام پر قادر ہو گیا تو باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھے کیونکہ قیام فرض ہے۔

## کھڑے ہو کر بیٹھ کر لیٹ کر نماز نفل پڑھنے کے مسائل

(۱) نفل نماز کو بلا عذر اور بعد ربیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔

(۲) کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

(۳) نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی تھی۔ پھر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہو گیا۔ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ خواہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھی یا ایک بیٹھ کر۔ یا ایک ہی رکعت کے ایک حصہ کو کھڑے ہو کر پڑھا اور کچھ حصہ بیٹھ کر۔

(۴) بلا عذر لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر عذر کی وجہ سے لیٹ کر نفل نماز پڑھی تو جائز ہے۔ بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں ہے یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں مرض کے بڑھنے یا دیر سے اچھا ہونے کا خطرہ ہو تو وہ بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

✽ امام اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو اس کی اقتداء میں صحیح و تندرست مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز ادا کریں۔ کیونکہ عذر امام کو ہے۔ مقتدیوں کو نہیں ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو مقتدیوں نے بھی بیٹھ کر پڑھی۔ یہ منسوخ ہے کیونکہ یہ مرض قدیم کا واقعہ ہے اور مرض وفات میں حضور ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور آپ ﷺ



نے ان کو بیٹھ کر پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔ لہذا حضور ﷺ کے آخری عمل سے بیٹھنے کا حکم منسوخ ہو گیا۔

✽ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ بواسیر کے مریض تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے آدمی کے بارے میں دریافت کیا۔

فَقَالَ مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّى مُسْتَلْقِيًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ۔ (بخاری)

پس آپ نے فرمایا کہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کو کھڑا ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا اور جو شخص لیٹ کر پڑھے تو اس کو بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا۔

**نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے**

واضح ہو کہ نفل نماز اگرچہ بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نوافل بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ ایسا ہے تو یہ خیال غلط ہے۔ وتر کے بعد جو نفل ہیں ان کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے تو یہ حضور ﷺ کے خصوصیات سے ہے۔

✽ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا سر اقدس پر ہاتھ رکھا کہ بیمار تو نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا ہے۔ عبداللہ؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا (کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے) اور حضور اکرم ﷺ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! مگر میں تم جیسا نہیں ہوں۔ (مسلم)

✽ امام ابراہیم حلبی و صاحب درمختار و صاحب رد المحتار نے فرمایا۔ یہ حکم حضور ﷺ کے خصائص سے ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہیں۔ گویا بلا عذر بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر یا لیٹ کر نفل پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ (ان شاء اللہ العزیز)





## مسافر کی نماز

سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر سفر کیلئے خواہ وہ عبادت کیلئے ہو یا تجارت وغیرہ کیلئے۔ مسافر پر واجب کہ وہ نماز میں قصر کرے۔ یعنی چار رکعت فرض کو دو پڑھے۔ اس کے حق دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے۔ اور اگر قصد چار پڑھیں اور دو رکعت پر قعدہ بھی کر لیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں۔ مگر گنہگار ہوا کہ واجب کو ترک کیا۔ لہذا تو بہ کرے اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے۔ وہ نماز نفل ہوگی۔ دوبارہ پڑھے۔ اگر ۱۵ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر نہ کرے پوری نماز پڑھے اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کرے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔

جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس کا گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرو۔ اگر خوف ہو کہ کافر کوفتہ میں ڈال دیں گے۔

✽ حضرت یعلیٰ بن امیہ نے بحضور فاروق اعظم عرض کی کہ قرآن میں تو بحالت خوف قصر کا بیان ہے اور اب تو لوگ امن میں ہیں (یعنی امن کی حالت میں قصر نہ ہونا چاہیے۔ حضرت فاروق اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ ایک صدقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تم پر تصدق فرمایا۔ اس کا صدقہ قبول کرو۔ (مسلم شریف) اس سے واضح ہوا کہ نماز میں قصر خوف و امن دونوں حالتوں میں مشروع ہے اور بحالت سفر قصر واجب ہے۔

## مسافر کی تعریف

اول احتاف کے نزدیک شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ چلنے سے معتدل چال مراد ہے کہ نہ تیز ہو نہ سست، خشکی میں آدمی اور اونٹ درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کیلئے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی جب کہ ہوا نہ بالکل رُکی ہو نہ تیز ہو میل کے حساب سے اس کی مقدار ساڑھے ستاون میل ہے۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِي رَحِمٍ۔ (بخاری)

عورت تین دن کی مسافت کا سفر بغیر ذی رحم کے نہ کرے۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ

قَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمَسَافِرِ وَيَوْمًا دَلِيلَةً لِلْمَقِيمِ۔ (مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوزوں پر مسح کی مدت مسافر کیلئے تین دن تین رات مقرر فرمائیں اور مقیم کیلئے ایک دن رات۔

اس مضمون کی حدیث کو ابوداؤد نسائی، ابن حبان، طحاوی، طبرانی و ترمذی نے حضرت حمزہ ابن ثابت انصاری سے، دارقطنی نے حضرت ابوبکر سے، ترمذی و نسائی نے حضرت صفوان بن عسال سے بھی روایت کی ہے۔ حدیث اول سے معلوم ہوا کہ



عورت کو تنہا سفر کرنا جائز نہیں ہے اور اس سفر کی مدت حضور نے تین دن مقرر فرمائی۔  
معلوم ہوا کہ سفر کی مسافت تین دن ہے۔

### حدیث دوم

سے معلوم ہوا کہ مسافر کو تین دن تک موزے پر مسح کی اجازت ہے اور یہ حکم مسافر کیلئے عام ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ مدت سفر تین دن کی راہ ہے۔  
✽ امام محمد رحمہ اللہ نے آثار میں حضرت علی ابن ربیعہ والبی سے روایت کی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔ کتنی مسافت پر نماز کا قصر ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کیا تم نے مقام سویدا دیکھا ہے؟ دیکھا تو نہیں سنا ہے۔  
آپ نے فرمایا:

قال هي ثلث ليال قواصد فاذا اخرجنا اليها قصرنا الصلوة۔  
وہ یہاں سے تین رات کے (قاصد کی رفتار) فاصلہ پر ہے جب ہم وہاں تک جانے کا ارادہ کریں تو قصر کر سکتے ہیں۔

(۳) دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اہل مکہ لا تقصروا الصلوة فی ادنی من اربعة برد من مکة الى غسفان۔  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ والو چار برید سے کم سفر نماز قصر نہ کرنا۔ یہ فاصلہ مکہ سے غسفان کا ہے۔

(۴) امام محمد نے موطا میں حضرت نافع سے روایت کی۔  
انه كان يسافر مع ابن عمر البرید فلا يقصر الصلوة۔  
کہ وہ حضرت ابن عمر کے ساتھ ایک برید سفر کرتے تو قصر نہ فرماتے۔  
برید تقریباً ۵۷ میل کا ہوتا ہے۔ یعنی ۳۶ کوس تین منزلیں۔ ان احادیث سے

واضح ہوا مدت سفر ۵۷ میل ہے۔

دوم محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے۔ شہر میں ہے تو شہر سے گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر سے اس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔ اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہو تو اسٹیشن پر پہنچنے پر مسافر ہو جائے گا جبکہ مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

✽ ان عبد اللہ بن عمر کان اذا خرج حاجاً او معتمراً قصر الصلوة بذی الحلیفة۔ (موطا امام مالک رحمہ)

ذالحلیفہ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو تو شہر کی آبادی سے نکل کر قصر نماز پڑھنا شروع کر دے۔  
✽ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقصر الصلوة بالعقیق۔ (طبرانی فی الصغیر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کیلئے جاتے تو عقیق پر پہنچ کر قصر پڑھ لیتے۔

✽ عن علی بن ربیعہ قال خرجنا مع علی فقصرنا الصلوة ونحن نری البیوت ثم رجعنا فقصرنا الصلوة ونحن نری البیوت۔ (حاکم)

علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی کے ہمراہ سفر کیلئے نکلے تو ہم نماز میں قصر کرتے تھے۔ حالانکہ ہمارے مکانات ہم کو نظر آ رہے تھے پھر جب ہم واپس ہوئے تو بھی ہم نماز میں قصر کرتے تھے اور اپنے مکانات ہم کو نظر آتے تھے۔

✽ عن ابی حوب ان علیا خرج من بصرہ فصلى الظهر اثم قال انا لوجا وزنا هذا النخص لصلینا رکعتین۔ (ابن ابی شیبہ)



حضرت ابن حرب سے مروی ہے کہ حضرت علی بصرہ سے چلے تو آپ نے ظہر کی چار رکعت پڑھیں اور فرمایا اگر ہم اس سے آگے نکل جاتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

✽ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج من هذه المدينة لم يزل يصلي ركعتين حتى يرجع اليها۔ (ابوداؤد)

حضرت عمر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جب اس مدینہ سے سفر کرنے کیلئے گئے تو ہمیشہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ واپس مدینہ آ گئے۔

ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ محض نیت سفر سے مسافر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس وقت ہوگا جبکہ بستی کی آبادی باہر ہو جائے۔ خواہ اس بستی اور شہر کے مکانات نظر بھی آئیں۔ اسی طرح جب واپس ہو تو اس وقت تک نماز میں قصر کیا جائے گا۔ جب تک کہ اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہ ہو جائے۔

### مسائل ضروریہ

(۱) آبادی سے باہر جانے سے یہ مراد ہے کہ جدھر جا رہا ہے اس طرف آبادی ختم ہو جائے۔ اگرچہ اس کی محاذات میں دوسری طرف ختم نہ ہوئی ہو۔ (فقہیہ)

(۲) سفر کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں تین دن کی راہ یعنی ساڑھے اٹھاون میل جانے کا ارادہ ہو تو اگر دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا۔ وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ کیا کہ وہ بھی تین دن سے کم راستہ ہے۔ اسی طرح ساری دنیا گھوم گیا۔ مسافر نہ ہوگا۔ (فقہیہ و در مختار)

(۳) یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو۔ اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کام کرنا ہے۔ وہ کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا تو تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا۔ لہذا مسافر نہ ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ)

(۴) تین دن کی راہ کو تیز سواری مثلاً کاریا ہوائی جہاز وغیرہ سے دو دن کی مدت یا

اس سے کم میں طے کیا تو مسافر ہی ہے۔

### نیت اقامت کے شرائط

(۱) مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا کسی آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے۔

(۲) نیت اقامت ہونے کیلئے چھ شرطیں ہیں۔

اول چلنا ترک کرے تو اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہ ہوگا۔  
دوم وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو تو اگر جنگل یا غیر آباد ویران مقام میں اقامت کی مقیم نہ ہوگا۔

سوم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو۔ اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا۔  
چہارم یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو تو اگر دو موضوعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی مثلاً لاہور میں دس دن اور سیالکوٹ میں پانچ دن مقیم نہ ہوگا۔

پنجم اپنا ارادہ رکھتا ہو۔ یعنی کسی کا تابع نہ ہو۔  
ششم اس کی حالت اس کے ارادہ کے منافی نہ ہو۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

✽ ان انس بن مالک اقام بالشام شہرین مع عبد الملک بن مروان یصلی رکعتین رکعتین۔ (بیہقی)

حضرت انس بن مالک شام میں عبد الملک کے ساتھ دو ماہ ٹھہرے دو دو رکعت ہی پڑھتے تھے۔

✽ عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقام بتبوك عشرین یوماً یقصر الصلاة۔ (ابوداؤد و بیہقی)

حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ تبوک میں بیس روز ٹھہرے نماز میں



قصر کرتے تھے۔

عن ابن عباس قال اقام النبي صلى الله عليه وسلم بخيبر اربعين ليلة يقصر الصلوة۔ (عبد الرزاق)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ خیبر میں چالیس رات ٹھہرے نماز قصر کرتے تھے۔

ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ جب تک اقامت کی نیت نہ کرے۔ اس وقت تک مسافر ہی ہے۔ خواہ کسی جگہ بیس برس ہی کیوں نہ ٹھہرا رہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر حضرت سعید ابن المسیب وسعيد بن جبیر وابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔

إذا اقام السافر خمس عشرة ليلة اقم الصلوة وما كان دونه فليقصر۔

جب مسافر پندرہ راتیں ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اور اگر اس سے کم ٹھہرے تو قصر کرے۔

(۲) إذا اجمع على خمس عشرة صلى اربعاً۔

(ابن جریر مؤطا امام محمد ابن ابی شیبہ طحاوی)

(۲) جب ۱۵ دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو اب چار رکعت پڑھے۔

### بحالت سفر صرف فرض میں قصر کرے

مسافر پر واجب ہے کہ چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے۔ لیکن نماز مغرب کی تین رکعت پڑھے۔ اسی طرح وتر اور سنت مؤکدہ میں قصر ہے اور نہ سفر میں معاف ہیں۔ اسی طرح نوافل پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ منع نہیں ہیں۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

عن ابی عمر انه سئل عن الصلاة في السفر فقال رسول الله

صلى الله عليه وسلم ركعتين ركعتين الا المغرب۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عمر نے حضور ﷺ سے سفر کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا دو رکعتیں دو رکعتیں مگر مغرب کی۔

حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر سفر کی حالت میں اپنی سواری پر۔

كان يصلي على رحيلته ويوترها لارض ويزعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل كذا لك۔

نفل پڑھتے۔ جب وتر کا ارادہ کرتے تو زمین پر اتر کر ادا کرتے اور یہ گمان کرتے تھے کہ نبی ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

عن ابن عباس قال اقام النبي صلى الله عليه وآله وسلم تسعة عشر يقصر فنحن اذا سافرنا تسعة عشر قصرنا وان زدنا واتممتنا۔

(بخاری)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مکہ میں ۱۲ دن ٹھہرے قصر کرتے رہے تو ہم سفر میں ۱۹ دن ٹھہریں تو قصر کرتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ٹھہریں تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

### فوائد

بخاری کی اس حدیث میں یہ ہے کہ حضور ﷺ مکہ میں ۱۹ دن ٹھہرے۔ دوسری روایت میں ۷ دن ٹھہرنے کا ذکر ہے اور روایت ابوداؤد عن عمران بن حصین میں ۱۸ دن اور روایت نسائی عن عراق بن مالک میں ۱۵ دن کا ذکر ہے تو یہ حدیثوں میں تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ جس راوی نے ۱۹ دن ذکر کئے اس نے مکہ میں داخل ہونے اور مکہ سے واپس ہونے کے دنوں کو شمار کر لیا اور جس نے ۷ دن روایت کئے اس نے مکہ سے خروج و دخول کے دو دن ساقط کر دیئے اور جس نے ۱۸ دن روایت کئے اس نے



دخول و خروج میں سے ایک کو شمار کیا اور ایک کو ساقط کر دیا۔ اور جس نے ۱۵ دن روایت کئے اس نے دخول و خروج میں سے ایک شمار کیا اور ایک کو ساقط کر دیا اور جس نے ۱۵ دن روایت کئے اس نے اصل قیام صرف ۷ دن خیال کیا اور دخول و خروج کے دوران ساقط کر دیئے تو ۱۵ دن بیان کر دیئے۔ ہکذا اجمع البیہقی بین هذا الاختلاف۔ (تختہ الاغوی ج ۱ ص ۳۸۵) (۲) واضح ہو کہ احناف کا مسلک یہ ہے کہ جب تک مسافر کسی شہر یا گاؤں پندرہ دن مستقل طور پر قیام کی نیت نہ کرے اس وقت تک مسافر ہی رہے گا اور نماز میں قصر کرے گا تو اگر کوئی شخص کسی شہر میں پندرہ دن سے زائد ٹھہرا مگر اس کا ارادہ مستقل نہ تھا۔ اسی تردد میں رہا کہ آج واپسی ہوگی کل واپسی ہوگی۔ حتیٰ کہ سال دو سال بیس سال تک کسی ایک شہر میں اسی طرح گزر گئے تو ایسی صورت میں چونکہ پندرہ ٹھہرنے کی نیت نہیں پائی گئی۔ اس لئے نماز میں قصر کیا جائے گا۔ چنانچہ بخاری کی زیر بحث حدیث سے بھی یہی مسئلہ واضح ہوتا ہے۔ حضور ﷺ مکہ میں اس روایت کے بموجب ۱۹ دن ٹھہرے۔ مگر چونکہ آپ نے پندرہ دن مستقل طور پر ٹھہرنے کی نیت نہیں فرمائی تھی۔ اس لئے آپ نے نماز میں قصر کیا۔ یعنی ظہر و عصر و عشاء کی چار رکعتی نماز کو دو رکعت پڑھا۔ چنانچہ اس معنی کی تائید و توثیق حدیث جابر بن عبد اللہ سے بھی ہوتی ہے۔ بلکہ اس میں خود حضور ﷺ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ میں مسافر ہوں اس لئے قصر پڑھ رہا ہوں۔ ملاحظہ کیجئے۔

عن جابر قال اقامت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح بمکہ فاقام ثمان عشرة لا یصلی الا رکعتین ثم یقول لاهل البلد صلوا اربعا فانا قوم سفر۔ (ابن ابی شیبہ)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر میں حضور ﷺ کے ہمراہ اٹھارہ دن ٹھہرا حضور ﷺ دو رکعت پڑھتے تھے۔ اس کے بعد وہاں کے باشندوں سے

فرماتے تم چار رکعت ہی پڑھو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔

دیکھئے اس حدیث میں خود حضور ﷺ نے یہ تصریح فرمادی کہ باوجود اس کے کہ قیام مکہ میں ۱۸ دن ہو گیا ہے مگر اس کے باوجود میں مسافر ہوں۔ قصر پڑھتا ہوں اور جو لوگ مکہ کے رہنے والے تھے۔ ان کو حضور ﷺ نے چار رکعت پڑھنے کی تاکید فرمائی جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر کوئی شخص کسی شہر میں ۱۸ دن کیا بلکہ بیس سال تک بھی ٹھہرا رہے اور پندرہ دن تک ٹھہرنے مستقل طور پر نیت نہ کرے۔ متردد ہی رہے کہ آج جانا ہے کل جانا ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی رہے گا اور نماز میں قصر کرے گا۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔ ان پر غور کیجئے۔ مذکورہ بالا مسئلہ ان حدیثوں سے واضح و ثابت ہے۔

(۱) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقام بتبوت عشرين يوماً یقصہ الصلوۃ۔ (ابوداؤد)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ غزوہ بدر تبوک میں بیس دن ٹھہرے آپ نماز میں قصر کرتے تھے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے خلاصہ میں فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد اور بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

(۲) عن ابن عباس قال اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخیر اربعین لیلة یقصر الصلوۃ۔ (عبد الرزاق)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ غزوہ خیبر میں چالیس رات ٹھہرے۔ نماز میں قصر کرتے تھے۔

(۳) حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر آذربائیجان میں چھ مہینے ٹھہرے نماز میں قصر کرتے تھے اور فرماتے تھے جب تم قیام کی نیت کرلو۔



اذا ازمت اقامه فاتم۔ (عبدالرزاق)

پھر پوری نماز پڑھو۔

(۴) مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت سعد بن وقاص کے ساتھ شام کے ایک گاؤں میں چالیس رات رہے۔

وكان يصلي ركعتين۔ (بخاری)

تو وہ دو رکعت پڑھتے تھے۔

(۵) حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ میں پندرہ دن رہے تو

يقصر الصلوة۔ (عبدالرزاق)

نماز میں قصر کرتے تھے۔

(۶) حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس مسافر کے متعلق پوچھا جسے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واپس ہوگا۔

عن المسافر اذا كان لا يدري حتى يخرج يقول اخرج اليوم بل اخرج غداً بل الساعة فكان كذلك حتى ياتي عليه ليال كثير يقصر ام ما يصنع قال يقصروا ان تماری به ذلك شهراً۔ (موطا امام محمد)

بس یہ کہتا ہے آج واپسی ہوگی کل واپسی ہوگی بلکہ ابھی واپسی ہوگی۔ وہ اسی تردید میں رہا حتیٰ کہ بہت راتیں اسی طرح گزر گئیں کہ وہ قصر کرے۔ آپ نے فرمایا قصر پڑھے اگرچہ اس پر ایک مہینہ ہی کیوں نہ گزر جائے۔ (موطا امام محمد)

دیکھئے ان حدیثوں میں پندرہ دن، چالیس دن، بیس دن، چھ مہینے ٹھہرنے کے ذکر کے ساتھ قصر کا بھی ذکر ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ جب تک پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی جائے۔ اس وقت تک قصر ہی پڑھی جائے گی۔ خواہ کتنے دن ہی ٹھہرنا ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۶ میں تو مسئلہ کو بالکل ہی واضح کر دیا گیا ہے۔

## سفر میں قصر ضروری ہے

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ إِلَى قَوْلِهِ عَذَاباً مُّهِيناً۔  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب تم زمین پر چلو یعنی مسافر ہو تو تم کو نماز کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اخیر آیت عذاباً مہینا تک

ان تقصروا سے امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ رائے قائم کی کہ بحالت سفر نماز کے قصر یا اتمام کا اختیار دیا گیا ہے۔ یعنی خواہ چار رکعتی نماز میں قصر کرے یا پوری پڑھے اور پوری پڑھنا افضل ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

صدقة تصدق الله تعالى عليكم فاقبلوا صدقة۔ (مسلم)

(چار رکعتی نماز میں قصر) اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے تو اس کو قبول کرو۔

سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک سفر میں قصر عزیمت ہے۔ رخصت نہیں۔ یعنی بحالت سفر چار رکعتی نماز میں قصر کرنا ضروری ہے۔ پوری پڑھنا جائز نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

(۱) فرضت الصلاة ركعتين ركعتين فاقرت صلاة السفر وزيدت صلوة الحضر۔ (بخاری و مسلم)

اول نماز کی دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں تو سفر کی نماز تو دو رکعت ہی مقرر ہیں اور حضر کی نماز میں اضافہ ہوا۔

(۲) فرض الله الصلاة على لسان نبيكم في الحضر اربع ركعات وفي السفر ركعتان وفي الخوف ركعة۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ کی زبان مبارک پر اللہ تعالیٰ نے حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور بحالت خوف ایک رکعت نماز



فرض کی۔

(۳) صلوٰۃ السفر رکعتان و صلوٰۃ الضحیٰ رکعتان و صلوٰۃ الفطر رکعتان و صلوٰۃ الجمعة رکعتان تمام غیر قصر علی لسان نبیکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زبان محمد الرسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سفر کی دو رکعت عید بقر عید اور جمعہ کی دو رکعت فرض کیں پوری بغیر قصر کے۔

(نسائی وابن ماجہ وابن حبان)

یہ حدیثیں نص صریح ہیں کہ بحالت سفر چار رکعتی نماز دو رکعت ہی منجانب اللہ فرض کی گئی ہیں۔ لہذا اس فرض پر زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ اور حدیث مسلم کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ قصر کو حضور ﷺ نے صدقہ فرمایا اور صدقہ کو قبول کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس صدقہ کے تو خود شارع نے یہ تخصیص فرمادی کہ اس کو قبول کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

فاقبلوا صدقة۔

اس صدقہ کو قبول کرو۔

اور امر و جوہ کیلئے ہوتا ہے اور یہاں عدم و جوہ پر عمل کرنے کیلئے کوئی قرضہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ وجوب پر مذکورہ بالاتینوں حدیثیں دال ہیں۔



## جمعہ اور اس کے مسائل و فضائل

جمعہ میم کے پیش کے ساتھ مشہور ہے اور اعمش نے میم کے سکون کے ساتھ اور واحدی عن فراء سے میم کا فتح اور زجاج سے میم کا کسرہ منقول ہے۔ ایام جاہلیت میں جمعہ کو عربہ کہتے تھے۔ بلکہ ساتوں دنوں کے نام ان کے ہاں اور تھے۔ وہ یہ ہیں۔

- (۱) سبت (ہفتہ) کو شبار
- (۲) یوم الہدار (اتوار) کو اؤل
- (۳) یوم الاشین (پیر) کو اہون
- (۴) یوم الثالث (منگل) کو جبار
- (۵) یوم الاربع (بدھ) کو دبار
- (۶) یوم خمیس (جمعرات) کو مونس
- (۷) یوم عربا (جمعہ) کو کہتے تھے۔

جمعہ کو جمعہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن ایک جگہ جمع ہو کر عبادت کی جاتی ہے۔ نماز پنجگانہ کو بھی باجماعت پڑھنا ضروری ہے۔ مگر فرض نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکے تو تنہا بھی پڑھ سکتا ہے۔ مگر جمعہ کی نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کیلئے جماعت شرط ہے اور جو بغیر جماعت کے ادا ہی ہوتی۔ اس سلسلہ کی چند احادیث یہ ہیں جن میں جمعہ کی اہمیت و فرضیت اور بلا عذر شرعی ترک جمعہ پر



سخت و شدید وعیدیں آئی ہیں۔

(۱) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

ان الله كتب عليكم الجمعة في مقامى هذا في ساعتى هذه في شهرى هذا الى يوم القيمة۔

اس جگہ اس دن اس سال قیامت تک کیلئے اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کر دیا۔  
(طبرانی فی الاوسط)

(۲) جس شخص نے جمعہ کی اذان سنی اور نماز کیلئے نہ آیا پھر دوسرے جمعہ سنی اور نہ آیا۔ اسی طرح مسلسل تین جمعہ تک کرتا رہا تو اس کے دل پر مہر لگادی جاتی ہے۔

طبع على قلبه فجعل قلب منافق۔ (طبرانی)

اور اس کا دل ایک منافق کا دل بنادیا جاتا ہے۔

(۳) لوگ جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز آجائیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر

اولنجمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغافلين۔ (م)

مہر فرمادیں گے پھر وہ غفلت میں مبتلا ہو کر رہیں گے

(۴) میں نے چاہا کہ اپنی جگہ کسی کو نماز پڑھانے کیلئے مقرر کروں اور

ثم احرق على رجال يتخلفون عن الجمعة ببوتهم۔ (مسلم و احمد)

ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جمعہ کی نماز کیلئے نہیں آئے۔

(۵) جو کوئی اللہ روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اس پر جمعہ کے دن نماز فرض ہے۔

فمن استغنى بلهوا او تجارة استغنى الله عنه والله غنى حميد۔

(دارقطنی)

پھر جو کسی کھیل تماشے یا تجارت کی وجہ سے بے پروائی برتے اللہ اس سے بے

نیازی برتے گا اور اللہ پاک بے نیاز ہے۔

## فضائل جمعہ

جمعہ کی فضیلت و اہمیت کے سلسلہ میں چند حدیثوں کے خلاصے یہ ہیں۔ حضور

اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۶) جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اللہ کے نزدیک عید الفطر و عید الفطر سے بھی

اعظم ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا۔ اسی دن ان کو زمین پر اتارا۔

اسی دن ان کو وفات دی۔ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز

کا سوال کرے وہ عطا فرمائے گا۔ جب تک حرام کا سوال نہ کرے اور اسی دن قیامت

قائم ہوگی۔ (احمد و ابن ماجہ)

(۷) جمعہ مسکینوں کا حج ہے۔ (ابن عساکر)

(۸) جمعہ کے دن نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (طبرانی)

(۹) جمعہ کے دن مرنے والا فتنہ قبر سے محفوظ ہے۔ (ترمذی و احمد)

(۱۰) جمعہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۱۱) جمعہ افضل الايام ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی میں انفال کیا۔

نسخہ وصعقہ بھی اسی میں ہے۔ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو۔ تمہارا درود مجھ پر

پیش کیا جاتا ہے۔ (نسائی و ابن ماجہ)

(۱۲) جمعہ کے دن وضو و غسل کرنا و مسواک کرنا، ناخن تراشنا، اچھے سترے پہننے

پہننا، عمامہ باندھنا، تیل و خوشبو لگانا مستحب ہے۔ (طبرانی، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، موطا امام محمد)

## وجوب جمعہ کی شرطیں

قرآن مجید میں جمعہ کی فرضیت و اہمیت تو اس وقت کے ساتھ بیان کی گئی ہے



کہ جمعہ کیلئے سعی کرنے اور تمام کاروبار چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر جمعہ کی نماز کہاں اور کب پڑھی جائے۔ کس پر جمعہ واجب ہے اور کس پر نہیں۔ یہ سب امور حضور سید عالم ﷺ کی ہدایت پر چھوڑ دیئے گئے۔ پھر ایک جمعہ ہی کیا۔ قرآن مجید میں سوائے چند امور کے باقی پورے دینی نظام کے صرف اصول ہی بتائے گئے ہیں۔ لیکن ان کی جزئیات کی تبیین و تشریح حضور ﷺ کے قول و عمل پر مبنی قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ جمعہ کے متعلق بھی تفصیلی امور ہمیں حضور ﷺ کے ارشادات اور آپ کے متواتر عمل سے ہی ملتے ہیں۔ فقہاء کرام نے ارشاد نبوی ﷺ جمعہ کے واجب ہونے کی حسب ذیل شرائط اخذ کی ہیں۔ یعنی جن افراد میں یہ شرطیں پائی جائیں۔ ان پر جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو جمعہ فرض نہیں ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) عاقل ہو مجنون نہ ہو۔ (۲) بالغ ہونا بالغ نہ ہو۔ عاقل و بالغ ہونا خاص جمعہ ہی کیلئے نہیں بلکہ ہر عبادت کیلئے شرط ہے۔ (۳) شہر میں مقیم ہو مسافر نہ ہو۔ (۴) صحیح و تندرست ہو بیمار یا معذور نہ ہو۔ مریض سے مراد وہ ہے جو مسجد جمعہ تک نہ جاسکتا ہو یا چلا تو جائے گا۔ مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔ شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔ اسی طرح نابینا پر بھی جمعہ فرض نہیں اور اپانچ پر بھی۔ اگرچہ یہ دونوں خود مسجد تک جاسکیں یا کوئی انہیں پہنچا دے۔ کیونکہ یہ معذور ہیں۔ اسی طرح جس کو بادشاہ یا چور یا کسی کا خوف ہو۔ یا بینہ آندھی یا سردی ہو۔ یعنی ایسی بارش یا آندھی یا سردی ہو کہ جس سے نقصان پہنچنے کا خوف صحیح ہو تو یہ بھی عذر شرعی ہے اور ایسی صورت میں بھی جمعہ فرض نہیں۔ یہ ہی حکم قیدی کا ہے۔ (۵) آزاد ہو مملوک نہ ہو۔ (۶) مرد ہو بچہ اور عورت پر جمعہ فرض نہیں اور ان شرائط کا ماخذ حدیث ذیل ہے۔

(۱) طارق بن شہاب سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعت الاربعة عبد

مملوک او امرأة او صبی او مریض۔

جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے۔ مگر یہ چار عبد مملوک، عورت، بچہ اور مریض۔ (ابوداؤد)

(۲) حضرت جابر سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فعليه الجمعة الا امرأة او مسافراً او عبداً او مریضاً۔ (دارقطنی و تہذیبی)

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ واجب ہے، مگر عورت، مسافر، غلام اور مریض۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

خمسة لاجمعة عليهم المرأة والمسافر والعبد والصبي واهل البادية۔ (طبرانی فی الاوسط)

پانچ قسم کے لوگوں پر جمعہ نہیں۔ عورت، مسافر، غلام، بچہ اور دیہاتیوں پر۔

(۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

الجمعة واجبة الا ما ملكت ايما نكم او ذی علة۔

(طبرانی فی الکبیر و تہذیبی فی شعب الایمان)

جمعہ واجب ہے مگر ان پر نہیں جو تمہاری ملک میں ہوں (غلام) یا بیمار ہوں۔

### فائدہ

جن افراد میں وجوب جمعہ کی شرطیں نہ پائی جائیں۔ یعنی ان پر جمعہ فرض نہ ہو۔ جیسے مسافر، غلام، مریض۔ تو اگر یہ جمعہ میں شریک ہوں تو جمعہ ہو جائے گا۔ بلکہ مرد عاقل و بالغ کیلئے جمعہ فرض ہونے کی صورت میں بھی جمعہ پڑھنا افضل ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ اگر مذکورہ بالا لوگ جمعہ کی نماز پڑھیں تو



درست ہے۔ چنانچہ عہد نبوی ﷺ میں عورتیں اور غلام جمعہ میں شریک ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ اندھوں اور اپاہجوں کو بھی اگر کوئی مسجد میں پہنچا دیتا تو وہ خود کسی طرح پہنچ جاتے تو جمعہ کی نماز ادا کر لیتے تھے۔ ان میں سے کسی کو حضور ﷺ یا صحابہ کرام نے یہ نہیں فرمایا کہ تم پر جمعہ فرض ہی نہیں ہے۔ لہذا تم ظہر پڑھو۔ ورنہ ترک ظہر کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔ اس بنا پر ہمارے فقہاء نے فرمایا کہ وہ لوگ جن پر جمعہ فرض ہی نہیں ہے وہ جمعہ پڑھیں تو جائز ہے۔ کیونکہ ان لوگوں سے فرض جمعہ کے سقوط کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس نماز میں کوئی ایسی بات ہے جو ان کی شرکت سے مانع ہو۔ بلکہ ان کو تکلیف سے بچانے کیلئے مستثنیٰ کیا گیا۔ اگر یہ اس تکلیف کو برداشت کر لیں تو پھر اداء نماز میں یہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مساوی ہوں گے۔ (مبسوط ج ۲ ص ۲۴) جن کو رعایت دی گئی ہے یعنی غلام، مسافر، مریض وغیرہ۔ وہ اگر اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں اور جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہوں تو نہ ان سے آخرت میں کوئی باز پرس ہوگی اور نہ اس دنیا میں ان پر زبان طعن دراز کرنا جائز ہوگا۔ کیونکہ جب خود شارع ﷺ نے انہیں رعایت دی ہے تو کسی کو نہ تو اس رعایت کے چھیننے کا اختیار ہے اور نہ رعایت سے فائدہ اٹھانے والوں پر اعتراض کا حق ہے۔

### ادائے جمعہ کی شرائط

یہ تو تھیں وجوب جمعہ کی شرطیں جو مصلیٰ کی ذات میں پائی جانی ضروری تھیں۔ دوسری قسم کی وہ شرائط ہیں جو ادائے جمعہ اور صحت جمعہ کیلئے جنہیں رکن قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جہاں یہ شرطیں پائی جائیں وہاں جمعہ پڑھا جائے گا اور جہاں ان میں سے ایک بھی مفقود ہو وہاں جمعہ ادا ہی نہ ہوگا۔ وہاں کے لوگوں کیلئے ظہر پڑھنا فرض ہے۔ جمعہ کی نماز اگر پڑھیں گے تو وہ نفل قرار پائیں گے اور ظہر پڑھنا پھر بھی ان کیلئے فرض ہوگا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

### اول وقت ظہر کا ہونا

یعنی جو وقت نماز ظہر کیلئے ہے وہی جمعہ کیلئے ہے اور دلیل اس کی حضور ﷺ کا عمل متواتر ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جمعہ کی نماز ہمیشہ ظہر کے وقت پڑھی۔ لہذا جمعہ کا وقت ظہر کا وقت ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ یصلی الجمعة حين تميل الشمس۔ (بخاری ترمذی ابوداؤد) حضور ﷺ زوال کے بعد جمعہ ادا فرماتے تھے۔

### دوم خطبہ

خطبہ بھی ادائے جمعہ کی شرط ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں پڑھا۔ لہذا جمعہ کی نماز کیلئے خطبہ بھی ضروری ہے اور خطبہ کیلئے یہ امور بھی شرط ہے۔ وقت میں ہو نماز سے پہلے ہو جماعت کے سامنے ہو۔ جو جمعہ کیلئے شرط ہے، یعنی خطیب کے سوا تین مردوں کا ہونا۔ اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن لیں اور دلیل اس کی حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل متواتر ہی ہے۔

(۲) خطبہ ذکر الہی کا نام ہے۔ اگرچہ ایک بار الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔

### جمعہ کے خطبہ کے مسائل

خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں ﴿خطیب کا پاک ہونا﴾ ﴿کھڑا ہو کر خطبہ دینا﴾ ﴿خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا﴾ ﴿خطیب کا منبر پر ہونا﴾ ﴿سامعین کی طرف منہ ہونا اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا﴾ ﴿حاضرین کا متوجہ بام ہونا﴾ ﴿خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا﴾ ﴿اتنی زور سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سن سکیں﴾ ﴿الحمد سے شروع کرنا﴾ ﴿اللہ عزوجل کی ثناء کرنا﴾ ﴿اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول کریم ﷺ کی رسالت



کی شہادت دینا ﴿حضور ﷺ پر درود بھیجنا﴾ کم از کم ایک ایک آیت کی خطبہ میں تلاوت کرنا ﴿پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا﴾ دوسرے میں حمد و ثناء و درود و شہادت کا اعادہ کرنا ﴿دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کیلئے دعا کرنا﴾ دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیت کے بیٹھنا ﴿بہتر یہ ہے کہ منبر و محراب کے بائیں جانب ہو﴾ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے خطبہ کے پست ہو اور خلفاء راشدین و عمین مکرمین حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر ہو ﴿خطبہ میں بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے۔ جیسے مالک رقاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے۔

مذکورہ بالا مسائل حسب ذیل حدیثوں سے اخذ ہوئے ہیں۔

(۱) عن السائب بن یزید قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد۔

(ابوداؤد)

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ مؤذن حضور ﷺ کے سامنے مسجد کے دروازہ پر جمعہ کے دن اس وقت اذان دیتا جب کہ حضور ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوتے۔

(۲) کان یوذن بلال علی باب المسجد علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر۔ (طبرانی و ابن حزمہ)

انہی سے مروی ہے کہ حضرت بلال حضور ﷺ کے عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر و عمر کے زمانہ میں مسجد کے دروازہ پر اذان دیتے تھے۔

(۲) وان ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج یوم الجمعة فقعد علی المنبر اذن بلال۔ (حاکم فی المستدرک)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں جب حضور ﷺ جمعہ کے دن برآمد ہو کر منبر پر جلوہ فرما ہو جاتے تو بلال اذان دیتے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہو اور خارج مسجد ہو۔ اور اذان اس وقت ہو جبکہ خطیب منبر پر بیٹھ جائے۔

(۴) حضرت عطا سے مرسل مروی ہے کہ جمعہ کے دن جب حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو۔

استقبل الناس بوجہہ۔ (عبدالرزاق)

اپنا چہرہ سامعین کی طرف رکھتے تھے۔

(۵) حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جب منبر پر جلوہ فرما ہوتے تو آپ خطبہ کیلئے کھڑے۔

جلس قبل الخطبة جلسة خفيفة۔ (بخاری)

خطبہ ہونے سے قبل ذرا دیر بیٹھ جاتے۔

(۶) حضرت جابر ابن سرہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے تو کھڑے ہو کر

یخطب قائم ثم یجلس ثم یقوم فیخطب قائم۔ (ابوداؤد مسلم نسائی)

خطبہ دیتے۔ پھر بیٹھتے۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔

(۷) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے جمعہ کے دن دو خطبے ہوتے۔ دونوں خطبوں

خطبتان یجلس بینہما یقرء القرآن ویذکر الناس۔ (مسلم)

خطبے کے درمیان بیٹھتے قرآن مجید پڑھتے اور وعظ فرماتے۔

(۸) جابر ابن سرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔

یخطب یوم الجمعة قائم ثم یقعد فعدة لا یتکلم ثم یقوم یخطب



خطبہ اخروی۔ (نسائی)

آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ پھر بیٹھ گئے (خاموش) پھر کھڑے ہوئے اور دوسرا خطبہ دیا۔

(۹) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جمعہ کے خطبہ میں

بحمد اللہ و بیتی علیہ وقد علا صوتہ۔ (مسلم)

اللہ کی حمد و ثناء فرماتے اور بلند آواز سے خطبہ دیتے۔

(۱۰) احادیث سے واضح ہوا۔ جمعہ کیلئے دو خطبے دیئے جائیں۔ دونوں خطبوں کے درمیان ذرا دیر بیٹھا جائے اور خطبہ اللہ کی حمد و ثناء اور وعظ و تذکیر پر مشتمل ہوں اور اس میں قرآن پاک کی کوئی آیت تلاوت کی جائے۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اذ قال لصاحبك انصت والامام يخطب يوم الجمعة فقد لغوت۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد و ترمذی)

جب تم نے اپنے ساتھی سے کہا خاموش رہو۔ دراصل حالیکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو

اس نے لغو کام کیا۔

(۱۲) ثم انصت حتى يفرغ الامام من خطبة ثم يصلی۔ (مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کا خطبہ خاموشی سے سنو۔ پھر نماز پڑھو۔

(۱۳) اذا قام على المنبر استقبله الناس۔ (ابن ماجہ)

حضور جب خطبہ کیلئے منبر پر جلوہ فرما ہوتے تو لوگ امام کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

(۱۴) امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم باقصار الخطب۔

(ابوداؤد)

ہمیں حضور ﷺ نے خطبہ کو مختصر رکھنے کا حکم دیا۔

(۱۵) جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضور ﷺ کا خطبہ طویل نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ

انما هن كلمات يسيرات۔ (ابوداؤد)

مختصر کلمات ہوتے تھے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ خطبہ خاموش بیٹھ کر سنا جائے۔ بوقت خطبہ لوگ

امام کی طرف متوجہ ہوں۔ خطبہ کے وقت سلام و کلام نہ ہو۔ خطبہ مختصر ہو۔ زیادہ لمبا خطبہ نہ ہو کہ لوگوں پر بار ہو۔

### سوم جماعت

یعنی ادائے جمعہ کیلئے خطیب کے سواتین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر تین

مرد غلام یا مسافر یا بیمار ہوں تو بھی جمعہ صحیح ہے۔ صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

الجمعة واجبة على كل مسلم في جماعة۔ (دارقطنی)

جمعہ ہر مرد مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے۔

### چہارم اذن عام

یعنی وہ ایسی جگہ ہو۔ جہاں ہر شخص کو بلا روک ٹوک آنے کی اجازت ہو تو اس کا

دروازہ کھلا ہو۔ جس کا جی چاہے آئے۔ کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ حتیٰ کہ اگر جامع مسجد

میں لوگ جمع ہو گئے۔ اور دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا۔ جمعہ نہ ہوگا۔ اسی طرح بادشاہ

نے اپنے مکان میں یا اپنی رہائش گاہ کی مسجد میں جمعہ قائم کیا اور دروازہ پر دربانوں کو

بٹھادیا کہ لوگوں کو آنے نہ دے کارخانہ یا دفاتر کہ وہاں جمعہ ہو اور عام لوگوں کو اندر آنے

کی اجازت نہ ہو۔ تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جمعہ کبھی



پرائیویٹ مکان میں نہیں پڑھا گیا۔ حضور ﷺ آپ کے صحابہ کرام نے ہمیشہ ایسی جگہ جمعہ پڑھا جہاں پر ہر مسلمان کو حاضر ہونے کی عام آزادی ہو۔ لہذا جمعہ کیلئے اذن عام ضروری ہے۔

### شرط پنجم: بادشاہ اسلام

مگر یہ کوئی صحت جمعہ کیلئے لازمی شرط نہیں ہے کہ بادشاہ ہی کی اجازت سے جمعہ قائم ہو سکے۔ اسی لئے ہمارے فقہاء نے یہ تصریح کی ہے۔ بادشاہ اسلام کی شرط شرط اولیت ہے۔ شرط صحت نہیں ہے۔

(۱) جامع الرموز میں ہے کہ سلطان سے مراد حاکم اکبر ہے جس کے زیر دست باقی حکام ہوں۔ خواہ وہ عادل ہوں یا ظالم اور طلاق عبارت مشعر ہے کہ سلطان کا مسلم ہونا صحت جمعہ کیلئے شرط نہیں۔

لان السلام ليس بشرط وهذا اذا امكن استيذانه والا فالسلطان ليس بشرط اجتمعوا على رجل جائز۔

یہ بھی اس صورت میں ہے جبکہ اس سے اجازت طلب کرنا ممکن ہو۔ ورنہ پھر جمعہ کیلئے سلطان شرط نہیں تو اگر لوگ متفق ہو کر ایک شخص کو امام مقرر کر لیں تو جمعہ جائز ہے۔

(۲) صاحب بدائع نے اس کی دلیل میں لکھا ہے کہ جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو مسلمانوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو امام مقرر کر کے جمعہ کی نماز ادا کی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس فتنہ کے موقع پر نہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کرنے کی کسی کو ہمت تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس وقت خلیفہ اور امام مقرر ہوئے تھے۔ فعلم ان اقامة الجمعة غير مشروطة عندهم بالاذن۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا سلطان کا ہونا صحت جمعہ کیلئے شرط نہیں ہے۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

بلا اذن امام محض اپنی اجازت و اتفاق سے جمعہ نہ پڑھے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کرنی نے ذکر کیا۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ

ذكر الكرخي انه لا يباس ان يجمع الناس على رجل يصلي بهم الجمعة وهكذا مروى عن محمد ذكره في العيون۔ (العيون)

لوگ کسی ایک کو امام مقرر کر کے جمعہ پڑھ لیں۔ امام محمد رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔ (عیون میں)

(۳) علامہ بحر العلوم نے بھی رسائل الارکان میں مذکورہ بالا واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے شرط سلطان کو صحت جمعہ ہونے کی ضروری شرط ہونے کی نفی فرمائی ہے۔

(۴) مولانا عبدالحی عظیمی نے عمدة الراية میں تصریح کی۔

انما هو على سبيل الاولوية حيث لا تتعد الجمعة وحيث تعددت فلا حاجة إلى ذلك۔

شرط اولویت کی شرط ہے تاکہ جمعہ متعدد جگہ نہ ہو۔ مگر جب متعدد جگہ ہو تو اب اس شرط کی حاجت نہیں۔

(۵) حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی ائمة اللغات وفتح المنان میں لکھتے ہیں۔ شرط سلطان صحت جمعہ کیلئے نہیں۔ بلکہ قطع منازعت کیلئے ہے کیونکہ جمعہ وعیدین مجمع عظیم کے ساتھ ادا ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ امامت پر جھگڑا ہو تو اگر حاکم ہوگا تو اس کا

احتمال نہ رہے گا پھر صاحب ہدایہ کی رائے لکھ کر فرماتے ہیں۔

وظاهره يفيد الاولوية والاحتياط عقلاً لا لاشتراط وعدم جواز الصلوة بدونه شرعاً۔

کہ ظاہر یہی ہے شرط سلطان الویت کی شرط ہے احتیاط عقلاً نہ کہ شرعاً سلطان کی اجازت کے بغیر جمعہ جائز ہی نہ ہو۔



(۶) علامہ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے رسائل الارکان میں مزید لکھا کہ میں کسی ایسی دلیل پر مطلع نہیں ہوا۔

لم اطلع علی دلیل یفید اشتراط امر السلطان وما فی الہدایہ رای لایثبت بہ الاشتراط لاطلاق نصوص وجواب الجمعة۔ (رسائل الارکان)  
جو سلطان کی شرط کو مفید ہو اور صاحب ہدایہ کا ارشاد یہ ان کی رائے ہے جو دلیل اشتراط نہیں بن سکتی۔ کیونکہ وجوب جمعہ کی نصوص مطلقہ (یعنی نصوص میں یہ شرط نہیں ہے) غرضیکہ سلطان اسلام کے حضور اور اذن کی قید محض احتیاطی و عقلی ہے اور رفع منازعت کیلئے ہے کسی نص صریح پر مبنی نہیں ہے۔ لہذا اگر سلطان اسلام نہ ہو یا وہ اقامت جمعہ کے فرائض ادا نہ کرے تو مسلمان متفق ہو کر کسی کو امام مقرر کر کے جمعہ پڑھ

(۱) فقہانے سلطان اسلام کی شرط جو بعض مصالح کی بنا پر مقرر کی ہے۔ اس کا ماخذ حسب ذیل احادیث ہو سکتی ہیں۔

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کو معمولی چیز اور ہلکا جان کر چھوڑ دیا۔ درآں حالیکہ اس کا حاکم ولہ امام جائز او عادل فلا جمع اللہ شملہ۔ (بدائع ج ۱ ص ۲۶۱) ظالم یا عادل امام موجود ہو تو اللہ کی پراگندگی کو دور نہیں فرمائے گا۔

(۲) حسن بصری کا قول ہے کہ

اربع الی السلطان منها اقامة الجمعة والعیدین۔ (ابن ابی شیبہ)

چار چیزیں سلطان سے متعلق ہیں۔ ان میں سے اقامت و جمعہ و عیدین بھی ہے۔

ظاہر ہے حدیث مذکورہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام یا سلطان کے بغیر اقامت جمعہ جائز ہی نہ ہو۔ حدیث کا مطلب تو یہ ہے جہاں اسلامی نظام جماعت قائم ہو۔ وہاں جمعہ کا ترک کرنا اور بھی زیادہ شدید گناہ ہے۔ اسی طرح اثر حسن بصری کا مفہوم یہ ہے کہ ان چار چیزوں کا اہتمام سلطان کو کرنا چاہیے یا یہ کہ سلطان اگر موجود ہو تو ان چیزوں کے اہتمام کا حق اس کو ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں نکلتا کہ سلطان اسلام نہ ہو یا ہو تو مگر وہ ان چیزوں کا اہتمام ہی نہ کرے تو یہ کام بند رہیں۔ اگر کوئی کہے کہ لڑکی کی شادی کرنا باپ کا کام ہے یا باپ کا حق ہے تو اس کا یہ مطلب نہ ہوگا کہ اگر باپ نہ ہو تو لڑکی بیٹھی رہے۔

لیں تو جائز و درست ہے۔

جامع الرموز میں ہے۔

کل مصرفیہ وال عن جہہ کافر جاز فیہ اقامة الجمعة والعیدین۔  
ہر وہ شہر جس میں کافر کا مقرر کردہ حاکم موجود ہو وہاں بھی جمعہ و عیدین کا قائم کرنا جائز ہے۔

ششم، مصر

(۱) یعنی صحت ادائے جمعہ کیلئے شہر یا فناء شہر کا ہونا شرط اور احتیاط کے نزدیک گاؤں میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ شہر کی تعریف میں فقہاء کے گو متعدد قول ہیں لیکن صحیح اور مفتی یہ اور معمول یہ تعریف سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ شہر وہ جگہ ہے۔ جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اور اس کے متعلق دیہات گئے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو جو اپنے دبدبہ و سوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے۔ اگر چہ انصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو۔

(۲) اور شہر کے اس پاس کی جگہ جو شہر کی مصلحتوں کیلئے ہوا سے فناء مصر کہتے ہیں۔ جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن کہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فناء شہر میں ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز ہے۔ چنانچہ حضرت علی و حضرت حذیفہ بن الیمان حضرت عطا حسن بن ابی الحسن ابراہیم نخعی مجاہد محمد بن سیرین و سفیان ثوری و سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ گاؤں میں جمعہ درست نہیں۔ جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فناء میں اور جو جگہ شہر کی ضرورتوں کیلئے نہ ہو اور اس کے شہر کے درمیان کھیت وغیرہ فاصل ہو تو وہاں جمعہ جائز نہیں۔ لیکن اکثر ائمہ یہ کہتے ہیں کہ اگر اذان کی آواز وہاں پہنچتی ہو یا وہ جگہ شہر سے دور ہو۔ مگر بلا تکلف واپس جاسکتا ہو تو ان لوگوں کو جمعہ پڑھنا چاہیے یعنی جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں



انہیں چاہیے کہ شہر آخر جمعہ پڑھنے جائیں۔ (در مختار وغائیری)

### صحت ادائے جمعہ کیلئے مصر شرط ہے اور اس کے دلائل

چنانچہ اداء جمعہ کیلئے شہر کے شرط ہونے کے دلائل یہ ہیں۔

(۱) ابو بکر ابن ابی شیبہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع۔

کہ سو مصر جامع کے نہ جمعہ ہو گا نہ تشریق نہ عید نہ بقر عید۔

اگرچہ ابن ابی شیبہ نے اسے موقوفاً روایت کیا ہے مگر یہ بات ہمارے مدعا کو مضر نہیں کیونکہ وہ احکام جن میں قیاس کو دخل نہ ہو۔ اس میں حدیث موقوف پر صحابی بھی مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت کا قول علی ہوتا تو سب کو تسلیم ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ادا جمعہ کیلئے مصر کی شرط لگانا اپنی رائے سے تو ہو نہیں سکتا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے قول و عمل سے یہ معلوم کیا کہ جمعہ کیلئے شہر

(۱) اس کا ماخذ حسب ذیل حدیثیں ہو سکتی ہیں۔ امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

الجمعة علی من اوال اللیل الی اہلہ۔ جمعہ اس پر ہے جو رات تک اپنے اہل تک پہنچ سکے۔

مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کے راوی سعید المقبری کو یحییٰ بن سعید القطان نے ضعیف قرار دیا۔ عراقی نے کہا انہ غیر صحیح فلا حجة فیہ۔ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۲۶) لیکن یہ واضح

رہے کہ اس حدیث سے دیہات میں اقامت جمعہ کی فرضیت تو درکنار جواز بھی ثابت نہیں ہوتا۔

کیونکہ اگر دیہات میں اقامت جمعہ جائز یا فرض ہوتا تو پھر بجائے مذکورہ فی الحدیث ہدایت کے یہ

حکم دیا جاتا کہ یا تو شہر میں آ کر نماز جمعہ پڑھو۔ ورنہ اپنے گاؤں میں ہی جمعہ پڑھ لو۔

الجمعة علی من سمع النداء۔ جمعہ اس پر ہے جو اذان کی آواز سنے۔

لیکن یہ حدیث بھی مرفوع نہیں ہے۔ نیز اس کی اسناد میں بھی کلام کیا گیا ہے اور حدیث

بخاری جس کا مضمون یہ ہے۔ عہد نبوی میں دیہات کے لوگ جمعہ کے دن مدینہ منورہ میں آ کر جمعہ

پڑھا کرتے تھے۔ مگر یہ واضح رہے خود علامہ ابن حجر نے تسلیم کیا کہ اس حدیث سے دیہاتوں پر

فرضیت جمعہ کا استدلال صحیح نہیں۔

شرط ہے۔ اس لئے انہوں نے اداء جمعہ کیلئے مصر کو شرط قرار دے دیا۔ لہذا جو روایت

موقوف ہو اور اس میں قیاس کو دخل بھی نہ ہو یا وہ دوسری مرفوعات سے مؤید ہو وہ بھی

اعلیٰ درجہ کی مرفوع حدیث قرار پاتی ہے۔ ثانیاً اس حدیث کی ابن حزم نے تصحیح کی ہے

اور اس کو مرفوعاً بھی روایت ہے اور امام عبدالرزاق نے ایسے راویوں سے روایت کیا

جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہیں اور علامہ نووی نے اثر علی کے رفع کو جو ضعیف کہا ہے تو

ایک سند سے اگر ضعیف ہے تو دوسری سند سے تو ضعیف نہیں ہے۔ تاہم اگر ضعیف بھی

ہو تو دیگر احادیث صحاح اس کے مضمون کی تائید و توثیق کرتی ہیں جو رفع ضعف کیلئے

کافی ہے۔ حضرت عمرہ بن زبیر عن عائشہ مروی ہے کہ

(۲) کان الناس ینتابون الجمعة من منازلہم والعوالی۔ (بخاری)

لوگ باری باری اپنی منزلوں اور عوامی سے (مدینہ میں) جمعہ کیلئے آیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ عہد نبوی ﷺ میں دیہات کے مسلمان جمعہ پڑھنے

کیلئے مسجد نبوی میں آتے تھے۔ ینتابون کا لفظ صاف و صریح طور پر اس امر کی نشاندہی کر

رہا ہے۔ ایک جمعہ کو چند آدمی مدینہ میں جمعہ کیلئے آتے تھے اور باقی اپنے گھر پر رہتے پھر

دوسرے جمعہ کو دوسری جماعت جو پہلے جمعہ کو نہ آئی تھی۔ مدینہ شریف میں جمعہ کیلئے آتی

تھی اور پہلی جماعت اپنے گھر میں رہتی تھی۔

(۱) مصنف عبدالرزاق کا سلسلہ سند یہ ہے کہ۔ اخبرنا معمر عن ابی اسحق عن الحارث

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری سند یہ ہے حذنا جریر عن منصور عن

طلحہ عن سعد بن عبیدة عن ابی عبدالرحمن انہ قال قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور ابن ابی شیبہ کی سند یہ ہے عباد بن العلوام عن حجاج عن ابی اسحق عن الحارث

عن علی علامہ عینی رحمہ اللہ نے لکھا کہ امام نووی کا یہ فرمانا کہ حدیث علی ضعیف متفق علیہ۔ تو متفق

علیہ کا لفظ تو ان کا اپنا ہے۔ باقی رہا ضعف تو دراصل وہ صرف ابن شیبہ والی سند پر مطلع ہوئے جس

میں حجاج بن ارطاة ہے۔ مگر وہ طریق جریر عن منصور پر مطلع نہیں ہوئے جس کی سند صحیح اور اگر ہو

جاتی تو ضعیف نہ کہتے۔ (یعنی ج ۳ ص ۲۶۲)



قابل غور بات یہ ہے کہ اگر دیہات کے رہنے والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو اول تو ان کے گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے تھا۔ یا پھر جو مدینہ میں جمعہ کیلئے حاضر نہ ہوتے تھے اور گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے تھا۔ یا پھر جو مدینہ میں جمعہ کیلئے حاضر نہ ہوتے تھے اور گاؤں میں رہ جاتے تھے۔ ان کو تو ضرور گاؤں میں جمعہ پڑھنا چاہیے اور اگر وہ کسی وجہ سے گاؤں میں قائم نہ کر سکتے تھے تو پھر سب کو یعنی گاؤں کی پوری آبادی کو مدینہ میں حاضر ہو کر جمعہ میں شریک ہونا چاہیے تھا۔ مگر گاؤں کے رہنے والوں نے ایسا نہیں کیا۔ پھر یہ حضور اکرم ﷺ کے علم میں تھی۔ لیکن آپ نے باری باری ان کو جمعہ میں شریک ہونے پر نہ ٹوکا۔ حضور ﷺ کے اس عمل اور ان کے اس تعامل سے واضح ہوتا ہے کہ گاؤں پر سرے سے فرض ہی نہ تھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ شافعی کو بھی یہ ماننا پڑا کہ اس حدیث سے اہل قرئی پر فرضیت جمعہ کی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو پھر وہ باری باری جمعہ کیلئے مدینہ نہ آتے۔ بلکہ گاؤں کی پوری آبادی جمعہ میں شرکت کرتی۔ حافظ رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں۔ لانه لو كان واجبا على اهل العوالي ماتنا وبوا ولكانوا يحضرون جميعاً۔ (فتح الباری) البتہ یہ ضرور ہے کہ جہاں حافظ رحمہ اللہ نے یہ بات لکھی ہے وہاں ان کو یہ بھی لکھنا چاہیے تھا کہ گاؤں میں جمعہ کا ادا نہ ہونا بھی۔ اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ جمعہ کے دن گھروں میں رہ جاتے تھے۔ ان کا گاؤں میں جمعہ قائم نہ کرنا اور حضور ﷺ کا ان کو اقامت جمع کا حکم نہ فرمانا اس امر پر نص صریح ہے۔

(۳) اسی طرح حضور ﷺ کا اور آپ کے صحابہ کرام کا متواتر عمل بھی ادائے جمعہ کیلئے شہر کے شرط ہونے پر نص ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب ہجرت فرمائی تو آپ پہلے قباء میں ٹھہرے۔ وہاں آپ نے چودہ روز قیام کیا۔ بخاری میں عن انس مروی ہے فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَةَ لَيَالٍ اور دوران قیام قبا آپ کو دو جمعہ پیش آئے کیونکہ آپ

پیر کے دن قبا میں فروکش ہوئے اور پیر ہی کے روز قبا سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے لیکن آپ نے دوران قیام قباء جمعہ قائم نہیں فرمایا اور نہ اہل قبا کو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔ آخر کیوں؟ اگر دیہات میں جمعہ فرض تھا تو حضور ﷺ کو قبا میں جمعہ پڑھنا چاہیے تھا مگر آپ نے نہیں پڑھا۔ معلوم ہوا کہ جمعہ کیلئے مصر شرط ہے۔ یہ دلیل اس تقدیر پر ہے جبکہ جمعہ کی فرضیت بحالت قیام مکہ مانی جائے اور ہمارے نزدیک یہ ہی صحیح ہے جیسا کہ فیوض الباری پارہ ۴ کے صفحہ نمبر ۴۰ پر ہم نے بیان کیا ہے اور اگر بعض علماء کی اس رائے کو تسلیم کر لیا جائے کہ جمعہ مدینہ طیبہ میں ہی فرض ہوا تو یہ سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ اگر اداء جمعہ کیلئے مصر کا ہونا ضروری نہ تھا تو عہد نبوی میں عوالی مدینہ میں جمعہ کیوں قائم نہیں ہوا اور مدینہ کے مضافات میں جو دیہات واقع تھے۔ ان کے مکین باری باری مدینہ میں آ کر جمعہ کیوں پڑھتے تھے پھر عوالی مدینہ یعنی دیہاتیوں کو حضور ﷺ کا یہ فرمانا اہل عوالی سے۔

(۴) من احب ان ينظر الجمعة من اهل العوالي فليتنظر ومن ان يرجع فقد اذنت۔ (بخاری)

جو جمعہ کا انتظار کرنا چاہے کر لے اور جو جمعہ پڑھے بغیر جانا چاہے تو اس کو میں اجازت دیتا ہوں۔

اداء جمعہ کے شرط ہونے اور دیہاتیوں پر جمعہ فرض نہ ہونے پر نص صریح ہے۔

(۵) غرضیکہ حضور سید عالم ﷺ کا متواتر عمل یہ ہی رہا کہ آپ نے دیہاتیوں کو نہ تو اقامت جمعہ کا حکم دیا اور نہ کسی کے عدم اقامت جمعہ پر سرزنش فرمائی۔ اسی طرح عہد صحابہ کو لیجئے تو انہوں نے بہت سے ممالک فتح کئے۔ لیکن انہوں نے بھی دیہات میں کبھی جمعہ قائم نہیں کیا اور جہاں جہاں صحابہ کے آثار پائے وہاں دیہات میں نہ منبر پائے گئے اور نہ جامع مسجدیں۔ حتیٰ کہ جب حجاج بن یوسف نے اہواز (گاؤں) میں



جمعہ کیا تو امام حسن بصری نے فرمایا۔

لعن الله الحجاج تترك الجمعة في الامصار وقيمها في حلافيم۔  
حجاج پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہ شہروں کو چھوڑ کر ملک کے گوشوں میں جمعہ قائم کرتا ہے۔

ان سب احادیث سے واضح ہوا کہ ادائے جمعہ کیلئے مصر شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔

اے ایمان والو جب جمعہ کی نماز کیلئے جمعہ کے دن اذان دی جائے تو ذکر خدا کی طرف آؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

(۱) فَاسْعَوْا کے معنی (آؤ) ہیں۔ یہ آیت سورہ جمعہ پارہ ۲۹ کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس آیت سے جمعہ کی فرضیت پر استدلال کیا کہ جب جمعہ کی اذان ہو تمام کام چھوڑ کر جمعہ کیلئے مسجد میں آنا جانا فرض ہے۔

(۲) یہ آیت مدنی ہے اور جمعہ دراصل مکہ میں فرض ہو چکا تھا۔ مگر وہاں بوجہ غلبہ کفار جمعہ قائم نہیں ہو سکا۔ چنانچہ علامہ جلال سیوطی نے تصریح فرمائی الصحيح انها مدینہ اور بخاری میں جناب ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم بحضور نبوی ﷺ حاضر تھے کہ سورہ جمعہ نازل ہوئی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد ایمان لائے تھے۔ لہذا پوری سورہ مدنی ہے۔ (اقتان) اور کچھ احکام ایسے ہیں کہ اول ان کا حکم بذریعہ وحی ہوا اور آیت اس باب میں بعد میں نازل ہوئی۔ علامہ سیوطی نے لکھا۔

النوع الثاني عشر ماتاخر حكمه عن نزوله وما تاخر نزوله عن حكمه (التي ان قال) ومن امثله ايضا اية الجمعة فانها مدينة (اقتان) اور

حدیث بخاری شہدانا اللہ لہ کے ماتحت علامہ قسطلانی و علامہ ابن حجر عسقلانی حتیٰ کہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے عون الباری میں لکھا۔ بان نص لنا عليه ولم يكلها الي جتهادنا لاحتمال ان يكون صلى الله عليه علمه بالوحي وهو بمكة ولم يتمكن من اقامتها بها فيه حديث عن ابن عباس عبدالدارقطني ولذا لث جمع لهم اول من قدم المدينة كما ذكره ابن اسحاق وغيره۔ (فتح الباری قسطلانی و عون المعبود)

ان تصریحات سے واضح ہوا کہ آیت جمعہ مدنی ہے اور یہ کہ فرضیت مکہ مکرمہ میں قبل ہجرت ہو چکی تھی۔ مگر بوجہ غلبہ کفار مکہ میں جمعہ قائم نہ ہو سکا اور سورہ جمعہ کا نزول فرضیت جمعہ کے بعد ہوا۔ پھر جب حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ جو کہ مصر تھا وہاں حضور ﷺ نے جمعہ قائم فرمایا:

### تفسیر آیات جمعہ

اذان نودی ندا سے مراد اذان خطبہ ہے۔ چنانچہ زہری نے سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ایک ہی مؤذن تھا۔ جب حضور ﷺ منبر پر خطبہ جمعہ کیلئے جلوہ فرما ہوتے تو وہ اذان دیتے۔ جب حضور ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اترتے تو جمعہ کی نماز کیلئے اقامت ہوتی۔ چنانچہ عہد صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما میں ایسا ہی معمول رہا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جب زمانہ آیا تو لوگوں کی کثرت ہوئی اور ان کے مکان دور ہو گئے تو آپ نے ایک اذان کی زیادتی کر دی اور یہ اذان اس مکان پر دی جاتی اور جب خطبہ ختم کر کے منبر سے اترتے تو نماز جمعہ کیلئے اقامت کہی جاتی۔ فلم يعب ذلك حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر صحابہ کرام میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ (یعنی ج ۳ ص ۲۳۳) بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو معمول بہ بنا لیا۔ چنانچہ عہد صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام امت کا اسی پر عمل



ہو گیا کہ جمعہ کیلئے دو اذانیں دی جائیں۔

(۲) آیت میں اذانِ نبوی سے اذانِ خطبہ مراد ہونے پر یہ امر بھی ایک نہایت ہی معقول دلیل ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ اور عہدِ صدیقی و فاروقی میں ایک ہی اذانِ خطبہ ہوا کرتی تھی۔ من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ ذکر اللہ سے مراد نماز جمعہ ہے۔ اور حضرت سعید ابن المسیب نے فرمایا۔ امام کا خطبہ مراد ہے۔ بعض نے خطبہ اور نماز دونوں کو مراد لیا ہے۔ اور فاسعوا کے معنی یہ ہیں کہ اطمینان کے ساتھ مسجد کی طرف چلے آؤ۔ بھاگ دوڑ کر آنا ہے۔ وذر البیع یعنی خطبہ کی اذان سن کر بیع و شراء اور وہ تمام کام جو نماز کیلئے رکاوٹ ہو سکیں چھوڑ دینے فرض ہیں اور خرید و فروخت کا ذکر اس لئے فرمایا گیا کہ زوال کے بعد عموماً لوگ بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول ہوتے ہیں۔ ذالکم خیر لکم یعنی تمام کاموں کو نماز کی طرف متوجہ ہو جانا تمہارے لئے بہتر ہے اور خیر کا اطلاق فرض پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ تیمم کے متعلق فرمایا۔ پاک مٹی مسلم کا طہور ہے اگرچہ پانی دس سال تک نہ ملے۔ فاذا وجد الماء فلیغسلہ لبشرطہ فان ذالک خیر۔ دیکھئے خیر کا لفظ یہاں بمعنی فرض ہی ہے۔ اور بھی اس کی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ خطبہ کی اذان کے بعد تمام کاموں کو چھوڑ دینا واجب ہے اور ذکر اللہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ حتیٰ کہ خطبہ کی اذان کے بعد زبانی خرید و فروخت اور اسی نوع کے دیگر وہ کام جو منافی سہی ہوں ان کا ترک کر دینا بھی واجب ہے۔

### جمعہ کیلئے کس وقت سعی کی جائے

واضح ہو کہ سعی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خطبہ و نماز جمعہ میں شامل ہو جائے اور خطبہ کی اذان کے بعد کسی اور دنیاوی کام میں مشغول نہ رہے۔ اس لئے اذانِ خطبہ کے بعد ذکر اللہ کے سوا کسی اور کام میں مشغول رہنا حرام ہے۔ حتیٰ کہ زبانی خرید و فروخت

بھی حرام ہے اور خطبہ سننا واجب ہے۔

(۲) حضور سید عالم ﷺ کے زمانہ مبارک میں صحابہ کرام کی کیفیت یہ تھی کہ وہ جمعہ کے دن خود بخود مسجد میں جمع ہو جاتے تھے اور حضور ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ برآمد ہو کر منبر پر جلوہ افروز ہوتے اور مؤذن اذان دیتا (یہ جمعہ کی اذان تھی) اور خطبہ شروع فرماتے۔ پھر خطبہ کے بعد اقامت ہوتی اور نماز جمعہ ادا کی جاتی یہ طریقہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد تک جاری رہا۔

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جب زمانہ آیا تو آپ نے دیکھا کہ لوگ دور دور تک آباد ہو گئے ہیں اور ان کے مکان مسجد سے دور ہو گئے ہیں۔ اس بنا پر آپ نے ایک اذان کا اضافہ فرمادیا۔ (یعنی اذانِ اول جس کا فائدہ یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اب جمعہ کیلئے تیار رہنا چاہیے اور اذانِ خطبہ یعنی اذانِ ثانی سن کر فوراً مسجد میں آ جانا چاہیے۔

ظاہر ہے کہ ہمارے زمانہ میں بہت لوگ عہدِ نبوی ﷺ کی طرح پہلے ہی سے مسجد میں جمع نہیں ہوتے۔ جمعہ سے قبل وعظ کی وجہ سے کچھ لوگ جو پہلے ہی سے تیار ہو کر مسجد میں آ جاتے ہیں اور کچھ نہیں آتے تو اب وہ لوگ جو پہلے ہی سے تیار ہو کر مسجد میں آ گئے ہیں یا تیار ہو کر اپنے اپنے منامات پر اذانِ خطبہ کا انتظار کر رہے ہیں وہ تو اذانِ ثانی کے بخوبی خطبہ و جمعہ کی نماز میں شامل ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جنہیں ابھی دوکان بند کرنی ہے۔ وضو و طہارت سے فارغ ہونا ہے۔ وہ اگر اذانِ خطبہ کے بعد سعی کریں بھی تو جماعت تو کیا بلکہ خطبہ تک سے رہ جانے کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ ایسا ہوتا ہے کہ جو پہلے طہارت وغیرہ سے فارغ نہیں ہوتے اور عین خطبہ کی اذان کے وقت مسجد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ جماعت و خطبہ سے رہ جاتے ہیں تو اگرچہ یہ بات اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ قرآن مجید میں جس سعی کا حکم ہے وہ اذانِ خطبہ کے بعد



ہے یعنی اذان خطبہ کے بعد ذکر اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا اور تمام دوسرے کاموں کو چھوڑ دینا واجب ہے۔ مگر فقہاء احناف نے پہلی اذان کے بعد سعی کے واجب ہونے کا قول کیا تو اس قول کی بنیاد یہی ہے کہ ہمارے زمانہ میں اگر اذان اول کے بعد جمعہ کیلئے تیار نہ ہوا جائے اور اذان ثانی کے بعد جمعہ کیلئے مسجد میں آیا جائے تو اس طرح شارع کا مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ یعنی خطبہ و جمعہ کی نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس مصلحت کی بناء پر فقہاء احناف نے اذان اول کے بعد سعی کو ضروری قرار دیا۔ اس تفصیل سے مجھے یہ بتانا مقصود ہے کہ اذان خطبہ کے بعد تو ذکر اللہ کی طرف اس طرح متوجہ ہونا واجب ہے کہ اس وقت کسی دوسرے کام میں مشغولیت نہ ہو۔ حتیٰ کہ زبانی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ مگر اذان اول کے بعد کیلئے تیار ہو کر اپنے مقام پر بیٹھا رہنا اور خرید و فروخت میں بایں طور مشغول رہنا کہ خطبہ و جمعہ کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو جائز و مباح ہے۔

### کیا جمعہ کیلئے غسل فرض ہے

اہل ظاہر نے جمعہ کی نماز کیلئے غسل کرنا واجب قرار دیا ہے۔ لیکن وجوب کا قول کہ متعدد وجوہ سے درست نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے۔ اول حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے واضح ہے کہ لوگ جمعہ کے دن کاروبار میں مشغول ہوتے اور انہیں میلے کپڑوں میں جمعہ کے دن مسجد میں آ جاتے۔ اس پر انہیں حکم دیا گیا کہ غسل کر کے آئیں معلوم ہوا کہ غسل کی علت میل کچیل و بدبو وغیرہ ہے۔ لہذا اگر کپڑے و بدن میل کچیل ہو۔ پسینے کی بدبو سے بیماریوں کو تکلیف ہو تو پھر غسل ضروری ہے۔ ورنہ مسنون و مستحب ہے۔

دوم اگر مان لیا جائے۔ جمعہ کے دن بہر حال غسل واجب کی حدیث منسوخ ہے کیونکہ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

من توضأ يوم الجمعة فيها و من اغتسل فهو افضل۔

جس نے جمعہ کے دن صرف وضو کیا تو کافی ہے اور غسل کرنا افضل ہے۔

معلوم ہوا کہ غسل واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔

اس پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ مذکورہ بالا حدیث ضعیف ہے اور ضعیف صحیح کو منسوخ نہیں کر سکتی، لیکن اس کا جواب یہ ہے اس حدیث کو ابو داؤد نسائی، بزاز، طحاوی، ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی، ترمذی نے سات صحابہ کرام حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ، انس، سرہ بن جندب، ابوسعید خدری، عبدالرحمن بن سرہ و حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ یہ حدیث طریق متعددہ سے مروی ہے۔ یہ بات بھی اس کے حکم میں قوت پیدا کر رہی ہے۔

سوم علماء محققین نے فرمایا کہ نماز کیلئے قرآن مجید میں صرف وضو کا حکم دیا گیا ہے اور خبر واحد سے کتاب پر زیادتی جائز نہیں (لانہ یصیر كاللنوع) اور یہ حدیث ابن عمر میں ہے کہ

إِذَا جَاءَكُمْ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْسِلْ۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا جو کوئی جمعہ کیلئے آئے وہ غسل کر کے آئے۔

تو اس حدیث میں فَلْيَغْسِلْ کا (امر اور واجب کے) الفاظ مذہب پر محمول ہیں۔ البتہ اگر کوئی اتنا میلا کچلا ہو کہ اس کے کپڑوں کی بدبو سے نمازیوں کو ایذا پہنچے تو ایسے شخص کیلئے غسل ضروری ہے۔ مگر یہ بات پھر صرف جمعہ کے ساتھ خاص نہ رہے گی۔ بلکہ نماز پنجگانہ میں شمولیت کیلئے بھی یہی حکم دیا جائے گا۔

### حاضرین جمعہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو جمعہ کے دن غسل جنابت کر کے نماز کیلئے گیا تو گویا اس نے اللہ کیلئے ایک اونٹ کی قربانی دی جو جمعہ کیلئے



(۵) اونٹ کی قربانی گائے سے افضل ہے۔ اسی لئے حدیث ہذا میں اونٹ کو گائے سے پہلے رکھا گیا۔

(۶) ہدایہ میں ہے کہ اونٹ کی قربانی سب سے افضل ہے۔ اس کے بعد گائے کی، اس کے بعد بھیڑ، دنبہ، بکری کی۔ سیدنا امام اعظم و امام شافعی و جہور کی یہی رائے ہے۔

(۷) یہ فرشتے خطبہ کے علاوہ ہوتے ہیں جو خصوصیت کے ساتھ آنے والوں کے نام لکھنے پر مامور کئے جاتے ہیں۔

(۸) جمعہ کے دن ملائکہ بھی امام کا خطبہ سنتے ہیں۔ حدیث ہذا میں ذکر سے مراد خطبہ ہے۔

### جمعہ کے خطبہ کے ضروری مسائل

جب امام خطبہ کیلئے کھڑا ہو اس وقت سے ختم نماز تک اذکار اور قسم کا کلام منع ہے۔ البتہ صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ یونہی ہر شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے تو جلد جلد پوری کر لے۔ (در مختار)

جو چیزیں نماز میں حرام ہیں۔ مثلاً کھانا پینا، سلام و جواب، سلام وغیرہ۔ یہ خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں۔ ہاں خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ جب خطبہ پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر چپ رہنا اور سننا واجب ہے۔ اگر کسی کو بری کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر سے اشارہ سے منع کر سکتے ہیں۔ زبان سے منع ہے۔ خطیب نے دعا کی تو سامعین کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا خطیب نے نام لیا تو حاضرین دل میں درود پڑھیں۔ زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں جمعہ کے علاوہ عیدین و نکاح کا خطبہ سننا بھی واجب ہے۔ (در مختار)

تیسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے راہ خدا میں ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی اور جو ساعت چہارم میں گیا تو گویا اس نے ایک مرغی راہ خدا میں دی اور جو ساعت پنجم میں گیا تو اس نے راہ خدا میں ایک انڈا دیا۔

فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ خَضِرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ۔  
اور جب امام خطبہ کیلئے برآمد ہوتا ہے تو فرشتے بھی مسجد میں حاضر ہو کر ذکر الہی سنتے ہیں۔

### فوائد و مسائل

اس حدیث کو مسلم نے صلوٰۃ میں نسائی نے ملائکہ میں ذکر کیا۔ اس حدیث میں جمعہ میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ جمعہ میں شریک ہونے والوں کے مراتب و درجات متفادات ہیں جو پہلی ساعت میں آتا ہے اس کو بہ نسبت بعد میں آنے والوں کے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

ابن خزیمہ کی حدیث میں ہے۔ جمعہ کے دن مسجد کے دروازہ پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو آنے والوں کے نام لکھتے ہیں اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ یہ نام لکھنے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک امام خطبہ کیلئے منبر پر نہ بیٹھے جب امام خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو دفتر لپیٹ لئے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ

- (۱) جمعہ کے دن غسل مسنون ہے۔
- (۲) لوگوں کے ان کے اعمال کے مطابق مراتب کم یا زیادہ ہوتے ہیں۔
- (۳) قربانی اور صدقہ کا لفظ کم اور زیادہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔
- (۴) اس حدیث میں مرغی اور انڈے پر قربانی کا لفظ بولا گیا تو اس سے مراد صدقہ

کرنا ہے۔



## کیا گاؤں میں جمعہ جائز ہے؟

ابن عباس قال انَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجَوَالِي مِنَ الْبَحْرَيْنِ۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بیشک حضور ﷺ کی مسجد میں جمعہ قائم ہونے سے قبل قبیلہ عبدالقیس کی مسجد میں نماز جمعہ ہوئی جو جوالی بحرین کی ایک بستی میں تھی۔

اشیر ابن عباس سے سیدنا امام شافعی رحمہ اللہ نے دیہات میں جواز جمعہ کا استدلال فرمایا۔ علامہ شوکانی و حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا کہ جوالی گاؤں تھا اور ظاہر یہی ہے کہ صحابہ کرام نے آپ کی اجازت ہی سے جمعہ قائم کیا ہوگا؟ مگر یہ استدلال متعدد وجوہ سے درست نہیں۔

اول اس لئے کہ جوالی گاؤں نہیں بلکہ شہر تھا جوہری و زمحشری وابن اشیر نے کہا یہ قلعہ تھا اور ظاہر ہے کہ قلعہ حاکم اور عالم سے خالی نہیں ہوتا۔ اور ابو عبیدہ بکری نے کہا جوالی شہر تھا۔ نیز جاہلیت کے شعراء کے کلام سے بھی جوالی کا شہر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رہا روایت ابوداؤد میں جوالی پر لفظ قریہ کا اطلاق تو از روئے لغت شہر پر بھی لفظ قریہ کا اطلاق آتا ہے۔ جیسے اس آیت میں ولو انزل هذا القرآن علی رجل من

(۱) وحكى الجوهرى والزمحشرى وابن الاثير ان جوالى اسم حصن البحرين (نيل الاوطار ج ۳ ص ۲۳۳) وقال ابو عبید البکری هی مدينة البحرين۔ امراء القیس کہتا ہے۔ ورحمنا کانا من جوالی عشیة تعالی النعاج بین عدل والحقب یرید کان من تجار جوالی لکثرة مامعهم من الصيد اراد کثرة امتعة تجار جوالی قالت کثرة الامتعة تدل غالبا علی کثرة التجار وکثرة التجار تدل علی ان جوالی مدينة قطعاً لان القرية لا يكون فيها تجار کثيرون غالباً۔ (عینی ج ۳)

القریعتین عظیم یعنی مکہ و طائف حالانکہ مکہ و طائف گاؤں نہیں شہر ہیں۔

ثانیاً یہ کہنا کہ عبدالقیس نے حضور ﷺ کے حکم ہی سے جمعہ قائم کیا تھا۔ محض ایک خیال ہے جس کے ثبوت کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ جوالی گاؤں تھا تو سوال یہ ہے کہ وہاں حضور ﷺ کے اذن سے جمعہ قائم کیا گیا یا حضور ﷺ نے اطلاع پا کر سکوت فرمایا اور اس کی تقریر فرمائی۔ مگر یہ دونوں باتیں کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور جب تک یہ امور ثابت نہ ہوں اس وقت تک محض چند افراد کا اپنی رائے سے جمعہ قائم کر لینا گاؤں میں فرضیت جمعہ کی دلیل نہیں بن سکتا اور جو لوگ دیہات میں فرضیت جمعہ کے قائل ہیں انہیں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ جوالی میں حضور ﷺ کے حکم یا تقریر سے جمعہ قائم ہوا تھا۔

## دیہات میں جمعہ جائز نہیں

شہر کے قریبی گاؤں والے شہر میں آکر جمعہ پڑھ سکتے ہیں واضح ہوا کہ اس مضمون کی بہت حدیثیں ملتی ہیں اور جو لوگ مدینہ منورہ سے چھ میل یا اس سے کم مسافت کے دیہات میں رہتے تھے۔ وہ جمعہ پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ میں آیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

انما كان الناس يسكنون العالية فيحضرون الجمعة۔

(نسائی ج ۱ ص ۲۰۴)

مدینہ کے مضافات میں رہنے والے مدینہ منورہ میں جمعہ پڑھنے کیلئے حاضر ہوتے تھے۔

عن اباهريرة كان يأتى الجمعة من ذى الحليفة يمشى وهو

على راس ستة اميال من المدينة۔ (بیہقی ج ۳ ص ۱۷۵)



حضرت ابو ہریرہ ذی الحلیفہ سے چل کر مدینہ میں جمعہ پڑھنے کیلئے آیا کرتے تھے اور ذی الحلیفہ مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔

❀ انه كان ياتي الزاوية على فرسخين من البصرة يشهد الجمعة واحيانا لا يشهد۔ (تہذیب ج ۳ ص ۱۷۵)

حضرت انس بن مالک زاویہ سے جو بصرہ شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا بصرہ میں جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی نہ آتے۔

❀ قال الشافعي وقد كان سعيد بن زيد بن زيد وابو هريرة يكونان بالشجرة اقل من ستة اميال فيستهدان الجمعة ويدعونها۔

(تہذیب ج ۳ ص ۱۷۵)

امام شافعی نے فرمایا کہ سعید بن زید اور ابو ہریرہ شجرہ میں رہتے تھے جو ۶ میل سے کم تھا تو دونوں کبھی جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی نہیں۔

❀ ان عبد الله بن عمرو بن عاص كان على ميلين من الطائف فيشهد الجمعة ويدها۔ (تہذیب ج ۳ ص ۱۷۵)

اور عبد اللہ بن عمر بن عاص طائف سے دو میل پر تھے تو جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی ترک کر دیتے۔

ان احادیث پر غور کیجئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دیہات کے لوگ عہد نبوی میں جمعہ پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ میں آتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ ذی الحلیفہ (گاؤں) سے مدینہ میں حاضر ہو کر جمعہ پڑھتے تھے۔ حضرت انس زاویہ گاؤں سے شہر میں حاضر ہو کر جمعہ پڑھتے۔ جس سے واضح ہوا کہ گاؤں میں جمعہ پڑھائی نہیں جاتا تھا۔ جس کو جمعہ پڑھنا ہوتا وہ شہر کی جامع مسجد میں آ کر پڑھتا تھا پھر ان احادیث میں یہ تصریح بھی ہے کہ کبھی تو یہ صحابہ شہر میں آ کر جمعہ پڑھ لیتے اور کبھی جمعہ کو ترک کر

دیتے تھے یعنی گاؤں میں ہی رہتے اور وہاں ظہر پڑھتے تھے۔ جس سے صاف و صریح طور پر واضح ہوتا ہے کہ دیہات میں مقیم لوگوں پر جمعہ فرض ہے اور نہ دیہات میں انہیں جمعہ قائم کرنا جائز ہے۔

### حضور ﷺ نے دیہاتیوں کو جمعہ نہ پڑھنے کی اجازت دی

یہی وجہ تھی کہ اگر جمعہ کے دن عید واقع ہو جاتی اور گاؤں کے رہنے والے عید پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ میں آ جاتے اور حضور ﷺ کی اقتداء میں عید کی نماز ادا کر لیتے تو حضور ﷺ ان دیہاتیوں سے فرما دیتے کہ تم میں سے جمعہ کی نماز پڑھنا چاہے وہ ٹھہر جائے اور جو جانا چاہتا ہے اس کو اجازت ہے۔ چنانچہ حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ عید اور جمعہ ایک دن میں آ گئے تو۔

قال صلى العيد ثم رخص في الجمعة قال من شاء ان يصلي فليصل۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۵۳ بن ماجہ)

حضور ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی اور فرمایا جو شخص چاہے نماز جمعہ ادا کرے۔  
عن ابی هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال قد اجتمع في يومكم هذا عيدان فمن شاء أجزأه من الجمعة وما  
مجمعون۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۵۳ بن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے اس دن دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں (عید اور جمعہ) جو جمعہ چھوڑنا چاہے اس کیلئے نماز عید ہی کافی ہے اور ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔

(۱) حدیث زید بن ارقم کونساکی وحاکم نے بھی روایت کیا اور علی بن المدینی نے اس کی تصحیح کی اور ابو ہریرہ امام احمد بن حنبل و دارقطنی نے مرسل صحیح قرار دیا اور بیہقی نے موصولہ روایت کیا اور اس میں اہل عوالی کی قید لگائی۔



(۱) ان دونوں حدیثوں سے بھی واضح ہوا کہ نہ تو دیہات میں جمعہ کرنا جائز ہے اور نہ دیہاتیوں پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ کیونکہ اگر فرض ہوتا حضور ﷺ ان کو جمعہ نہ پڑھنے کی رخصت عطا نہ فرماتے۔

(۲) علامہ خطابی نے فرمایا ای عن حضورھا ولا تسقط عنه الظہر کہ حضور ﷺ نے دیہاتیوں کو جمعہ میں حاضر نہ رہنے کی رخصت عطا فرمائی مگر ظہر ان سے ساقط نہیں ہوئی۔ یعنی ان پر ظہر پڑھنا پھر بھی فرض رہا۔ اور جمعہ چونکہ ان پر فرض تھا ہی نہیں۔ اس لئے اس کی حضور ﷺ نے رخصت فرمادی۔

هذا الحديث محمول على من كان يحضر من اهل البدن وللعید فليس عليه واجب ان يتوقف الى ان يحضر الجمعة فيصلی الجمعة ثم يرجع الى منزله. (حاشیہ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۳)

دونوں حدیثوں کا تعلق ان دیہاتیوں سے ہے جو عید پڑھنے کیلئے مدینہ میں آگئے تھے ان پر یہ واجب نہیں کہ جمعہ کے انتظار میں شہر میں رہیں اور جمعہ پڑھ کر واپس ہوں۔

چنانچہ عہد عثمانی میں جب جمعہ کے دن عید آگئی اور عید پڑھنے کیلئے دیہاتی شہر میں جمع ہوئے تو عید کی نماز کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دیہاتیوں سے فرمایا کہ دیہات سے آنے والوں میں جو جمعہ کے وقت تک۔

من اراد من اهل العوالی ان یصلی معنا الجمعة فلیصل ومن أحب ان ینصرف فلیفعل۔

ظہر ا رہنا پسند کرے تو ہمارے ساتھ جمعہ پڑھ لے اور جو واپس ہونا چاہے چلا جائے۔ (عون المعبود ج ۳ ص ۳۱۷)

واضح ہوا کہ عید کی نماز ادا کرنے کے بعد جمعہ ادا کئے بغیر واپس چلے جانے کی

اجازت دیہات سے آنے والوں کیلئے ہے اور یہ اجازت اسی لئے ہے کہ دیہات والوں پر نہ جمعہ فرض ہے اور نہ انہیں دیہات میں اقامت جمعہ جائز ہے۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ اپنی منزلوں اور

كان الناس یستأبون الجمعة من منازلهم والعوالی فیاتون فی الغبار یصیبهم العبار والعرق فیخرج منهم العرق فأتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان منهم وهو عندی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو انکم تطہرتم لیومکم هذا۔

گاؤں سے باری باری جمعہ کیلئے مدینہ میں آتے تھے اور وہ گرد و غبار میں آتے اور گردان پر پڑتی اور پسینہ آ جاتا اور یہ پسینہ نکلتا (یعنی اس سے بو آتی) ان میں سے ایک شخص بخجہ ورنہ ہی آیا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تم اس دن کیلئے غسل کر لیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ (بخاری)

✽ یستأبون۔ انتیاب۔ سے نوبت۔ نوبت آنا۔ اسی طرح یستأبون نوبۃ سے اس کے معنی بھی باری باری کے ہیں۔ عوالی ان دیہات کا نام ہے جو مدینہ کے مضافات میں واقع تھے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا کہ یہ دیہات مدینہ سے چار میل یا اس سے زیادہ مختلف فاصلوں پر تھے۔ علامہ قرطبی نے کہا کہ حدیث میں۔

✽ فیہ رد الکوفین حیث لم یوجبوا الجمعة علی من کان خارج المصر۔

کوفیوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شہر سے باہر گاؤں میں رہنے والوں پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

لیکن علامہ ابن حجر عسقلانی نے صاف و صریح طور پر علامہ قرطبی کا رد کر دیا اور لکھا کہ اگر دیہات میں۔



❀ فیہ نظر لانہ لو کان واجباً علی اهل القرى ماتنا وبواو لکانوا یحضرین جمیعاً۔ (فتح الباری)

رہنے والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو پھر باری باری آنے کی بجائے پورے دیہات کی آبادی مدینہ میں جمعہ پڑھنے کیلئے آتی۔

❀ علامہ ابن حجر کی اس تصریح سے بھی واضح ہوا کہ دیہات میں رہنے والوں پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ انہیں ظہر کی نماز پڑھنا فرض ہے اور حضرت عطاء نے فرمایا:

❀ وقال عطاء إذا كنت في قرية جامعة فنودى بالصلوة من يوم الجمعة فحق عليك ان يشهدا سمعت النداء أو لم نسمعہ۔ (بخاری)

جب تو قریہ جامعہ میں ہو اور وہاں جمعہ کی اذان ہو تو تجھ پر جمعہ میں حاضر ہونا واجب ہے۔ خواہ تو اذان نہ سنے یا نہ نہ۔

عطاء بن ابی ریحاب تابعی ہیں اور اس اثر کو امام عبدالرزاق نے ابن جریج سے موصولاً روایت کیا جس میں یہ لفظ بھی ہیں۔ ابن جریج کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کہ

❀ عن ابن جریج قلت لعطاء ما القرية الجامعة قال ذات الجماعة والامير والقاضي والدور المجتمعة الاخرة بعضها ببعض مثل جدة۔

قریہ جامعہ کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قریہ جامعہ وہ ہے جس میں جماعت ہوتی ہو وہاں امیر اور قاضی ہو اور مکانات ہوں آپس میں ملے ہوئے جیسے جدہ ہے۔

(فتح الباری وغنی ج ۲ ص ۲۸۴)

فقہاء احناف نے مصر کی جو تعریف کی ہے وہ اثر عطا سے ماخوذ ہے

اثر عطاء سے دو باتیں ہو گئیں اور یہ کہ جامعہ کی اصطلاح سلف میں جاری و ساری تھی۔

دوم یہ کہ فقہاء احناف نے مصر جامع کی جو حد مقرر کی ہے اس کے متعلق یہ کہنا غلط ہے وہ کسی اثر سے بھی ماخوذ نہیں ہے۔

(۲) علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ حضرت عطاء نے جو فرمایا کہ ”اذان کی آواز سننے یا نہ سننے“۔ تو یہ حکم اس شخص کیلئے جو داخل البلد ہو۔ یعنی جو شخص شہر میں ہے اور جمعہ اس پر واجب ہے تو اذان جمعہ کی آواز سننے یا نہ سننے بہر صورت اس کو مسجد میں حاضر ہو کر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ اثر عطاء سے یہ بھی ثابت ہوا کہ گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اس لئے کہ قریہ جامعہ کی جو تعریف حضرت عطاء نے فرمائی ہے وہ گاؤں پر صادق نہیں آتی۔

وَكَانَ اَنْسٌ فِى قَصْرِهٖ اَحْيَانًا يَجْمَعُ وَاَحْيَانًا لَا يَجْمَعُ وَهُوَ بِالزَّوِيَةِ عَلٰى فَرْسَخَيْنِ۔

اور حضرت انس جو اپنے محل میں مقیم تھے کبھی تو بصرہ کی جامع مسجد میں آ کر جمعہ ادا کرتے تھے اور کبھی جمعہ نہیں پڑھتے تھے اور ان کا محل زاویہ میں تھا جو بصرہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا کہ اثر انس کو ابن ابی شیبہ اور امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ الفاظ یہ ہیں کہ

انه كان يشهد الجمعة من الزاوية وهى على فرسخين من البصرة۔ (فتح الباری)

حضرت انس زاویہ سے جمعہ پڑھنے کیلئے بصرہ شہر میں آتے تھے جو بصرہ سے چھ میل پر واقع ہے۔

اور بیہقی جلد ۳ صفحہ ۱۴۵ میں یہ لفظ بھی ہیں و احیاناً لا يشهد یعنی حضرت انس کبھی زاویہ گاؤں سے جمعہ پڑھنے کیلئے بصرہ میں آ جاتے اور کبھی نہیں آتے اور اپنے گاؤں میں ظہر پڑھ لیتے۔ معلوم ہوا کہ دیہات میں نہ جمعہ واجب ہے اور نہ اقلست جمعہ جائز۔



## جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے

(۱) کان یصلی الجمعة حين تميل الشمس۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب دن ڈھلتا۔

(۲) کنا تبکربا الجمعة ونقیل بعد الجمعة۔

ہم جمعہ جلدی پڑھ لیا کرتے اور جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

(۱) معلوم ہوا کہ جمعہ کا وقت زوال شمس کے بعد ہے۔

(۲) حدیث دوم سے واضح ہوا کہ جمعہ کا وقت زوال شمس کے بعد ہے یعنی جو وقت ظہر کا ہے وہی جمعہ کیلئے ہے۔ وقت ظہر کے متعلق تمام مباحث فیوض الباری پارہ سوم ص ۳۳۷ پر بیان ہو چکے ہیں۔

(۳) حدیث سوم میں حکم کا لفظ ہے۔ تکبیر کے معنی اوّل وقت کے بھی آتے ہیں اور ایک چیز کو دوسری پر مقدم کرنے کے بھی۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ صوابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عمومی عادت یہ ہی تھی کہ وہ گرمیوں میں پہلے قیلولہ کرتے اس کے بعد نماز ظہر ادا کرتے تھے۔ لیکن جمعہ کے دن بعض اوقات پہلے قیلولہ کرتے۔ اس کے بعد جمعہ پڑھ لیتے تھے۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ جب سردی زیادہ ہوتی نبی ﷺ إذا اشتد البرد بکرو بالصلاة وإذا اشتد الحر ائرد بالصلاة یعنی الجمعة۔

اوّل وقت میں نماز پڑھتے اور جب سخت گرمی ہوتی تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھتے یعنی جمعہ کی نماز۔

واضح ہوا کہ ظہر کے متعلق تو حضور اکرم ﷺ کا صاف و صریح ارشاد موجود ہے کہ سردیوں میں اوّل وقت میں اور گرمیوں میں تاخیر سے پڑھی جائے۔ مگر جمعہ کیلئے

گرمیوں میں تاخیر سے پڑھنے کے متعلق کوئی نص صریح نہیں ہے۔ خود زیر بحث حدیث میں جو یعنی الجمعة کے الفاظ ہیں تو ان کے متعلق احتمال قوی یہ ہے کہ یہ زاوی کے اپنے ہیں۔ چنانچہ بخاری میں ہی ہے۔ وقال یونس بن بکیر اخبرنا ابو خلدہ وقال بالصلاة ولم يذكر الجمعة۔ اسی طرح روایت اسماعیلی و یحییٰ عن ابی الحسن و عبید بن یعیش میں بھی صرف صلوة کا لفظ ہی ہے۔ اس بنا پر علامہ عینی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا بہت قوت رکھتا ہے کہ جمعہ کے متعلق اصل یہ ہی ہے کہ گرمی اور سردی دونوں موسموں میں اوّل وقت میں پڑھا جائے۔ یہ اس لئے بھی کہ جمعہ میں اجتماع عظیم ہوتا ہے اور لوگ دور دور سے آتے ہیں اور تاخیر کرنے میں ان کو دقت ہوگی۔ خصوصاً گاؤں سے آنے والوں کو۔

فائدہ اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کیلئے ہے۔ یعنی زوال شمس کے بعد اور جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے متواتر عمل سے واضح ثابت ہے۔ مگر بعض حنابلہ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ زوال سے قبل بھی جمعہ پڑھے جانے کو جائز قرار دیتے ہیں اور دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے جمعہ کا دن وہ دن ہے کہ جعلہ اللہ عیداً للمسلمین۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کیلئے عید قرار دیا ہے تو جب حضور ﷺ نے جمعہ کو عید قرار دیا تو جمعہ کی نماز عید کے وقت پڑھنا جائز ہونی چاہیے۔ لیکن یہ استدلال بہت ہی عجیب و غریب ہے کیونکہ اس استدلال کے صحیح مان لینے کی صورت میں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جمعہ کے دن روزہ حرام ہے اور خطبہ جمعہ جمعہ کی نماز کے بعد دیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ ایسا کسی نے نہیں کیا۔

## سعی الی الجمعة

(۲) واضح ہو کہ آیت جمعہ میں اس امر کی گنجائش ہے کہ ذکر اللہ مرد نماز ہو یا خطبہ مفسرین میں بھی یہ امر مختلف فیہ ہے۔ علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ سے ظاہر



یہ ہے کہ نماز مراد ہو کیونکہ اذان اودی للصلوة کی جزا فاسعوا الی ذکر اللہ ہے۔ معلوم ہوا کہ اصل میں ذکر سے مراد نماز ہے اور خطبہ محض ضمن ذکر میں شامل ہو جاتا ہے۔ ورنہ اگر ذکر سے مراد صرف خطبہ ہوتا تو الی ذکر اللہ والصلوة فرمایا جاتا و یجوز کون المواد بہ الخطبة اور یہ بھی جائز ہے کہ ذکر سے خطبہ مراد ہو۔ (فتح القدیر)

علامہ آلوسی نے بھی یہی فرمایا کہ ذکر سے خطبہ بھی مراد ہو سکتا ہے اور نماز بھی۔ علامہ ابوبکر حصاص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ذکر سے مراد خطبہ ہی ہے کہ اذان کے بعد خطبہ ہوتا ہے اور اس کی طرف سعی کا حکم دیا گیا ہے۔ فدل علی ان المراد الخطبة۔ تو اس پر دال ہے کہ ذکر سے خطبہ مراد ہے۔ سعی کے اصل معنی جلد جلد چلنے کے ہیں اور سعی کے معنی مطلق عمل اور چلنے کے بھی آتے ہیں۔ ابن منیر نے کہا کہ آیت جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے سعی کے امر اور بیع کی نہی کو بطور تقابل بیان کیا تو واضح ہوا کہ سعی سے مراد وہ عمل ہے جو عبادت ہو۔ مطلب یہ کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور دنیاوی کاروبار چھوڑ دو۔

موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا سعی کے معنی یہ ہیں کہ جب اذان ہو جائے تو اللہ کی یاد کی طرف چلو۔ یعنی سعی کے معنی دوڑنے کے نہیں بلکہ مطلق چلنے اور قصد کرنے کے ہیں۔

✽ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تعلیق کو امام ابن حزم نے عکرمہ سے وصل کیا اور عطا تابعی کی تعلیق کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں بایں الفاظ وصل کیا کہ جب خطبہ کی اذان ہو تو خرید و فروخت اور تمام دنیاوی کاروبار حتیٰ کہ سونا اور لکھنا اور مرد کا اپنی بیوی کے قریب ہونا حرام ہے۔ صاحب ہدایہ نے فرمایا:

✽ المعتبر فی وجوب السعی وحرمة البیع هو الاذان الاصلی الذی کان علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سعی کا واجب ہونا اور بیع و شراء کا حرام ہونا اس اذان کے بعد ہے جو عہد نبوی ﷺ میں ہوتی تھی (یعنی خطبے کی اذان)

✽ اور اسماعیل بن ابی زیاد شامی کی تفسیر میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

تحرم التجارة عند الاذان ويحرم الكلام عند الخطبة۔ (یعنی ج ۱ ص ۱)  
اذان کے وقت تجارت اور خطبہ کے وقت کلام و سلام حرام ہو جاتا ہے۔  
غرضیکہ جب خطبہ جمعہ کی اذان ہو جائے تو پھر سب کاموں کو چھوڑ کر یاد الہی میں مشغول ہو جانا واجب و لازم ہو جاتا ہے۔

### مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے

جمہور علماء کا یہ ہی مذہب ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں۔ ابن منذر نے کہا مسافر پر جمعہ واجب نہ ہونے پر اجماع ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

لیس علی المسافر جمعة۔ (دار قطنی ص ۱۶۲ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۰ یعنی ج ۳)  
مسافر پر جمعہ واجب نہیں۔

ابن بطلال نے کہا۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علی بن ابی طالب و ابن عمر۔ انس بن مالک و عبد الرحمن بن سمرہ و ابن مسعود و مکحول و عروہ بن مغیرہ و ابراہیم نخعی و شعبی و عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم سے بھی یہی نقل ہے۔ خود امام زہری سے بھی یہ منقول ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

(۱) اگر مسافر شہر میں سے گزرے اور اذان کی آواز سنے تو اس کو جمعہ میں شامل ہو جانا مستحب ہے۔

(۲) اسی طرح جمعہ کے دن سفر کرنا بھی جائز ہے۔ زوال سے قبل تو سفر میں کچھ



مضا لقمہ نہیں۔ حضرت عمر زبیر بن العوام ابو عبیدہ بن الجراح و عبد اللہ بن عمر حسن ابن سیرین امام مالک رحمہ اللہ جواز کے قائل ہیں۔ لیکن زوال کے بعد جمعہ کا وقت ہو جائے (اور بہت ضروری نہ ہو) تو امام مالک و احمد عدم جواز کے قائل ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جواز کے۔ یعنی جواز کے بعد گو کہ سفر جائز ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ضرور کیا جائے۔ بلکہ حتی المقدور جمعہ کے دن زوال کے بعد سفر نہ کرنا افضل و اولیٰ ہے۔ تاکہ جمعہ کی نماز کی فضیلت حاصل ہو۔

### خطبہ جمعہ کے وقت نماز اور کلام ممنوع ہے

واضح ہو کہ جب امام خطبہ شروع کر دے تو اب سامعین کو خاموشی کے ساتھ خطبہ سننا واجب ہے اور دوران خطبہ نماز پڑھنا خواہ وہ جمعہ کی سنتیں ہی ہوں یا بولنا سلام وغیرہ کا جواب دینا حتیٰ کہ امر بالمعروف کرنا بھی منع ہے۔ لیکن امام دوران خطبہ بھی امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث ابن عمر سے ثابت ہے۔

(دیکھئے فیوض بارہ ص ۴۴)

اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جب امام خطبہ کیلئے بیٹھ جائے تو لوگ نہ نماز پڑھیں نہ کلام کریں۔ لیکن قبل خطبہ بھی چپ ہو کر بیٹھنا واجب ہے یعنی جب امام خطبہ کی نیت سے منبر پر بیٹھ گیا اور اس نے خطبہ شروع نہیں کیا۔ اس وقت سے سامعین کیلئے چپ رہنا واجب ہو جاتا ہے تو وجوب کی تصریح صاحب ہدایہ نے بھی نہیں کی ہے۔ اس لئے وجوب کے قول کی بجائے استحب کا قول کرنا مناسب ہے یعنی جب امام خطبہ کے قصد سے منبر پر بیٹھ گیا۔ ابھی اس نے خطبہ شروع نہیں کیا تو اس وقت خاموش ہو کر بیٹھ جانا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ ہاں جب خطبہ شروع کر دے تو اب خاموش ہو کر بیٹھ جانا واجب ہے۔ جس نے اپنے ساتھی سے یہ کہا کہ

من قال لصاحبه انصت و الامام يخطب فقد لغا۔ (بخاری)

چپ رہو در انحالیکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو اس نے لغو کیا۔

اس حدیث کی صحت پر اجماع ہے بلکہ اسے متواتر قرار دیا جاسکتا ہے۔ امام مالک ولیث ابو حنیفہ و ثوری و جمہور سلف من الصحابہ کا یہ ہی مسلک ہے۔

### جمعہ کی سنتیں

نماز پنجگانہ کیلئے سنت مؤکدہ یہ ہیں۔

دو رکعت فجر سے چار ظہر سے پہلے۔ دو بعد دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد اور چار جمعہ سے پہلے اور چار بعد۔ اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار سنت پڑھے پھر دو اور پڑھے لے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

(۲) جو سنتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ و ظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی چاروں پڑھ کر چوتھی کے بعد سلام پھیریں یہ نہیں کہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں اگر کسی نے ایسا کیا تو سنتیں ادا نہ ہوئیں دوبارہ ان چاروں کو ایک سلام سے پڑھا جائے۔ جمعہ کی سنتوں کے سلسلہ میں امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے۔

انه كان يصلي قبل الجمعة اربعا وبعدها اربعا۔ (ترمذی)

کہ حضور ﷺ جمعہ سے قبل بھی چار سنت ادا فرماتے تھے اور جمعہ کے بعد بھی۔ امام ترمذی نے فرمایا ابن مبارک اور ثوری کا بھی یہ ہی مسلک ہے۔ اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے جمعہ پڑھ لے تو

فليصل بعدها اربع ركعات۔ (مسلم تفسیر مظہری ج ۹ ص ۲۹۴)

چاہیے کہ وہ چار رکعت سنت پڑھ لے۔

اور حدیث زیر بحث میں دو رکعت سنت کا ذکر ہے۔ اس لئے افضل یہ ہے کہ جمعہ



کے بعد چھ رکعت سنت پڑھ لی جائیں۔ تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ ویسے صرف دو پراکتفا کر لے تو بھی حرج نہیں۔

### صلوٰۃ حاجت

اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو نماز حاجت پڑھئے۔ یہ نماز حضور ﷺ نے ایک نابینا کو تعلیم فرمائی۔ جب انہوں نے یہ نماز پڑھی تو پڑھتے ہی بینا ہو گئے۔ (ترمذی طبرانی ابن ماجہ) دور رکعت نفل جیسے عام طور پر پڑھتے ہیں۔ پڑھو اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاتَوْسَّلُ اَتَوْجَّهْ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلَیْ رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هَذِهِ۔  
(یہاں اپنی حاجت کا نام لو) لِنُقْضِیْ لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ لِیْ۔

### صلوٰۃ التسبیح

یہ نفل حضور اکرم ﷺ نے اپنے عم کرم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نماز کو روزانہ پڑھو۔ ورنہ جمعہ کے دن ایک بار پڑھو۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک بار پڑھو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھ لو۔ اس نفل نماز کا بے انتہا ثواب ہے اور بے شمار دینی و دنیوی برکات کے حصول کا سبب ہے۔ ترکیب یہ ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر نیت کر کے سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ سَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ تک پڑھو پھر ۱۵ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اس کے بعد اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ اور سورہ پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھو۔ پھر رکوع کرو اور

رکوع میں دس بار یہی تسبیح پڑھو۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور بعد تسبیح و تحمید کے دس بار یہی تسبیح کہو پھر سجدہ میں جاؤ اور دس بار یہی تسبیح پڑھو۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار یہی تسبیح کہو۔ پھر سجدہ کو جاؤ اور اس میں دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھو۔ پھر دوسری رکعت میں ۱۵ مرتبہ تسبیح مذکور پڑھ کر اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُوْرَہ پڑھ کر دس مرتبہ تسبیح پڑھی جائے اور حسب سابق رکوع و سجود میں تسبیح پڑھ کر بیچ کا قعدہ کیا جائے اور اس میں التحیات دروئی دعا مکمل پڑھی جائے۔ اسی طرح دور کعتیں اور پڑھی جائیں۔ ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح ہوگی۔ چار رکعتوں میں ۳۰۰ تسبیح ہوں گی اور رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّیْ الْعَظِیْمِ۔ سُبْحَانَ رَبِّیْ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھی جائیں گی۔

نوٹ اس نماز کے پڑھنے کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ اوقاف مکروہہ و منوعہ کے علاوہ جس وقت چاہو پڑھ سکتے ہو۔

### پنج گنج صغیر

(۱) بعد از نماز فجر یا عَزَّیْزُ یَا اللّٰهُ سو مرتبہ

(۲) بعد از نماز ظہر یا کَرِیْمُ یَا اللّٰهُ سو مرتبہ

(۳) بعد از نماز عصر یا جَبَّارُ یَا اللّٰهُ سو مرتبہ

(۴) بعد از نماز مغرب یا سَتَّارُ یَا اللّٰهُ سو مرتبہ

(۵) بعد از نماز عشاء یا غَفَّارُ یَا اللّٰهُ سو مرتبہ پڑھئے۔

اول و آخر ۱۱ درود شریف پڑھئے۔ اس کے بعد دعا مانگئے یہ وظائف بیشمار دینی و دنیوی برکات کے حصول کا موجب ہیں۔

### نماز اشراق

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر ذکر



الہی میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب نکل کر بلند ہو گیا۔ پھر اس نے دو رکعت نفل پڑھے تو اسے پورے حج و عمرہ کا ثواب مل گیا۔ نماز اشراق دو رکعت نفل ہیں جو فجر کی نماز کے بعد مسجد میں سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے (یعنی سورج کے پورے نکل آنے پر) پڑھے جاتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی خَالِدُونَ تک پڑھے اور دوسری رکعت میں اَمِنْ الرَّسُولُ آخر سورہ تک پڑھے۔ اگر یہ آیات یاد نہ ہوں تو جو یاد ہوں وہی پڑھے لے اور اس کے بعد دعا کرے۔ مستورات تمام نوافل و فرض اپنے گھر ہی میں ادا کریں۔ مسجد کا ثواب انہیں گھر میں مل جائے گا۔ (ترمذی شریف)

### نمازِ چاشت

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا اور جو چاشت کی ہمیشہ دو رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا اور جو چاشت کی ہمیشہ دو رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگر سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی داہن ماجہ) نمازِ چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک ہے۔ (یعنی نصف النہار شرعی تک ہے)

### اؤا بین

یہ نفل مغرب کے فرض اور سنت کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ نماز اؤا بین کی زیادہ سے زیادہ بیس اور کم سے کم چھ رکعت نفل ہیں۔ یہ نوافل بھی باعث برکت و رحمت ہیں۔

### نمازِ تہجد

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک محل ہے اور یہ اس کیلئے ہے جو (تہجد) پڑھے۔ (حاکم) نیز فرمایا رات میں عبادت کرنے والے جنت میں بغیر

حساب کے داخل ہوں گے۔ (خلاصہ حدیث) عشاء کی نماز کے بعد سوکرائیں اور نفل پڑھیں۔ یہ نفل تہجد کے نفل کہلاتے ہیں۔ ان کیلئے عشاء کے بعد سونا شرط ہے۔ تہجد کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ یا بارہ رکعتیں ہیں۔ جتنی توفیق ہوا اتنی پڑھے۔

### درود شریف

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَالِہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صَلَاةٌ وَسَلَامٌ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰہِ۔ یہ درود شریف ایک سو بار جمعہ کی نماز کے بعد پڑھا جائے۔ یہ درود شریف حصولِ فضلِ عظیم و منافع کثیر کیلئے مجرب ہے۔





## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

**ایمانِ مفصل** اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلِيْكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ

میں ایمان لایا اللہ پر اور اُسکے فرشتوں پر اور اُسکی کتابوں پر اور اُسکے رسولوں پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرَ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ

اور قیامت کے دن پر اور اچھی بُری تقدیر پر

مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَالْبَعْثَ بَعْدَ الْمَوْتِ

کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر

**ایمانِ مجمل** اَمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاسْمَائِهِ

میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں

وَصِفَاتِهِ وَقَبِلْتُ جَمِيعَ أَحْكَامِهِ إِقْرَارٌ

اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اُس کے سارے حکموں کو قبول کیا زبان

بِاللِّسَانِ وَتَصَدِّقٌ بِالْقَلْبِ

سے اقرار ہے اور دل سے یقین ہے

## شش کلمے

چھ کلمے

**اول کلمہ طیب** لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے

**اللہ** دُوم کلمہ شہادت اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ

**عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ** سوم کلمہ تمجید سُبْحَنَ اللَّهُ

وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پاک ہے اللہ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

اور تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کے طرف سے ہے جو عالی شان عظمت والا ہے۔



**چہارم کلمہ توحید** لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ

اسی کی بادشاہی ہے اسی کے لیے تمام تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ أَبَدًا أَبَدًا ذُو الْجَلَالِ

اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے وہ مرے گا نہیں کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ عظمت

وَالْإِكْرَامِ بِمِدَّةِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ

اور بزرگی والا ہے۔ بہتری اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ ہر

شَيْءٍ قَدِيرٌ **پنجم کلمہ استغفار** اسْتَغْفِرُ اللَّهَ

چیز پر قادر ہے۔ میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں

رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اذْنَبْتُهُ عَمَدًا اَوْ

جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا جان بوجھ کر یا

خَطَا سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَاَتُوبُ اِلَيْهِ مِنْ

بھول کر در پر وہ یا کھلم کھلا اور توبہ کرتا ہوں اُس کے حضور میں

الذَّنْبِ الَّذِي اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِي

اُس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور اُس گناہ سے جو

لَا اَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ وَسَتَّارُ

مجھے معلوم نہیں ہے شک تو غیبوں کا جانے والا ہے اور غیبوں

الْغُيُوبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا

کا چھپانے والا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور

قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ **ششم کلمہ رکوع**

نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالیشان عظمت والا ہے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَشْرِكَ بِكَ

الہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک

شَيْئًا وَأَنَا أَعْلَمُ بِهِ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا

نہراؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس گناہ

لَا اَعْلَمُ بِهِ تَبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّاتُ مِنْ

کی جس کا مجھے علم نہیں میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا کفر



الْكُفْرَ وَالشِّرْكَ وَالْكَذِبَ وَالْغَيْبَةَ

سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے

وَالْهَدْعَةَ وَالنَّيْمَةَ وَالْفَوَاحِشَ وَ

اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور

الْبُهْتَانَ وَالْمَعَاصِيَ كُلَّهَا وَأَسَلَمْتُ وَ

تہمت لگانے سے اور باقی ہر قسم کی نافرمانیوں سے اور میں اسلام لایا اور

أَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

إِذَا قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اللہ بہت بڑا ہے میں گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ

میں گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُولَ اللَّهِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى

اللہ کے رسول ہیں نماز پڑھنے کے لیے آؤ نماز پڑھنے

الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ

کے لیے آؤ فلاح پانے کے لیے آؤ

الصَّلَاةِ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ

نماز نیند سے اچھی ہے - نماز

خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

نیند سے اچھی ہے۔

تکبیر اقامت میں یہ کہا جائے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ

تحقیق نماز (کی جماعت) کھڑی ہو گئی

قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اللَّهُ أَكْبَرُ

تحقیق نماز (کی جماعت) کھڑی ہو گئی اللہ بہت بڑا ہے -



اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ط

اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

دُعَا بَعْدَ اِذَا نِ [اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ

اے اللہ اے پروردگار اس پوری پکار کے

الثَّامَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اَتِ مُحَمَّدًا

اور قائم ہونے والی نماز کے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالْدَّرَجَةَ

کو وسیلہ اور فضیلت اور درجہ

الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي

عطا فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے

وَعَدْتَهُ وَاَرْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہے اور ہم کو قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند کر۔

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ط

ہے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

نیت نماز [اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ

میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے

السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَمَا اَنَا مِنَ

آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں

الشُّرَکَیْنِ ثِنَا] سُبْحَنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

مشرکوں میں نہیں۔ اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور غوثی والی

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ

اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان اونچی ہے اور تیرے سوا

غَيْرُكَ ط

کوئی معبود نہیں۔

تَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانِ مردود سے۔





**تسمیہ** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربان

الرَّحِیْمِ ۝ مُلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝

رحمت والا روز جزا کا مالک

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں -

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ

ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ - ان کا جن پر

الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ

تو نے احسان کیا نہ اُن کا جن پر غضب

عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝ اٰمِیْن ۝

ہوا اور نہ بھکے ہوؤں کا الٰہی قبول فرما -

**سورة اخلاص**

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے - اللہ بے نیاز ہے -

لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُولَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ

نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے

كُفُوًا اَحَدٌ ۝ اللّٰهُ اَكْبَرُ ۝

جوڑ کا کوئی - اللہ بہت بڑا ہے -

رُكُوْعٍ مِّثْلِ ثَلَاثِیْنَ بَارٍ پڑھے **سُبْحَانَ رَبِّیْ الْعَظِیْمِ**

پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا -

**تسمیہ** سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ۝

اللہ نے اس بندے کی (بات) سن لی جس نے اُس کی تعریف کی -

**تحمید** رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ۝ اللّٰهُ اَكْبَرُ ۝

اے ہمارے پروردگار تیرے لیے تمام تعریف ہے - اللہ بہت بڑا ہے -



سجدہ میں تین بار پڑھے

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

پاک ہے میرا پروردگار بڑا عالیشان

اللَّهُ أَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے۔

تشہد

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ

تمام زبان کی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

بھی سلام ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی رحمت

وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ

اور اس کی برکتیں سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک

الصَّالِحِينَ ۝ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

بندوں پر - میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

درود شریف

اے اللہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

إِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى

کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نہیں رحمت بھیجی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت

إِلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ

ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ

بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

برکت دے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو

بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

جیسے برکت دی تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل کو

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ دُعَا رَبِّ

بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے میرے رب

اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۝

مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو



رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ ۙ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي

اے ہمارے رب اور ہماری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے

وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ

اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمان کو جس دن

الْحِسَابِ ۝ **دیگر** اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ

حساب قائم ہوگا۔ اے اللہ میں نے اپنے آپ پر

نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

بہت ظلم کیا ہے اور صرف تو ہی گناہوں کو

اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ

بخش سکتا ہے پس اپنی خاص بخشش کے ساتھ مجھ کو بخش دے

وَ اِرْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا رحم والا ہے

**دونوں طرف منہ پھیر کر کہے** اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت -

**دُعائے قنوت** اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ

اے اللہ ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ ہی سے معافی مانگتے ہیں

وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ

اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری

عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ

بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے

نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ۝ اَللّٰهُمَّ

اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اُس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف

نَسْعٰی وَنُحْفِدُ وَنَرْجُو اَرْحَمَتَكَ وَنَخْشٰی

دوڑتے ہیں اور خدمت کیلئے حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب

عَذَابِكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ ۝

سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے -



# آیت الکرسی



اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا

تَأْخُذُ سِنَةً وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ

اُسے نہ اُدگھ آئے نہ نیند اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ

اور جو کچھ زمیں میں وہ کون ہے جو اُس کے یہاں سفارش کرے

إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا

ہے اُس کے حکم کے جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے

خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا

چھپے اور وہ نہیں پاتے اُس کے علم میں سے مگر

بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

جتنا وہ چاہے اُس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اور اُسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی بلند بڑائی والا

## نماز جنازہ

سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور خوبی والی

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَجَلَّ

اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان اونچی ہے اور تیری

شَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں

درود شریف اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى

اے اللہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)



اِلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی

کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نہیں رحمت بھیجی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت

اِلٰی اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ

ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ

بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اِلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا

برکت دے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو

بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اِلٰی اِبْرٰهِيْمَ

جیسے برکت دی تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل کو

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

بَالِغٌ مَّرْدٍ وَعَوْرَتٌ كِي دُعَا ۝ اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ

الہی بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور

مَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا

ہمارے مرنے والے کو اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو ہمارے

وَذَكِّرِنَا وَاَنْتَ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا

ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد اور ہماری ہر عورت کو الہی تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس

فَاَحْيِهِ عَلٰی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا

کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے

فَتَوَفَّهُ عَلٰی الْاِيْمَانِ ۝ ۱۰ ۝ نَابِلِغٌ لَّرُكِّ كِي دُعَا

تو اس کو ایمان پر موت دے

اَللّٰهُمَّ اَجْعَلْهُ لَنَا فَرْطًا وَّ اَجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا

الہی اس (لڑکے) کو ہمارے لیے آگے بھیج کر سامان کرنے والا بنا دے اور اس کو ہمارے لیے اجر (کا موجب)

وَذُخْرًا وَّ اَجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَ مُشَفَّعًا ۝

اور وقت پر کام آنے والا بنا دے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

نَابِلِغٌ لَّرُكِّ كِي دُعَا ۝ اَللّٰهُمَّ اَجْعَلْهَا لَنَا فَرْطًا وَّ اَجْعَلْهَا

الہی اس لڑکی کو ہمارے لیے آگے بھیج کر سامان کرنے والی بنا دے اور اس کو ہمارے لیے اجر

لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اَجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَ مُشَفَّعَةً ۝

(کی موجب) اور وقت پر کام آنے والی بنا دے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والی بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو۔



## نماز تراویح سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ ط

پاک ہے وہ اللہ جو ملک اور بادشاہت والا ہے

سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعُظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ

پاک ہے وہ اللہ جو عزت والا اور عظمت والا اور ہیبت والا اور قدرت والا

وَالِكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ

اور بڑائی والا اور سلطت والا ہے پاک ہے وہ اللہ جو بادشاہ ہے

الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ ط سُبُّوحٌ

زندہ رہنے والا کہ نہ اس کے لیے نیند اور نہ موت ہے ۔ وہ بے انتہا پاک

قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ ط

ہے بے انتہا مقدس ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے

اللَّهُمَّ اجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيرُ يَا مُجِيرُ

اے ہمیں آگ سے بچانا اے بچانے والے پناہ دینے والے اے نجات

يَا مُجِيرُ ط الصَّلَاةُ بَرُّ مُحَمَّدٍ ط

دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة ہو ۔

## خطبات جمعہ وعیدین

### خطبہ اولی جمعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ خَيْرُ الْوُرَى أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ وَحُلُوةٌ وَإِنِّي مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَظَرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

### خطبہ ثانی جمعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ



لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِنَّ اللَّهَ  
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا  
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا  
مُحَمَّدٍ أَفْضَلِ صَلَوَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُومَاتِكَ وَعَلَى آلِهِ  
وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَزْوَاجِهِ أَجْمَعِينَ خُصُوصًا عَلَى أَفْضَلِ  
النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّينَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَعُمَرَ الْفَارُوقِ  
وَعُثْمَانَ ذِي النُّورَيْنِ وَعَلِيٍّ الْمُرْتَضَى وَالْحُسَيْنِ وَعَلَى  
سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَعَلَى عَمِّيهِ الْمُكَرَّمِينَ  
الْحَمْزَةَ وَالْعَبَّاسَ وَعَلَى كُلِّ مَنْ اخْتَارَهُ اللَّهُ بِصُحْبَتِهِ  
نَبِيِّهِ بِالْإِيمَانِ ۝ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا  
رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۝ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ ۝

## خطبة اولی عید الفطر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ

أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ ۝ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَهُوَ الْمَحْمُودُ فِي  
كُلِّ مَكَانٍ وَزَمَانٍ وَهُوَ الْمَشْكُورُ بِكُلِّ لِسَانٍ ۝ اللَّهُ  
أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ  
الْحَمْدُ ۝ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ  
وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ  
أَجْمَعِينَ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ فَإِنَّ التَّقْوَى أَسَاسُ  
الْحَسَنَاتِ وَاعْبُدُوا اللَّهَ فَإِنَّ الْعِبَادَةَ رَافِعَةٌ لِلْسَّيِّئَاتِ هَلْ  
عَرَفْتُمْ فَضَائِلَ شَهْرِ الصِّيَامِ وَهَلْ أَدْرَكْتُمْ لِمَازَا أُكْتُبَ  
عَلَيْكُمْ الصِّيَامُ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ يَا أَصْفَاهُ عَلَى ضَيْفٍ لَمْ  
نَجْعَلْ لَهُ مِنَ الْإِكْرَامِ نَزْلًا يَحْسُرَتَاهُ عَلَى رَفِيقٍ شَفِيقٍ  
وَدَعْنَا وَمَشَى الْوَدَاعُ الْوَدَاعُ يَا شَهْرَ طَهَارَةِ الْقُلُوبِ الْفِرَاقُ  
الْفِرَاقُ يَا شَهْرَ كَفَّارَةِ الذُّنُوبِ الْوَدَاعُ الْوَدَاعُ يَا شَهْرَ  
التَّرَاوِيحِ وَالتَّسَابِيحِ الْفِرَاقُ الْفِرَاقُ يَا شَهْرَ الْقَنَادِيلِ  
وَالْمَصَابِيحِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ فِي اللَّهِ عِزًّا مِنْ كُلِّ



مُصِيبَةٍ وَخَلْفًا مِنْ كُلِّ فَاَنْتِ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ إِنَّهُ كَانَ عَفَّارًا ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ اَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَغْفِرُوْهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

### خطبه ثانیہ عید الفطر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَمَرَ بِذِكْرِهِ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مُفْصِحًا بِشُكْرِهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ۝ أَمَّا بَعْدُ ۝ اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَوْجَبَ لَكُمْ فِي هَذَا الْيَوْمِ رَكْعَتَيْنِ مَعَ سِتَّةِ تَكْبِيرَاتٍ وَأَوْجَبَ آدَاءَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى كُلِّ حُرٍّ مُّسْلِمٍ مُّكَلَّفٍ مَالِكٍ مِقْدَارِ النَّصَابِ فَاضْلًا

عَنْ حَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ جِنْسِ الثِّيَابِ أَوِ الدَّارِ أَوِ الْعِبْدِ أَوِ الدَّوَابِّ عَنْ نَفْسِهِ وَمَمَالِكِهِ وَأَوْلَادِهِ الصَّغَارَ لَا عَنْ زَوْجَتِهِ وَأَوْلَادِهِ الْكِبَارِ إِلَّا اسْتَحْسَنًا عَنْ كُلِّ رَأْسٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ ذَقِيقِهَا أَوْ سَوِيقِهَا أَوْ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ قِيَمَةٍ كُلِّ مِنْهَا وَمَصَارِفُهَا كَمَصَارِفِ الزَّكَاةِ وَأَفْضَلُ أَوْقَاتِ آدَائِهَا قَبْلَ الْغَدْوِ إِلَى الْمُصَلَّى قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمْ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى نَبِيِّنَا وَشَفِيعِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْعُظَمَاءِ وَأَصْحَابِهِ الْأَمَنَاءِ خُصُوصًا عَلَى أَجَلِّ صَاحِبٍ وَأَسْعَدِ رَفِيقِ الْخَلِيفَةِ السَّامِيِّ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى الْأَمَامِ الْهَمَامِ الشَّفُوقِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ الْفَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَى الشَّاكِرِ لَهَا بِرِزْوَجِ الْإِبْنَتَيْنِ الرَّسُولِ الثَّقَلَيْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عِثْمَانَ ذِي النُّورَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ



وَعَلَى رِيحَانَتَيْنِ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ أَبِي مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَسَنِ  
وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى  
أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا  
وَعَلَى عَمِّيهِ الْمُكَرَّمِينَ بَيْنَ النَّاسِ الْحُمَزَةَ وَالْعَبَّاسَ  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى السِّتَةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشْرَةِ  
الْمُبَشِّرَةِ وَسَائِرِ الصُّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى  
عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ  
الرَّاحِمِينَ ۝ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَأَصْلِحْ  
بَيْنَهُمْ وَكَفِّهِمُ الْآفَاتِ وَأَعِزِّ الْإِسْلَامَ وَنَاصِرِيَّةَ وَأَوَّلِ  
الشَّرْكَ وَمَوَالِيَهُ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمُؤْمِرِينَ بِقَوْلِكَ الْمُبِينِ  
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِ الْقُرْبَى وَيَنْهَى  
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ  
تَذَكَّرُونَ ۝ اذْكُرْ اللَّهُ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوهُ يُسْتَجِبْ لَكُمْ  
وَلِذْكُرِ اللَّهُ تَعَالَى أَعْلَى وَأَوَّلَى وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَعْظَمُ وَأَتَمُّ  
وَأَكْبَرُ ۝

## خطبة اولی عید اضحی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ  
وَلِلَّهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ إِهْرَاقَ الدَّمِ يَوْمَ النَّحْرِ  
أَحَبَّ الْأَعْمَالِ ۝ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ  
اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ  
لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ۝ أَمَّا بَعْدُ  
فَإِنِّي أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَأُحَذِّرُكُمْ بِمَعْصِيَاتِ اللَّهِ  
وَأَعْلَمُوكُمْ أَنَّ هَذَا الْيَوْمَ تَشْرِيقٌ فَتَقَرَّبُوا فِي هَذَا الْيَوْمِ  
بِضَحَايَاكُمْ وَاجْعَلُواهَا مِنْ أَطْيَبِ ذَخَائِرِكُمْ فَإِنَّهَا بِيَوْمِ  
الْقِيَمَةِ مُطَايَاكُمْ وَاجْتَنِبُوا الْعُورَاءَ وَالْعَرَجَاءَ وَالْمَرِيضَةَ  
وَالْجُرَبَاءَ وَمَقْطُوعَةَ الْأُذُنِ وَمُهْدَمَةَ الْأَسْنَانِ وَكُلَّ ذَاتِ  
عَيْبٍ يَنْقُصُ مِنْ لَحْمِهَا وَاخْتَارَهَا بِسَمْنِهَا فَالْشَّاةُ السَّيْمِيَّةُ  
أَفْضَلُ مِنْ شَاتَيْنِ الْهَذِيلَتَيْنِ فَالْبَدَنَةُ عَنْ سَبْعٍ وَالْبَقَرَةُ  
عَنْ سَبْعٍ وَالشَّاةُ عَنْ وَاحِدٍ وَلَا ذُبَّ إِلَّا مِنْ بَعْدِ صَلَوةٍ



الْعِيدِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهُ وَيَسْتَحِبُّ التَّصَرُّفُ  
ثَلَاثَ لِنَفْسِهِ وَثَلَاثَ هَدِيَّةٍ وَثَلَاثَ لِقَرَأَةٍ وَالْمَسَاكِينِ إِنْ  
كَانَتْ تَطَوُّعًا وَإِنْ كَانَتْ وَصِيَّةً يَتَصَدَّقُ بِجَمِيعِهَا  
وَعَظَّمُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَأَدَاؤَ الْفَرَائِضِ وَالْحَقُّوقِ فَإِنَّ اللَّهَ ذَا كَرٍّ  
لِمَنْ ذَكَرُوا شَاكِرٌ لِمَنْ شَكَرَ أَحَادَ اللَّهِ عَلَيْنَا بِرُكَّةِ هَذَا  
لُعيدٍ وَأَمَّا مِنْ سُوءِ يَوْمِ الْعِيدِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ  
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ بِرَحْمَتِهِ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○  
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَالْبُذُنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ  
مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَادْكُرُوا سَمَ اللَّهَ عَلَيْهَا  
صَوَافٍ فَإِذَا وَجَبَتْ جَنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعَمُوا الْقَانِعَ  
وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ إِنَّهُ  
تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرُّوْرٌ الرَّحِيمُ ○

### خطبة ثانية عيد الاضحى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا كَمَا أَمَرَ

وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لِمَنْ حَمْدُهُ  
وَكَفَرُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ سَيِّدُ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ  
عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ثُمَّ  
السَّلَامُ مِنَ الْحَقِّ الْحَقِيقِ عَلَى الْخَلِيفَةِ الْعَتِيقِ أَمِيرِ  
الْمُؤْمِنِينَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ثُمَّ  
السَّلَامُ مِنَ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ عَلَى أَعْدَلِ الْأَصْحَابِ نَاطِقِ  
بِالْحَقِّ وَالصَّوَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ  
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْمَلِكِ الدِّيَّانِ عَلَى ذِي  
النُّورَيْنِ وَالْبُرْهَانِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْمَلِكِ الْوَلِيِّ عَلَى  
الْأَمِيرِ الْوَصِيِّ أَسَدِ اللَّهِ الْغَالِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ  
أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى الْإِمَامَيْنِ الْأَهْمَامَيْنِ  
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ

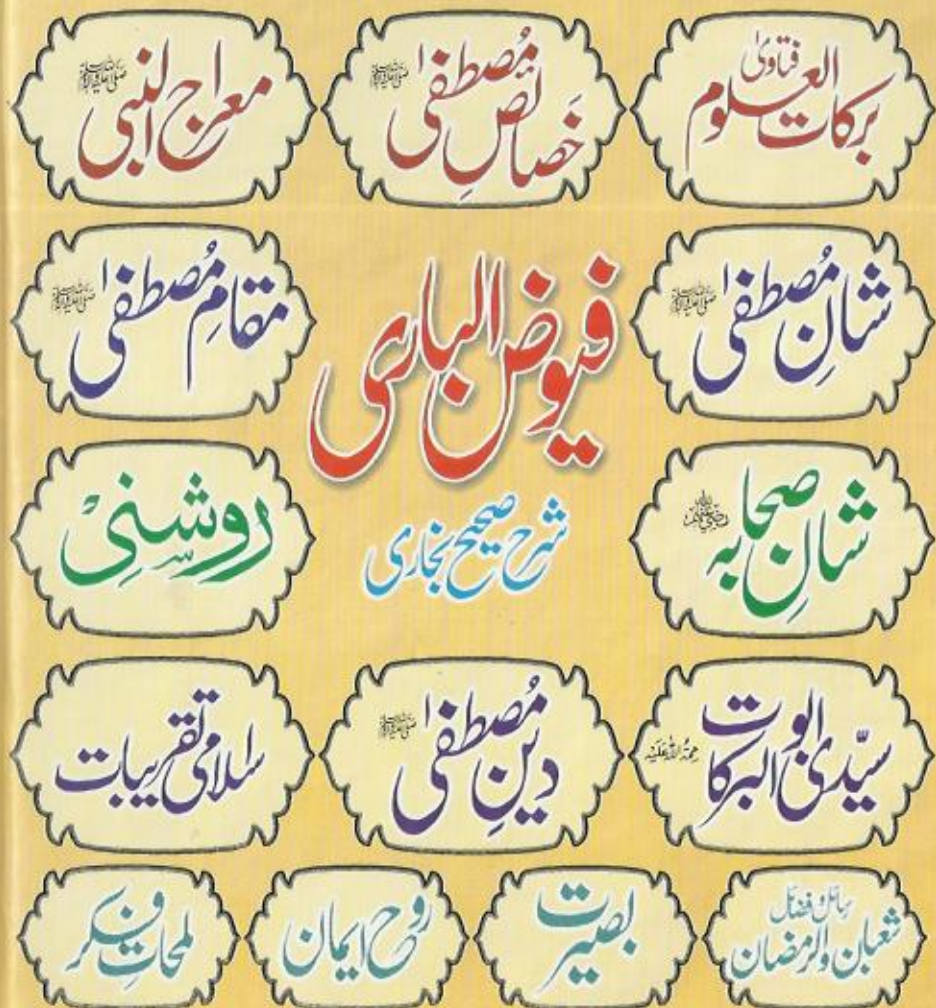


الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ  
 فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَعَلَى عَمِّيهِ  
 الْمَكْرَمِينَ بَيْنَ النَّاسِ الْحُمَزَةَ وَالْعَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
 عَنْهُمَا وَعَلَى السِّتَةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشْرَةِ الْمُبَشِّرَةِ وَسَائِرِ  
 الْفِرَقِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالتَّابِعِينَ الْأَبْرَارِ وَالْأَخْيَارِ  
 إِلَى يَوْمِ الْقَرَارِ رَضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ○  
 اللَّهُمَّ أَنْصِرْ دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا  
 تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَأَخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَ اللَّهِ رَحِمَكُمُ اللَّهُ  
 إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى  
 عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ  
 تَذَكَّرُونَ ○ اذْكُرُوا اللَّهَ يَذْكُرْكُمْ وَدَعْوَةُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ  
 وَلَذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى أَعْلَى وَأَوْلَى وَعَزٌّ وَأَجَلٌ وَأَعْظَمُ وَأَتَمُّ  
 وَأكْبَرُ ○



کی یادگار  
تصانیف

امیر اہل سنت تاج بخاری  
علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ العالی  
(ستارہ امتیاز حکومت پاکستان) امیر شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم دیوبند لاہور



گنج بخش روڈ لاہور

فون: 042-37114729، 0300-8038838

ویب سائٹ: www.hizbulahnaf.com

رضوان کُتب خانہ

